کامیاب مُناظرہ

ایک قادیانی سے فیصلہ کن مناظرہ جس کے نتیجہ میں
وہ قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام کی آغوش میں آگیا



محمد متین خالد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کامیاب مناظرہ



مناظرے کا مطلب ہوتا ہے، دونوں فریق سچی بات تلاش کریں۔ ایک اچھے مناظر میں 30 خوبیاں ہوتی ہیں۔ 29 خوبیاں رکھیں ایک طرف، صرف ایک خوبی: ''دلیل کا جواب دلیل سے دیا جائے!''، سب پر بھاری ہے۔

گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے والے حق کی متلاشی قادیانیوں کے لیے ایک رہنما کتاب

کامیاب مُناظرہ

ایک قادیانی سے فیصلہ کن مناظرہ جس کے نتیجہ میں
وہ قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام کی آغوش میں آ گیا

محمد متین خالد

علم و عرفان پبلشرز
الحمد مارکیٹ 40-اردو بازار، لاہور، فون: 7352332-7232336-8405100



* نام کتاب	....	کامیاب مناظرہ
* مصنف	....	محمد تقی منظر
* ناشر	....	علم و عرفان پبلشرز الحمد مارکیٹ-40-اُردو بازار، لاہور۔
* قانونی مشیر	....	محمد نوید شاہین ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
* کمپوزنگ	....	رفاقت علی/تاج کمپوزنگ سنٹر، لاہور
* سن اشاعت	....	2010ء
* تعداد	....	1100
* قیمت	....	-/300 روپے

تقسیم کار

علم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ، 40-اُردو بازار، لاہور۔

فون: 7352332' 7232336 فیکس: 7223584

www.ilmoirfanpublishers.com E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com



انتساب!

- ضیاء الامت حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
- شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ
- سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ
- شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
- مجاہد ختم نبوت جناب پروفیسر سمیر ملک حفظہ اللہ

کے نام

جن سے میں نے اکتساب فیض کرتے ہوئے قادیانیوں کے خلاف مناظرے کا فن سیکھا۔ اس میدان میں ان کی راہنمائی اور دعائیں آج بھی میری کامیابی کی کلید ہیں!!!

دم عارف نسیم صبحدم ہے
اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

شعلہ نوا قندیل

ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا بات باعث خیر و سعادت ہوگی کہ وہ اپنی زندگی تحفظ ختم نبوت کے لیے وقف کر دے اور تقریر و تحریر کے ذریعے اپنی صلاحیتیں بروئے کار لا کر مسلمانوں کو منکرین ختم نبوت اور گستاخان رسولؐ کی سرکوبی کے لیے تیار کرے۔ عزیزی محمد متین خالد کا شمار ان مخلصین میں ہوتا ہے جنہوں نے امتِ مسلمہ کو تحفظ ختم نبوت کی نئی فکری جہتوں سے روشناس کروایا ہے۔ محبت رسول ﷺ، جذبہ تحفظ ختم نبوت اور دینی غیرت وحمیت ان کے دل و دماغ میں اس طرح کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے کہ ''شاخ گل میں جس طرح باد سحر گاہی کا نم''۔ وہ اپنی علمی، تحقیقی، تصنیفی اور دینی خدمات کے حوالے سے ایک منفرد اور معتبر شناخت رکھتے ہیں۔ مختلف موضوعات پر ان کی 40 کے قریب تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں۔ پوری دنیا میں ان کے قدر دانوں کا ایک وسیع حلقہ موجود ہے۔ ثبوت حاضر ہیں، قادیانیت سے اسلام تک، شہیدانِ ناموس رسالت ﷺ، معلوماتِ ختم نبوت، تحفظ ختم نبوت اہمیت اور فضیلت، ربوہ و قادیان جو ہم نے دیکھا، ایسی کتابوں کی مسلسل اشاعت اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ ان کی تحریروں کو ہر خاص و عام حلقہ میں نمایاں پذیرائی حاصل ہے۔ علاوہ ازیں ان کی شخصیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ وہ ایک خوبصورت اور کامیاب مقرر بھی ہیں جو اپنے مخصوص طرز خطابت سے مجمع پر سحر طاری کر دیتے ہیں۔ قادیانیوں سے مناظرے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک خاص ملکہ عطا کیا ہے۔ قادیانی مبلغین عزیزی خالد کا نام سنتے ہیں تو ان کی سٹی گم ہو جاتی ہے۔ وہ کئی مناظروں میں انھیں شکست فاش دے چکے ہیں۔

''کامیاب مناظرہ'' عزیزی محمد متین خالد کی تازہ ترین تصنیف ہے جو ایک قادیانی سے فیصلہ کن مناظرے کی دلچسپ علمی روداد ہے۔ انہوں نے جس علمی شغف، پیہم انہماک، غیر معمولی محنت اور عرق ریزی سے مناظرہ کیا ہے، اس کا صحیح اندازہ قارئین اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ہی کر سکتے ہیں۔ ان کے دلائل و براہین کی طوفان خیزی سے قادیانی مناظر کی

شکست ہر سطر سے عیاں ہے۔ مناظرہ میں جو سوال و جواب اور انکشافات ہوئے، وہ سب چونکا دینے والے ہیں۔ محسوس ہوتا ہے کہ قادیانیوں نے بہت سی باتوں کو یونہی فرض کرلیا ہے جن کا توڑ بہت ضروری ہے۔ اس مناظرہ میں عزیزی خالد نے قادیانیوں کی تمام باطل تاویلات اور شکوک وشبہات کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا ہے جنھیں وہ بزعم خود نا قابل تردید سمجھتے تھے۔ ہر ایک کے واسطے یہ نازش دوام کہاں؟

عزیزی محمد متین خالد تمام مسلمانوں کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں کہ ان کی محنت اور اخلاص کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قادیانی مناظر کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ بحمد اللہ! مناظرہ کے میدان میں کارکنان ختم نبوت کے لیے یہ کتاب ایک نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ اسے جتنا پڑھتے جایئے، ایمان میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ ہر صفحہ نئی کتاب معلوم ہوتا ہے۔ کتاب کھلتے ہی قاری تمام مصروفیات چھوڑ کر اُس کا مکمل مطالعہ کرنے میں منہمک ہو جاتا ہے۔ اس تناظر میں یہ کتاب خوب ہی نہیں، بہت خوب ہے! میری آرزو ہے کہ ''کامیاب مناظرہ'' زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچے اور اُن کے نگاہ و دل تحفظ ختم نبوت کی روشنی سے منور ہوں! فقیر بارگاہ ایزدی میں عزیزی خالد کی علمی استعداد میں اضافے اور درازئ عمر کے لیے دعا گو ہے۔ آمین! بحرمت نبی الکریم ﷺ۔

فقیر ابوالخلیل (خواجہ) خان محمد

خانقاہ سراجیہ کندیاں، میانوالی

امیر مرکزیہ: عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت پاکستان



اس کرم کا کروں شُکر کیسے ادا......!

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی قلبی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا:

مَا اَنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

"حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف توصیف میں اپنے کلام کے ذریعے نہیں کرتا بلکہ میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کے ذریعے اپنے کلام کا مرتبہ بلند کرتا ہوں۔"

اس شعر کی روشنی میں جو شخص بھی تحفظ ختم نبوت کے لیے لکھتا ہے، وہ اس لیے نہیں کہ اس موضوع کی تشنگی دور ہو بلکہ محض اس لیے کہ آخرت میں اس کی اپنی بخشش کے لیے سامان مہیا ہو سکے اور اس کے اندر ایمان کی شمع کا شعلہ مزید فروزاں ہو۔ زیر نظر کتاب "کامیاب مناظرہ" اسی جذبے کا ثمر ہے۔

عیسائیوں اور بہائیوں سے مناظرہ کرنا نسبتاً آسان ہے جبکہ قادیانیوں سے مشکل۔ مشکل اس معنی میں کہ ہر قادیانی دجل وتلبیس کے میدان میں اپنی مثال آپ ہے۔ فکری وعلمی ضلالت، کذب، دھوکہ دہی، منافقت اور زندیقیت ان کے مذہب کے بنیادی عناصر ہیں۔ اس بنا پر وہ اصل حقیقت دیکھنے کے باوجود بھی گمراہی کا راستہ اپنانے پر اصرار کرتے ہیں۔ میں مناظرے کا قائل ہوں، مناقرے کا نہیں۔ مناظرے کا مطلب ہوتا ہے، دونوں فریق سچی بات تلاش کریں۔ ایک اچھے مناظر میں 30 خوبیاں ہوتی ہیں۔ 29 خوبیاں رکھیں ایک طرف، صرف ایک خوبی: "دلیل کا جواب دلیل سے دیا جائے!"، سب پر بھاری ہے۔ اس کے برعکس قادیانی مناظر تعصب سے منزہ دلیل کے جواب میں ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے "بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن!" کے مصداق بسا اوقات ایسی دل آزار بات کر جاتے ہیں کہ مناظرہ، مجادلے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام باذنِ الٰہی

جذامیوں، اندھوں، اور اپاہجوں کو شفا عطا کر دیتے تھے، غلط موقف پر اصرار کرنے والے دل کے اندھوں کا علاج شاید ان کے پاس بھی نہ تھا لیکن حق کا متلاشی، طالب ہدایت اور عقل سلیم کا حامل کوئی بھی شخص اس عمومیت سے مستثنیٰ ہے۔ ایسے ہی خوش نصیبوں میں جناب شاہد بشیر (سابق قادیانی) کا نام شامل ہے۔ ماضی قریب میں اُن کا شمار قادیانی جماعت کے سرگرم ارکان میں ہوتا تھا۔ وہ اپنے تئیں پورے اخلاص کے ساتھ اپنے (جھوٹے) مذہب کو سچا ثابت کرنے کے لیے سادہ لوح مسلمانوں سے بحث کرتے، اپنے پیشرووں کے تتبع میں عجیب و غریب تاویلات پیش کرتے، زہریلے شکوک وشبہات پیدا کرتے، اسلامی مسلمات بارے تذبذب کا شکار کرتے اور پھر زمانے کے ستائے ہوئے اور بنیادی سہولتوں سے محتاج مسلمانوں کے ایمان کا شکار کرتے۔ اس سلسلہ میں اُن کی گھاتیں اور وارداتیں بڑی خطرناک اور پر پیچ ہوتیں، ایسی ہی ایک کوشش انہوں نے سمن آباد (لاہور) کے علاقہ میں کی۔ بات مناظرے کے چیلنج تک جا پہنچی تو ان سے مناظرے کا قرعہ اس عاجز کے نام نکلا۔ 6 گھنٹے کے طویل، اعصاب شکن اور جانگسل مناظرے کے دو ماہ بعد، اللہ رب العزت نے اُنھیں ایمان کی عظیم دولت سے نواز دیا اور وہ قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام کی آغوش میں آگئے۔ ''کامیاب مناظرہ'' اسی مناظرے کی ایمان پرور رُوداد ہے۔ میں عرصہ بیس سال سے مذکورہ محاذ پر ایک کارکن کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دینے کی سعی کر رہا ہوں۔ مجھے فخر ہے کہ میں نے اپنے بزرگوں اور اساتذہ سے (جن کے نام اس کتاب کا انتساب ہے) قادیانیوں سے مناظرے کا فن باقاعدہ سیکھا، اس ہنر کو آزمایا اور کامیابی حاصل کی۔ اس کتاب میں جو بھی خوبی ہے، اس کے حق دار میرے بزرگ اور اساتذہ ہیں، جبکہ اس میں موجود تمام تر کوتاہیوں اور خامیوں کا سزاوار میں خود ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس کتاب کے مفصل مطالعہ سے قارئین صرف تازہ معلومات ہی نہیں، بلکہ اپنے ایمان میں تقویت کی کیفیت بھی محسوس کریں گے۔ ان شاء اللہ! دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس معمولی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے! آمین!

محمد متین خالد
لاہور

E-mail:fatehqadyaniat@hotmail.com



حرفِ سپاس!

تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے احباب کا اصرار تھا کہ یہ مناظرہ کتابی صورت میں ضرور شائع ہونا چاہیے تاکہ ہر خاص و عام اس سے استفادہ کر سکے۔ اس سلسلہ میں ان کی محبت، حوصلہ افزائی، سرپرستی اور رہنمائی میرے لیے ایک اعزاز سے کم نہیں۔ میں ان سب حضرات کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سپاس گزار ہوں۔

- جناب سید محمد کفیل بخاری، ملتان
- جناب عبداللطیف خالد چیمہ، چیچہ وطنی
- مولانا محمد اکرم طوفانی، سرگودھا
- جناب وقار احمد، لاہور
- جناب عامر خورشید، لاہور
- مولانا قاری محمد رفیق، لاہور
- مولانا قاری شبیر احمد عثمانی، چناب نگر
- مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، لاہور
- جناب حافظ احمد نواز، لاہور
- محمد اکرم مرزا، فیصل آباد
- محمد نوید شاہین، ایڈووکیٹ، لاہور
- محمد طاہر سلطان، ایڈووکیٹ، لاہور
- قاری محمد عمران، ایڈووکیٹ، لاہور
- مفتی لیاقت علی، لاہور
- جناب محمد ضیاء الحق نقشبندی، لاہور
- پروفیسر جمیل احمد عدیل، بورے والا
- جناب عبدالباسط، جرمنی (سابق قادیانی)
- جناب عبدالکریم شیخ، ہالینڈ (سابق قادیانی)
- بھائی محمد انیس شاہ، شبان ختم نبوت، لاہور
- جناب طاہر بشیر، دوالمیال۔ چکوال
- جناب یوسف محمود سلہری، لاہور
- جناب محمد فیصل بٹ، لیہ
- جناب غلام عباس بھٹی، سیالکوٹ
- جناب محمد شاہد نسیم چشتی، ننکانہ صاحب
- جناب محمود الحسن بھٹی ایڈووکیٹ، لاہور
- جناب ظفر عباس، ننکانہ صاحب
- جناب شبیر حسین، شاہدرہ لاہور
- جناب قاضی خاور حسنین، سرگودھا

محمد متین خالد



ليهلک من هلک عن بينة و يحيٰ من حي عن بينة وان الله لسميع عليم. (الانفال:42)

(ترجمہ): "جسے ہلاک ہونا ہے، وہ دلیل روشن کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے، وہ دلیل روشن کے ساتھ زندہ رہے۔ یقیناً اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔"



پھول بغیر کانٹے کے نہیں ہوتا۔ آپ کتنا ہی نیک کام کیوں نہ کریں، نکتہ چین اپنی نیش زنی سے باز نہیں آتے!

حاسد حسد کی آگ میں ہر دم جلا کرے
وہ شمع کیا بجھے، جسے روشن خدا کرے

"لاجواب کرنا اچھا ہے اور قائل کرنا اس سے بھی اچھا!!!"

(سقراط)

کامیاب مُناظرہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اچھا دوست ہاتھ اور آنکھ کی مانند ہوتا ہے۔ ہاتھ کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو آنکھ روتی ہے اور جب آنکھ روتی ہے تو ہاتھ آنسو صاف کرتا ہے۔ برادر عزیز جناب محمد ہاشم جاوید کا شمار ایسے ہی قیمتی دوستوں میں ہوتا ہے۔ وہ عقیدہ ختم نبوت سے بے پناہ محبت رکھتے اور منکرین ختم نبوت قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کی سرکوبی کے لیے ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔ وہ ایک عرصہ سے سمن آباد لاہور میں مقیم ہیں۔ ایک دفعہ علاقہ کے چند معززین جوان کے ساتھ مقامی مسجد میں باقاعدگی سے نماز پڑھتے ہیں، انھیں بتایا کہ قادیانی جماعت کا ایک سرگرم اور پرجوش رکن شاہد بشیر قادیانی انھیں [illegible]ہب کی تبلیغ کرتا ہے، اسلامی عقائد بالخصوص ختم نبوت اور حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے، عجیب و غریب تاویلات کے ذریعے قرآن و حدیث کی غلط تشریح کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قادیانیت ایک سچا مذہب ہے اور یہی حقیقی اسلام ہے۔ مزید برآں وہ مناظرے کا چیلنج کرتے ہوئے کہتا ہے کہ کوئی شخص اس کے دلائل و براہین کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا اور اس کے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ معززین علاقہ نے پریشانی کے عالم میں کہا کہ ایسے میں ضروری ہے کہ شاہد بشیر قادیانی کے ساتھ مناظرہ کیا جائے تاکہ اس کا علمی تکبر ٹوٹے، قادیانی مذہب کی حقیقت آشکارا ہو، اور ہمیں دلی اطمینان اور سکون حاصل ہو۔ جناب محمد ہاشم جاوید نے معززین علاقہ سے وعدہ کیا کہ وہ ایک دو روز میں مناظرے کا اہتمام کر لیں گے۔ اُسی دن انھوں نے مجھے موبائل پر فون کر کے اس ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے محاذ پر میں ایک طالب علم اور ادنیٰ کارکن ہوں۔ میری خواہش تھی کہ شاہد بشیر ایسے کائیاں اور عیار قادیانی کے ساتھ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہٗ مناظرہ کریں۔ اتفاق سے وہ تبلیغی دورہ پر سندھ گئے ہوئے تھے اور فوری

طور پر ان کے لیے لاہور آنا ناممکن تھا۔ پھر میں نے اس کے لیے پروفیسر سمیر ملک صاحب کا نام تجویز کیا۔ برادر گرامی جناب وقار احمد اور عامر خورشید صاحب نے اس سلسلہ میں پروفیسر سمیر ملک سے رابطہ کیا اور انھیں تمام حالات و واقعات سے آگاہ کیا۔ لیکن سمیر ملک صاحب نے باہمی مشورہ سے احقر کو نامزد کر دیا اور خود فون کر کے مجھے فرمایا کہ آپ شاہد بشیر قادیانی سے مناظرہ کریں۔

چنانچہ میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہاشم جاوید صاحب سے رابطہ کیا اور عرض کیا کہ آپ شاہد بشیر قادیانی کو آمادہ کریں اور مجھے وقت اور مقام کی اطلاع کر دیں، میں انشاء اللہ مقررہ وقت پر پہنچ جاؤں گا۔ ساتھ ہی میں نے عرض کیا کہ بہتر ہوگا کہ مناظرہ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم ٹاؤن یا گلبرگ میں واقع مرکز سراجیہ میں ہو کیونکہ وہاں تمام قادیانی کتب دستیاب ہیں اور مجھے قادیانی متنازعہ کتابوں سے حوالہ جات پیش کرنے میں آسانی رہے گی۔ ہاشم صاحب نے ہامی بھری اور فرمایا کہ وہ شاہد بشیر قادیانی سے رابطہ کر کے مجھے مطلع کریں گے۔ ایک دن بعد ہاشم صاحب کا فون آ گیا کہ شاہد بشیر قادیانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر آنے سے احتراز کر رہا ہے، لہٰذا آج رات 8 بجے شاہد بشیر قادیانی آپ سے مرکز سراجیہ گلبرگ میں مناظرہ کرے گا۔

یاد رہے کہ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر مرکز سراجیہ، لاہور میں دوسرا بڑا مرکز ہے جہاں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے محاذ پر گرانقدر کام ہوتا ہے۔ یہاں قادیانیوں کی شر انگیزیوں، مرتدانہ سرگرمیوں، خلاف اسلام و پاکستان کارروائیوں اور شعائر اسلامی کی توہین ایسے واقعات پہ گہری نظر رکھی جاتی ہے۔ اس ادارہ کی طرف سے ہر سال مختلف موضوعات پر لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر شائع ہو کر پوری دنیا میں مفت تقسیم ہوتا ہے۔ جس سے نہ صرف مسلمانوں کا ایمان محفوظ رہتا ہے بلکہ کئی قادیانیوں کو بھی راہِ ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ اس مرکز کا سب سے بڑا کارنامہ اس کی شہرہ آفاق ویب سائٹ www.endofprophethood.com ہے جہاں نہ صرف عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے موضوع پر سیکڑوں نایاب کتب، پمفلٹ، رسائل اور تازہ ترین معلومات موجود ہوتی ہیں بلکہ اس موضوع پر نامور بزرگوں اور دانشوروں کی جامع اور نایاب تقاریر بھی موجود ہیں جس سے دنیا بھر کے لاکھوں مسلمان روزانہ استفادہ کرتے ہیں۔

بہر حال 2 جنوری 2009ء کو مرکز سراجیہ لاہور میں شاہد بشیر قادیانی کے ساتھ ایک زبردست اور کامیاب مناظرہ ہوا۔ مناظرہ سے چند گھنٹے پہلے برادر گرامی وقار صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ سے رابطہ کیا اور انھیں اس مناظرہ سے متعلق تمام صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے خصوصی دعاؤں کی درخواست کی۔ حضرت صاحب نے اس پر نہایت مسرت و اطمینان کا اظہار کیا اور کامیابی کے لیے احقر کو ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا۔ حضرت کی دعاؤں کے بعد مجھے اپنے وجود میں ایک نئی ایمانی اور روحانی جلا محسوس ہوئی جس نے میری بے بضاعت صلاحیتوں میں قوس قزح کے رنگ بھر دیے۔ مناظرہ میں برادر گرامی وقار احمد صاحب، جناب عامر خورشید اور محترم ہاشم جاوید کے علاوہ چند معززین سمن آباد نے شرکت کی جبکہ شاہد بشیر قادیانی کے ساتھ دو اور قادیانی تھے۔ ان تمام شرکا نے نہایت توجہ اور انہماک سے پورا مناظرہ سنا۔

مناظرے کا آغاز ہوا تو میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ میں آپ سے ابتدائی طور پر دو ایک باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر اس نے کہا کہ آپ بیان کریں۔ میں نے عرض کیا کہ ایمان مذہبی زندگی کی وہ اساس اور بنیاد ہے جس پر تمام عقائد اور اعمال کی بلند قامت عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ ایمان محض جاننے نہیں، ماننے کا بھی نام ہے جس کی تصدیق قلب، زبان اور اعمال کریں، تبھی ایمان کے مدار کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایمان کی [illegible] اور [illegible] پر خاتمہ ہی ایک مسلمان کا اصل اثاثہ، اصل میراث اور اصل سرمایہ ہے۔ یہی وہ عظیم نعمت ہے جس سے ایمان اور کفر کے راستے جدا جدا ہو جاتے ہیں۔ مومن اپنے ایمان کی بدولت جنت میں کبھی نہ کبھی ضرور داخل ہو جائے گا جبکہ ایمان کی ثروت سے محروم کو یہ نعمت عظمیٰ کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

میں نے مزید عرض کیا کہ ایمان اور ہدایت کائنات کی سب سے عظیم نعمتیں ہیں، ان کے مقابلے میں دنیا کی ہر چیز ہیچ ہے۔ یہ متاع عزیز جسے نصیب ہو جائے، وہ دنیا کا خوش قسمت ترین شخص کہلوانے میں حق بجانب ہے۔ اگر خدانخواستہ لاعلمی، کوتاہی، لاپروائی، ضد یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے یہ گرانقدر دولت خطرے میں پڑ جائے یا ضائع ہو جائے تو کسی حیل و حجت اور تاویل کے بغیر فوراً اس کی تلافی کی فکر میں لگ جانا چاہیے کہ ناپائیدار زندگی کا کوئی بھروسا نہیں، کب یہ ختم ہو جائے! اللہ کی رحمت کا سچا امیدوار وہی ہے جو ایک حقیقت پسند

کاشتکار کی طرح ایمان خالص کا بیج اپنے قلب کی سرزمین میں بوئے اور اس کی حفاظت کرے۔ اگر کوئی مسلمان کسی بھی وجہ سے راہ ہدایت سے بھٹک جائے تو ایمان ایک ایسا مینارۂ نور ہے جس کی روشنی میں وہ واپس صراط مستقیم پر آجاتا ہے۔ اس کی پیشانی سے شرمندگی اور ندامت کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں جس سے اس کے دل کی توانائی مزید بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے غلط عقائد پر اڑا رہے، من گھڑت تاویلات سے اسے صحیح ثابت کرنے کی باغیانہ کوشش کرتا رہے اور اپنے شکوک پر بے جا اصرار کرتا رہے تو پھر ایمان معدوم ہو جاتا ہے اور گمراہی اس کا مقدر ہو کر رہتی ہے۔ دیدہ و دانستہ اپنے غلط عقائد پر جمے رہنا اور اس پر تاویلات کے پردے ڈالتے رہنا دانشمندی نہیں، جہل مرکب ہے۔ اعمال کی کمی کے بارے میں روزِ محشر یہ قوی امید رکھی جاسکتی ہے کہ اس بشری کوتاہی پر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و رحمت سے درگزر کا معاملہ فرماتے ہوئے معاف فرما دیں (ان شاء اللہ تعالیٰ)! لیکن محرومیِ ایمان ایک ایسی بدبختی ہے کہ جس کی کوئی معافی تلافی نہیں۔ ایمان کی دولت سے تہی کوئی شخص روز قیامت نجات کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

اس تمہیدی گفتگو کے بعد میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مناظرہ شروع کرنے سے پہلے میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے بیٹوں وغیرہ کی کتنی کتابیں پڑھی ہیں؟ اس غیر متوقع سوال پر شاہد بشیر قادیانی پریشان ہوا اور کہنے لگا: تقریباً 10 یا 12 کتابیں پڑھی ہیں۔ اس پر میں نے اُسے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب نے کتنی کتب لکھی ہیں؟ اس پر جب وہ مزید پریشان ہوا تو میں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے تقریباً 83 کتابیں تحریر کی ہیں۔ 3 جلدوں پر مشتمل ''مجموعہ اشتہارات''، 10 جلدوں پر مشتمل ''ملفوظات احمدیہ''، ''وحی والہامات'' پر مشتمل کتاب ''تذکرہ'' اور شاعری پر مبنی کتاب ''درثمین'' اس کے علاوہ ہیں۔ اس طرح اگر ان کو بھی شامل کرلیا جائے تو مرزا صاحب کی کتابوں کی تعداد تقریباً 100 بنتی ہے۔ بصد معذرت، یہی وہ کفریہ اور دل آزار کتابیں ہیں جنھیں پڑھ کر کلیجا پھٹنے کو آتا، دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا اور روح میں زہر آلود نشتر چبھتے محسوس ہوتے ہیں۔ یہی وہ کتابیں ہیں جن کی آپ مسلمانوں میں تبلیغ و تشہیر کرتے ہیں تو کبھی کبھی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر آپ گلہ کرتے ہیں کہ مسلمان آپ سے زیادتی کرتے ہیں۔ اب آپ مناظرے کے لیے آئے ہیں لیکن آپ نے مرزا قادیانی کی 100

میں سے صرف 12 کتابیں پڑھی ہیں جبکہ اس کے بیٹوں اور دیگر اہم قادیانی مصنفین کی کتابیں بھی آپ نے نہیں پڑھیں۔ اب میں آپ کی خدمت میں مرزا قادیانی یا اس کے بیٹوں کی کتابوں میں سے کوئی متنازعہ حوالہ یا تحریر وغیرہ پیش کرتا ہوں تو آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟ جبکہ آپ نے یہ کتابیں نہیں پڑھیں۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی کی حالت قابل دید تھی۔ وہ نہایت شرمندہ اور پریشان تھا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ اچھا یہ بتایئے: آپ نے مرزا قادیانی کی جو 12 کتابیں پڑھی ہیں، یہ شروع سے آخر تک کتنی دفعہ پڑھی ہیں؟ شاہد بشیر قادیانی نے کہا، ایک دفعہ۔ میں نے کہا کہ آپ نے مرزا قادیانی کی پوری کتابیں پڑھنے کے بجائے صرف 12 کتابیں پڑھی ہیں اور وہ بھی صرف ایک دفعہ۔ جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ جس قادیانی نے میری تمام کتب 3 دفعہ نہ پڑھی ہوں، مجھے اس کے ایمان پر شک ہے، گویا وہ قادیانی بھی نہیں ہے۔ اس پر میں نے اسے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے کی کتاب ''سیرت المہدی'' کا درج ذیل حوالہ پیش کیا۔

❑ ''مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت (مرزا قادیانی) فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔''

(سیرت المہدی از مرزا بشیر احمد ایم اے جلد دوم ص 78)

اس حوالہ پر شاہد بشیر قادیانی پر بے حد خجل ہوا اور نہایت ڈھٹائی سے بولا: کہ اگرچہ میں نے مرزا صاحب کی تمام کتابیں نہیں پڑھیں، لیکن میں آپ کے ایک ایک اعتراض کا جواب دوں گا، جبکہ آپ میرے کسی سوال کا جواب نہ دے سکیں گے۔ جواباً میں نے اسے کہا کہ یہ تو مناظرہ شروع ہونے پر پتہ چلے گا کون کس کا جواب دیتا یا نہیں دیتا ہے، بہرحال آپ بتائیں کہ آپ کس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ میں نے بھی آپ سے ایک ضروری بات کرنا ہے۔ میں نے کہا: بتائیں؟ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ہماری تمام تر گفتگو قرآن سے ہوگی، ہم قرآن سے باہر نہیں جائیں گے۔ میں نے کہا: کونسا قرآن؟ ہمارا یا آپ کا؟ کہنے لگا کیا مطلب؟ میں نے کہا، ایک قرآن مجید ہم مسلمانوں کا ہے جو آج سے تقریباً ساڑھے 14 سو سال پہلے حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر

نازل ہوا تھا اور دوسرا ''قرآن'' آپ کا ہے جو مرزا قادیانی پر نازل ہونے والی خود ساختہ وحیوں اور خانہ ساز الہامات پر مشتمل ہے، جس کا نام آپ نے ''تذکرہ'' رکھا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ آپ کس قرآن کی بات کرتے ہیں؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ کا اور ہمارا قرآن ایک ہی ہے۔ اس پر میں نے اسے مندرجہ ذیل حوالہ دکھایا۔

□ ''اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ **انا انزلناہ قریباً من القادیان** تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قران شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو، لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔''

(ازالہ اوہام (حاشیہ) حصہ اول ص 77 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 140 از مرزا قادیانی)

حوالہ دکھانے کے بعد میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ بتائیں قرآن مجید کی کونسی سورۃ یا کس آیت میں قادیان کا ذکر ہے؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ یہ ایک کشف تھا۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا تھا۔ چونکہ سچے نبی کا کشف سچا اور وحی کے برابر ہوتا ہے۔ اس لیے اگر مرزا قادیانی کا کشف سچا تھا تو قرآن مجید میں قادیان کا لفظ دکھائیں اور اگر کشف جھوٹا تھا تو جھوٹا شخص نبی نہیں ہوسکتا۔ خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ ''وہ کامل کشف جس کو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے۔ وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر اُن کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔''

(حقیقت المہدی ص 16 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 442 از مرزا قادیانی)

اس پر شاہد بشیر قادیانی نہایت پریشانی کی حالت میں خاموش ہوگیا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ آپ مرزا قادیانی کو کیا مانتے ہیں؟ اس

نے کہا کہ ہم مرزا قادیانی کو امام مہدی مانتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں اتنے مضحکہ خیز دعوے کیے ہیں کہ اس کی کتابیں پڑھنے والا آدمی حیران و پریشان ہو جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ میں امین الملک جے سنگھ بہادر ہوں، میں کرشن ہوں، میں آریوں کا بادشاہ ہوں، میں محدث ہوں، میں آدم ہوں، میں احمد ہوں، میں مریم ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں ذوالقرنین ہوں، میں خاتم الاولیا ہوں، میں امام الزماں ہوں، میں میکائیل ہوں، میں نبی ہوں، میں رسول ہوں، میں زندہ علی ہوں، میں مسیح زماں ہوں، میں تمام انبیا کا مجموعہ ہوں، میں محمد ہوں، محمد رحمۃ العالمین ہوں، میں خاتم الانبیا ہوں، میں خدا ہوں (نعوذ باللہ)!

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مجھے ان دعاوی کا کوئی علم نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ سب دعویٰ جات مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں وقتاً فوقتاً کیے جو اس کی کتابوں میں درج ہیں، میں آپ کو مرزا قادیانی کی اصل کتابوں سے یہ حوالے دکھا سکتا ہوں اور ایک مخلص قادیانی ہونے کی حیثیت سے یہ تمام دعویٰ جات آپ کے علم میں ہونے چاہئیں۔ شاہد بشیر قادیانی ان دعوؤں سے کنی کتراتے ہوئے کہنے لگا کہ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ ہم تو مرزا صاحب کو صرف **امام مہدی** مانتے ہیں، میں نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں آئی جی پولیس ہوں اور اس کا عقیدت مند یہ کہے کہ میں تو آپ کو صرف ایس ایچ او مانتا ہوں، تو کیا یہ رویہ درست ہے؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ بحث کو طول دے رہے ہیں، ہم مرزا صاحب کو صرف **امام مہدی** مانتے ہیں۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ کیا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے؟ اس پر وہ پریشان ہو کر کہنے لگا۔ معلوم نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کو تو ضرور معلوم ہونا چاہیے تھا کیونکہ آپ نے مناظرے کے شروع میں کہا تھا کہ مناظرہ قرآن مجید کے اندر رہ کر کیا جائے گا۔ اب آپ بتائیں کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ذکر قرآن مجید کی کس سورۃ میں ہے؟ کہنے لگا کہ امام مہدی کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا تو پھر آپ کس حیثیت سے مرزا قادیانی کو امام مہدی مانتے ہیں؟ کہنے لگا کہ احادیث کی رو سے۔ میں نے کہا کہ مرزا قادیانی احادیث کو اہمیت نہیں دیتا بلکہ اس کا کہنا ہے کہ سب کچھ قرآن ہی ہے۔ اس سلسلہ میں، میں نے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا۔

□ ''قرآن شریف مقدم ہے اور احادیث ظن کے مرتبہ پر ہیں...... تمام ستون اور مدار اسلام کا قرآن شریف پر ہے...... کیا آنحضرت ﷺ کی ان لوگوں کو وصیت تھی کہ میرے بعد بخاری کو ماننا؟ بلکہ آنحضرت ﷺ کی وصیت تو یہ تھی کہ کتاب اللہ کافی ہے۔ ہم قرآن کے بارے میں پوچھے جائیں گے نہ کہ زید اور بکر کے جمع کردہ سرمایہ کے بارے میں۔ یہ سوال ہم سے نہ ہوگا کہ تم صحاح ستہ وغیرہ پر ایمان کیوں نہ لائے؟ پوچھا تو یہ جائے گا کہ قرآن پر ایمان کیوں نہ لائے؟''

(ملفوظات ج 2 ص 470، 472 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ بہرحال ہم احادیث کی رو سے مرزا صاحب کو امام مہدی مانتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ احادیث مبارکہ میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی جو نشانیاں اور علامات بیان ہوئی ہیں، ان میں سے تو ایک نشانی بھی مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔ کہنے لگا، کیسے؟ میں نے ایک حدیث مبارکہ بیان کی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "عن ابن عبداللہ عن النبی ﷺ قال لولم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذالک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلاً منی او من اھل بیتی یواطئی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملاء الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلما وجورا...... الخ (ابوداؤد ج 2 ص 131 باب ذکر المہدی) اسی روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ترمذی شریف ج 2 ص 47 باب ماجاء فی المہدی میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ یہی روایت متعدد کتب احادیث میں مذکور ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا فرمائیں گے (یعنی یقینی ہے کہ قیامت سے پہلے ایسے ضرور ہوگا) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس میں ایک شخص کو بھیجیں گے (یقینی طور پر ایسے ہو کر رہے گا) جو مجھ سے یعنی میرے اہل بیت سے ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ (یعنی محمد) اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر (عبداللہ) ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جیسا (ان سے قبل) وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

ابوداؤد کے اسی صفحہ پر ہے: "عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول المھدی من عترتی من ولد فاطمہ...... الخ" ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ سے میں نے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہدی میری

عترت یعنی فاطمہ ؓ کی اولاد سے ہوں گے۔

ابوداؤد کے اسی صفحہ پر حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ: ''مدینہ طیبہ میں ایک خلیفہ کی وفات پر جانشینی کے مسئلہ پر اختلاف ہوگا تو حضرت مہدی ؓ، مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آ جائیں گے۔ اہل مکہ ان کی بیعت کریں گے۔ رکن یمانی و حجر اسود کے مقام پر ان سے بیعت ہوگی۔ ان کے پاس شام و عراق کے ابدال، مقام ابراہیم پر آ کر بیعت ہوں گے۔''

میں نے عرض کیا کہ ان روایات سے ثابت ہوا کہ (1) سیدنا حضرت مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد ہوگا۔ (2) سیدنا حضرت مہدی علیہ الرضوان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ (3) حضرت مہدی علیہ الرضوان آنحضرت ﷺ کی عترت سے ہوں گے یعنی حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ کی نسل سے ہوں گے۔ (4) مدینہ طیبہ میں پیدا ہوں گے۔ (5) مکہ مکرمہ تشریف لائیں گے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ کیا یہ پانچ بنیادی علامات مرزا قادیانی میں موجود ہیں؟ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ کیا صرف یہی حضرت مہدی کی علامات ہیں؟ حضرت مہدی کی تو بہت ساری علامات ہیں۔ پھر ان میں اختلاف ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں ان تمام علامات مہدی کو جو احادیث صحیحہ میں بیان کر دی گئی ہیں، مانتا ہوں۔ اگر ان میں آپ کے نزدیک اختلاف ہے تو محدثین نے ان کے مابین تطابق قائم کر دیا ہے۔ آپ میری باتوں کا جواب دیں، پھر اختلاف روایات بیان کریں، میں تطبیق بیان کروں گا۔ ابھی فیصلہ ہو جائے گا۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ لکھ کر دیں کہ مہدی کی علامات میں کوئی اختلاف نہیں۔ میں ابھی اختلاف بتاتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ میں کاغذ پر لکھ کر دیتا ہوں کہ تمام احادیث میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے نام پر کوئی اختلاف نہیں بلکہ تمام احادیث متفق ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد ہوگا۔ تمام احادیث میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ سیدنا حضرت مہدی علیہ الرضوان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ اس پر تمام احادیث متفق ہیں۔ تمام احادیث کا اتفاق ہے مہدی علیہ الرضوان آنحضرت ﷺ کے خاندان، فاطمی چشم و چراغ، سیدہ فاطمہ ؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ سیدنا مہدی علیہ الرضوان مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آئیں گے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اگر ان روایات کے خلاف کوئی اور روایت ہے تو بیان کریں۔ میرا دعویٰ ہے کہ آپ ان علامات کے خلاف کوئی روایت نہ دکھا سکیں گے۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ مہدی کا نام آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق محمد ہوگا۔ کیا مرزا

قادیانی کا یہ نام تھا؟ مہدی کے والد کا نام، عبداللہ ہوگا۔ کیا مرزا قادیانی کے والد کا نام عبداللہ تھا؟ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی قوم، سادات ہوگی۔ کیا مرزا قادیانی کی نسل مغل نہیں؟ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ سے، مکہ مکرمہ آئیں گے۔ کیا مرزا مدینہ طیبہ میں پیدا ہوا؟ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ، آئیں گے۔ کیا مرزا قادیانی کبھی مکہ مکرمہ گیا تھا؟

شاہد بشیر قادیانی نے میری کسی بات کا جواب نہ دیا اور کہا کہ بہرحال ہم مرزا صاحب کو مہدی مانتے ہیں۔ میں نے عرض کیا آخر کس منطق سے آپ اسے مہدی مانتے ہیں؟ اس طرح تو ہر شخص مہدی ہونے کا دعویٰ کر دے گا۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حدیث میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں رمضان شریف کے مہینہ میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگے گا۔ یہ نشان مرزا صاحب کے دعوائے ماموریت کے اعتبار سے پورا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے جب سے زمین و آسمان بنے، یہ کبھی نہیں ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب حدیث نبوی کے مطابق سچے مہدی تھے۔ اس پر میں نے شاہد بشیر قادیانی سے عرض کیا کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث رسول نہیں بلکہ ضعیف درجے میں امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جو دارقطنی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ لہٰذا اس کو حدیث بنا کر پیش کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان عظیم اور کذب و افترا ہے۔ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول سند کے اعتبار سے انتہائی ساقط اور ناقابل اعتبار ہے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی کو الدارقطنی سے امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول دکھایا۔

❑ "عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمهدینا آیتین لم تکونا منذ خلق الله السموت والارض تنکسف القمر لاول لیلة من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منه ولم تکونا منذ خلق الله السموات والارض" (سنن دارقطنی از امام علی بن عمر الدارقطنی جلد اول ص 188، انصار دہلی)

پھر میں نے اس کا ترجمہ کیا: (مفرد الفاظ کا ترجمہ) "محمد بن علی کہتے ہیں، اِن (بیشک) لمهدینا (ہمارے مہدی کے لیے) آیتین (دو نشانیاں ہیں) لم تکونا (نہیں ہوئیں ظاہر) منذ (جب سے) خلق السموٰت والارض (تخلیق ہوئی آسمان و زمین کی) تنکسف القمر (چاند گرھن ہوگا) لاول لیلة (پہلی رات) من رمضان (رمضان کی) و (اور) تنکسف الشمس (سورج گرھن ہوگا) فی النصف منه (اس رمضان کے نصف میں)

لم تکونا (نہیں ہوئی ظاہر) منذ (جب سے) خلق اللّٰہ السمٰوٰت والارض (پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو)"

پھر میں نے مفرد الفاظ کے ترجمہ کی مدد سے پوری روایت کا ترجمہ یوں کیا۔

"بیشک ہمارے مہدی کی (کے لیے) دونشانیاں ہیں، نہیں ہوئیں وہ (نشانیاں) جب سے تخلیق ہوئی آسمان وزمین کی۔ چاند گرہن ہوگا رمضان کی پہلی رات اور سورج گرہن ہوگا اس (رمضان) کے نصف میں، نہیں ہوئی (ظاہر) وہ نشانیاں جب سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو۔"

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ دارقطنی کی روایت کے مفرد الفاظ کا ترجمہ اور پھر روایت کے مفرد الفاظ کی مدد سے پوری روایت کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرے کیے ہوئے اس ترجمہ کے ساتھ عربی جاننے والا کوئی شخص قطعاً اختلاف نہیں کرسکتا، البتہ اس روایت کا ترجمہ مرزا قادیانی نے بھی کیا ہے، وہ ملاحظہ فرمائیں اور اس کی "دیانت" پر اسے داد دیں۔

- (ترجمہ بقلم مرزا قادیانی) "یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لیے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کیے گئے، وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو۔ اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لیے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اُس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو۔"

(انجام آتھم ضمیمہ ص 46 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 330 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی کے ترجمہ کو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ (خط کشیدہ) الفاظ "کسی مدعی کے وقت، مہدی کے ادعا کے وقت، جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات، اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو"، روایت دارقطنی کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے؟

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ دار قطنی کی روایت کا جو میں نے ترجمہ کیا ہے، اس کو اور مرزا قادیانی کے کیے ہوئے ترجمہ کو پڑھیں اور بتائیں کہ کس کا ترجمہ درست ہے اور کس کا غلط؟ اور قابل غور بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے پورے علم اور تخیلاتی قوت صرف کر کے یہ ترجمہ کیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس ترجمہ میں کہیں روایت قطنی کا مفہوم باقی رہ سکتا ہے؟ اول لیلة من رمضان کا ترجمہ تیرھویں رات کرنا اور فی النصف منه کا ترجمہ اٹھائیس تاریخ کرنا کیسے ہوسکتا ہے؟ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا، ظلم یہ ہے کہ اس واضح بددیانتی کے باوجود مرزا قادیانی اپنے دعویٰ اور اس پر غلط رنگ میں پیش کی جانے والی دلیل اور تاویل کے نہ ماننے والے کو "ظالم، رئیس الدجال کے القابات اور ہزار ہزار لعنت"! کا تحفہ پیش کرتا ہے۔ (انجام آتھم ضمیمہ ص 46 مندرجہ روحانی خزائن 11 ص 330 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ اس مندرجہ بالا روایت کے الفاظ سے یہ تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1- رمضان کے مہینہ میں رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن لگے گا۔

2- رمضان کے نصف میں سورج کو گرہن لگے گا۔

3- جب سے زمین و آسمان پیدا کیے گئے ہیں، ایسے دو نشان کبھی یکجا نہیں ہوئے۔

میں نے مزید عرض کیا کہ بفرض محال اگر اسے امام محمد باقر کا قول مان بھی لیا جائے تب بھی مرزا قادیانی مہدی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ مرزا قادیانی کے زمانے میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گرہن لگا تھا، وہ اس قول کے مطابق نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے زمانے میں، رمضان کی تیرہ (13) تاریخ کو چاند گرہن اور اٹھائیس (28) تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا قول میں یہ بات واضح ہے کہ چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو لگے گا۔ اور سورج گرہن پندرہ کو لگے گا اور ایسا پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا۔ جبکہ مرزا قادیانی تیرہ (13) تاریخ کو یکم اور اٹھائیس (28) تاریخ کو پندرہ قرار دینے پر اصرار کرتا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ جب مرزا قادیانی نے 1311ھ میں دعویٰ مہدویت کیا تھا، اس وقت کسوف و خسوف کا رمضان المبارک میں اجتماع ہوا تھا اور یہ اجتماع کسوفین صرف اور صرف 1311ھ میں ہی ہوا۔ لہٰذا یہ بھی مرزا قادیانی کی صداقت کی ایک دلیل

ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ دلیل کم علمی کا نتیجہ ہے، امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کا قول اسی صورت میں صحیح ہوسکتا ہے کہ جب اسے ظاہری الفاظ کے مطابق رکھا جائے، ''اول لیلة'' سے یکم رمضان اور ''نصف منه'' سے پندرہ رمضان مراد لی جائے، کیونکہ جب سے آسمان و زمین بنے ہیں، ان تاریخوں میں چاند اور سورج کو کبھی گرہن نہیں لگا۔ تیرہ رمضان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن مرزا قادیانی سے قبل درجنوں مرتبہ لگ چکا ہے، مرزا قادیانی سے قبل 45 سال کے عرصہ میں تین مرتبہ رمضان کی انہی تاریخوں میں چاند اور گرہن لگ چکا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہر پڑھا لکھا قادیانی، نجوم کی کسی کتاب یا انٹرنیٹ سے سرچ (Search) کر کے باآسانی یہ مسئلہ حل کرسکتا ہے۔ ایران میں مرزا علی محمد باب (1819ء۔ 1850ء) نے 1260ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے ساتویں سال رمضان 1267ھ کے مطابق جولائی 1851ء میں 13 اور 28 رمضان کو خسوف وکسوف کا اجتماع ہوا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ یہ دعویٰ بھی تاریخی طور پر ٹھیک نہیں ہے کہ ''1311ھ کا اجتماع خسوف وکسوف صرف مرزا قادیانی کے لیے نشان صدق تھا۔'' کیونکہ ٹھیک اسی زمانہ میں محمد احمد مہدیٔ سوڈانی (1844ء۔ 1885ء) خود ساختہ مسند مہدویت پر ''جلوہ افروز'' تھا۔ اگر اس بے سروپا بات سے مرزا قادیانی کی مہدویت کا ثبوت نکلتا ہے تو آپ کو مہدیٔ سوڈانی کی ''بعثت'' پر بھی ایمان لانا چاہیے۔ ان دلائل پر شاہد بشیر قادیانی خاصا حواس باختہ نظر آ رہا تھا۔

||اس مقام پر ایک لحہ توقف کرتے ہوئے میں تمام قادیانی حضرات سے مخاطب ہوتے ہوئے کہوں گا کہ آپ لوگ مدعی ہیں کہ ہم نے قرآن مجید کو 100 زبانوں میں ترجمہ کر کے عظیم الشان خدمت اسلام کی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کے تراجم نہیں، ''تفسیر صغیر'' کے تراجم ہیں...... دوسری بات یہ ہے کہ آپ حضرات کو اگر قرآن سے تعلق کا دعویٰ ہے تو اس میں غور کیوں نہیں کرتے؟ اگر آپ قرآنی معارف پر تدبر کی زحمت گوارا کر لیتے تو آپ پر یقیناً یہ عیاں ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی صداقت کے لیے اپنے کلام ہی کو شہادت قرار دیتا ہے۔ یعنی اس میں پیش فرمودہ انقلابی تعلیم ہی کو گواہ بناتا ہے۔ اسی لیے تو وہ فرماتا ہے کہ جن وانس مل کر اس جیسی ایک سورۃ، ایک آیت تک نہیں بنا سکتے۔ یعنی ایسی عدیم

النظیر عبارت اور ایسا انقلاب آفریں پیغام تخلیق کرنا، کسی کے بس میں ہی نہیں ہے اور یوں قرآن کی حقانیت، قرآن میں بیان کردہ فقید المثال اور مربوط نظام سے ظاہر ہو جاتی ہے اور یہی برہانِ ناطق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سچائی پر دال ہے۔

☐ ''اے رسول ﷺ! آپ کہہ دیجئے کہ میری راہ تو یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف علی وجہ البصیرت بلاتا ہوں اور (اس راہ میں) جن لوگوں نے میرے پیچھے قدم اٹھایا ہے وہ بھی (اسی طرح) بلائیں گے۔ اللہ اس سے بلند ہے کہ اس کی طرف دعوت، جہالت اور توہمات کی بنا پر دی جائے۔ میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔'' (یوسف:108)

☐ ''اے افرادِ نسل انسانی! تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی طرف سے برہان آ گئی اور ہم نے تمہاری طرف واضح و آشکار روشنی بھیج دی۔'' (النساء:174)

☐ ''جسے ہلاک ہونا ہے، وہ دلیل روشن کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے، وہ دلیل روشن کے ساتھ زندہ رہے۔ یقیناً اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔''

☐ ''اور دیکھو اگر تمھیں اس (کلام) کی سچائی میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے (اور تم خیال کرتے ہو کہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے یا تمھیں رسالت اور وحی سے انکار ہے) تو (اس کا فیصلہ بہت آسان ہے۔ اگر یہ محض ایک انسانی دماغ کی بناوٹ ہے تو تم بھی انسان ہو) اگر تم (اپنے انکار میں) سچے ہو تو (زیادہ نہیں۔ اس جیسی) ایک سورت ہی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا (جن طاقتوں کو) تم نے اپنا حمایتی سمجھ رکھا ہے، ان سب کو اپنی مدد کے لیے بلا لو۔'' (البقرہ:23)

آپ حضرات نے اس اصولی اور اصلی قرآنی معیار کو پس پشت پھینکتے ہوئے چاند، سورج گرہن کے چکروں میں الجھنے کو ترجیح دے کر اپنے لیے بھی ابہام تخلیق کیا، اور خام ذہنوں کو بھی عجیب و غریب الجھاوؤں کا شکار بنا دیا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ایسا کسی سادگی کی بنا پر ہوا ہے یا عیاری کی اساس پر؟ غالباً قصہ وہی ہے ''اہل دانش نے بہت سوچ کے الجھائی ہے''! آپ نہیں چاہتے کہ کوئی گتھی سلجھے۔ وگرنہ چاند سورج کو گہن لگنے یا نہ لگنے کا کسی کی ماموریت کے دعوے سے کیا تعلق؟ حضور نبی اکرم ﷺ کے اکلوتے اور پیارے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ڈیڑھ پونے دو برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ ہوا یہ کہ اس روز اتفاق سے سورج کو گرہن لگ گیا۔ لوگوں نے کہا آپ ﷺ کے غم میں اجرامِ سماوی نے سیاہ کپڑے پہن لیے

ہیں۔لیکن حضور ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے نہایت واضح الفاظ میں وضاحت فرما دی کہ سورج چاند گرہن فطرت کے قوانین کے تابع لگتا ہے، اسے کسی کی زندگی اور موت سے کچھ واسطہ نہیں۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ جھوٹے مدعی نبوت، مرزا قادیانی سے منسوب وحی والہام میں سرے سے کوئی انقلابی پروگرام ہی نہیں ہے، اس کے ہاں کوئی غیر معمولی تعمیری فکر ہی نہیں ہے، آخر اس نے ایسا کیا ہٹ کر پیش کر دیا ہے کہ اسے پیغمبر تسلیم کر لیا جائے؟ وہی پیش پا افتادہ رسمی روایتی باتیں جن میں کوئی حشمت نہیں، کوئی شکوہ نہیں، کوئی عظمت نہیں، کوئی ترفع نہیں، کوئی ندرت نہیں، کوئی مرتب نظام نہیں......اس کے اکثر الہامات مبہم ہیں بعض تو بالکل مہمل ہیں۔اس کا ذہنی معیار کسی بھی طرح ایک جعلی پیر سے بلند تر نہیں ہے۔ان حالات میں اپنے دعوائے ماموریت کو حق ثابت کرنے کے لیے وہ سورج چاند گرہن ایسی ''آسمانی نشانیوں'' کو اپنی تائید میں پیش کرتا ہے، جن کا قطعاً کوئی جواز نہیں بنتا...... اور کیا کہیں بجز اس کے، بھان متی نے کنبہ جوڑا، کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا!!

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ مرزا قادیانی کو مہدی مانتے ہیں جبکہ اس نے تو اپنے مہدی ہونے کا انکار کیا ہے۔شاہد بشیر قادیانی نے کہا، نہیں۔ یہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے اس کے ثبوت میں مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل تحریریں پیش کیں جس میں مرزا قادیانی نے اپنے مہدی ہونے کا انکار کیا۔

- ''یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک ایسے مہدی کی انتظار ہے جو فاطمہ مادر حسین رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا اور نیز ایسے مسیح کی بھی انتظار ہے جو اس مہدی سے مل کر مخالفانِ اسلام سے لڑائیاں کرے گا۔ مگر میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات لغو اور باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی پر ہیں۔ایسے مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکا سے مسلمانوں کے دلوں میں جما ہوا ہے۔اور سچ یہ ہے کہ بنی فاطمہ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں۔اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں جو غالباً عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بنائی گئی ہیں۔''

(کشف الغطاء ص 17 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 193 از مرزا قادیانی)

□ ''میرا اور میری جماعت کا عقیدہ مہدی کی نسبت۔ مہدی اور مسیح موعود کے بارے میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں، ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔''

(حقیقت المہدی ص 3 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 429، 430 از مرزا قادیانی)

□ ''محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔''

(ازالہ اوہام ص 457 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 344 از مرزا قادیانی)

ان تحریروں کو دیکھنے کے بعد شاہد بشیر قادیانی کی حالت دیدنی تھی۔ شرمندگی اور ڈھٹائی کے ساتھ کہنے لگا کہ یہ مرزا صاحب کے دعویٰ مہدویت سے پہلے کی تحریریں ہیں۔ میں نے کہا کہ بات تو ایک ہی ہے۔ ایک شخص مہدی کے تصور کا انکاری ہے اور پھر وہ خود مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کر دیتا ہے۔ میں نے شاہد قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی خونی مہدی تھا۔ کہنے لگا، کیسے؟ میں نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حوالے پیش کیے۔

□ ''پھر بعد اس کے مجھے 18 مارچ 1905ء کو بخار ہوا۔ پیشاب نہایت شدید درد سے آتا تھا اور پیشاب کی راہ خون آنا شروع ہوا یہاں تک کہ بہت سا خون نکلا۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی و الہامات طبع چہارم ص 446 از مرزا قادیانی)

□ ''تھوڑی دیر کے بعد منشی الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہوا۔ یریدون ان یروا طمثک. یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔''

(اربعین نمبر 4 ص 110 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 452 از مرزا قادیانی)

□ ''ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے۔''

(حقیقۃ الوحی ص 246 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 246 از مرزا قادیانی)

ان حوالہ جات پر شاہد بشیر بے حد نادم ہوا۔ اس کے بعد میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ مہدی کے معنی کیا ہیں؟ شاہد بشیر قادیانی نے کہا مہدی کے معنی ہیں ہدایت یافتہ۔ یعنی وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتا ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ مرزا

قادیانی خودکو مہدی کہتا ہے، یعنی ہدایت یافتہ لیکن اس نے کئی اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا قادیانی کا کوئی استاد نہیں تھا۔ اس پر میں نے مرزا قادیانی کی کتاب سے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا اور کہا کہ مرزا قادیانی جھوٹ بولتا تھا کہ اس کا کوئی استاد نہیں ہے۔

□ ''سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔''

(ایام الصلح ص 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 394 از مرزا قادیانی)

جبکہ دوسری طرف مرزا قادیانی کا خود یہ اعتراف موجود ہے کہ اس نے کئی اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ میں نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا۔

□ ''بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا، جنھوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لیے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے، وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا، اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔''

(کتاب البریہ ص 161 تا 163 مندرجہ روحانی خزائن ج 13 ص 179 تا 181 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد قادیانی سے کہا کہ یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی ایک نالائق شخص تھا جو مختاری کے معمولی سے امتحان میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ میں نے اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے کی کتاب سے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا:

□ ''چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے، اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔''

(سیرت المہدی، جلد 1 صفحہ 156 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

ان حوالہ جات کو دیکھنے کے بعد شاہد بشیر قادیانی کے چہرے پر گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ صاف عیاں تھی۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے اس کے علاوہ بھی بے شمار جھوٹ بولے ہیں، مثلاً وہ اپنی کتاب تحفۃ الندوہ (حالانکہ یہ 16 صفحات کا پمفلٹ ہے جسے مرزا قادیانی کتاب کہتا ہے) میں لکھتا ہے:

□ ''اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔''

(تحفۃ الندوہ ص 5 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 97، 98 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی کے حالات زندگی پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی والدہ کا نام مریم نہیں بلکہ چراغ بی بی تھا۔ آپ قرآن مجید کی اس آیت کی نشاندہی کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو ابن مریم کہا ہو؟ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ مرزا قادیانی جھوٹ بولنے کا عادی تھا۔ حالانکہ اس کا کہنا ہے:

□ ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔''

(تحفہ گولڑویہ ضمیمہ ص 20 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 56 از مرزا قادیانی)

□ ''وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں، وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔''

(شحنۂ حق ص 60 مندرجہ روحانی خزائن ج 2 ص 386 از مرزا قادیانی)

□ ''جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔''

(حقیقۃ الوحی ص 206 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 215 از مرزا قادیانی)

□ ''محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتانے کے لیے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ

خواب آئی، اور یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا ہے، وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔''

(تحفہ گولڑویہ ضمیمہ ص 20 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 56 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا ''فرمودات'' سے آپ خود اس کی حیثیت متعین کر لیں۔ میں کچھ عرض کروں گا تو آپ ناراض ہو جائیں گے!

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی ایک اور جگہ پر لکھتا ہے:

- ''حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مسیح موعود کی تیرھویں صدی میں پیدائش ہوگی اور چودھویں صدی میں اس کا ظہور ہوگا۔''

(تذکرہ الشہادتین ص 40 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 40 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد قادیانی سے پوچھا کہ وہ کون سی احادیث ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود کی پیدائش تیرھویں صدی میں ہوگی اور اس کا ظہور چودھویں صدی میں ہوگا۔ اس پر شاہد قادیانی پریشان ہو کر خاموش ہو گیا۔ میں نے عرض کیا کہ جو شخص حدیث کے معاملے میں جھوٹ بولتا ہے، حدیث کے مطابق اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

مرزا قادیانی کے جھوٹ بارے میں نے ایک اور اہم حوالہ پیش کیا۔

- ''اولیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگا دی کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔''

(اربعین نمبر 2 ص 23 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 371)

میں نے عرض کیا کہ اس عبارت میں لفظ ''قطعی مہر'' غور طلب ہے۔ یہ انبیائے کرام ہیں جن کی بات قطعی درجے کی ہوتی ہے۔ اولیاء کرام کی بات کہیں قطعی شکل اختیار نہیں کرتی، نہ ان کا الہام شرعی حجت ہوتا ہے۔ ان کے کشوف ظنی ہوتے ہیں۔ یہ لفظ ''قطعی مہر'' بتا رہا ہے کہ اس عبارت میں پہلے اولیاء کا لفظ نہ تھا۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ اربعین کے پہلے ایڈیشن میں اس جگہ انبیاء کا لفظ تھا۔ دوسرے ایڈیشن میں وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ اصل لفظ اولیاء تھا، لہٰذا پہلے ایڈیشن میں غلطی سے اولیاء کی جگہ انبیاء کا لفظ لکھا گیا۔ اب اس کتاب کے تازہ ایڈیشن (روحانی خزائن) سے یہ نوٹ بھی اڑا دیا گیا ہے۔ یہ خیانت در خیانت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

مرزا قادیانی کی اس تحریر میں لفظ اولیا کا جمع کثرت ہے۔ جمع کثرت 10 سے شروع ہوتی ہے اور زمان و مکان کی بھی تعیین ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کی یہ بات اس وقت تک سچ نہیں ہو سکتی جب تک 10 اولیاء اللہ کے کشفی اقوال سے اس بات کا واضح ثبوت نہ دیا جائے کہ وہ مسیح (جس کی دوبارہ آمد کا قرآن و حدیث میں وعدہ کیا گیا ہے) چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور اس کی پیدائش کا مقام صوبہ پنجاب ہوگا نہ کہ کوئی اور جگہ۔ یہ ایک کھلا جھوٹ ہے۔ آج تک کوئی قادیانی یہ ثبوت پیش نہیں کر سکا اور نہ آئندہ کر سکے گا۔ اس پر شاہد قادیانی شرمندگی سے لال پیلا ہو رہا تھا۔

مرزا قادیانی کے جھوٹ بارے میں نے ایک اور اہم حوالہ پیش کیا:

- ""صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی بہت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ **ھذا خلیفۃ اللہ المھدی** اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔"

(شہادت القرآن ص 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 337 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے عرض کیا کہ صحیح بخاری میں یہ حدیث سرے سے موجود نہیں ہے۔ مرزا قادیانی نے اس حدیث کے حوالہ سے حقائق کے منافی بات کی ہے۔ جو شخص صحیح بخاری جیسی کتاب کے بارے میں اس درجہ غیر محتاط ہو سکتا ہے، وہ اپنے دعویٰ نبوت و مہدویت کے بارے میں کیا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جبکہ مرزا قادیانی نے خود تحریر کیا ہے:

- ""ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری بات میں اس پر اعتبار نہیں رہتا۔"

(""چشمہ معرفت"" ص 222 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 231 از مرزا قادیانی)

اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بھی آتا ہے کہ انھوں نے تین جھوٹ بولے تھے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی کی توہین ہے۔ میں اس کی وضاحت کے لیے زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ قرآن مجید حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس اعزاز سے معزز کر رہا ہے: **انہ کان صدیقا نبیا** (مریم: 41) کہ وہ مجسم سچائی تھا اور اللہ کا نبی! سو، میرا پختہ عقیدہ ہے، میرا

غیر متزلزل ایمان ہے، جسے قرآن نے صدیق (بہت زیادہ سچ بولنے والا) کہا ہے، اس کی زبان صداقت ہی کی ترجمان تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام تعریض وتورہ کے قبیل سے تھا۔ دیکھنے والے اسے جھوٹ سمجھے، حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہرگز جھوٹ نہ بولے تھے جیسا کہ شراح حدیث نے وضاحت کر دی ہے۔ اس لیے مرزا قادیانی کو خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معاملہ پر قیاس کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ باقی آپ کی تسلی کے لیے اس سلسلہ میں مَیں مرزا قادیانی کی ایک تحریر پیش کرتا ہوں، اسے پڑھنے کے بعد آپ اپنی حیثیت کی بابت خود فیصلہ کر لیں۔

- ''جو حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغگوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص 598 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 598 از مرزا قادیانی)

شاہد بشیر قادیانی نے انتہائی ندامت سے کہا کہ مرزا صاحب کی صداقت کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ ان کی تمام پیش گوئیاں پوری ہوئیں۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کی تمام پیش گوئیاں نہ صرف غلط اور جھوٹ ثابت ہوئیں جبکہ پیش گوئیوں کے سچا ہونے کے بارے میں اس کا کہنا ہے:

- ''واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لیے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محکِ امتحان نہیں ہوسکتا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص 288 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 288 از مرزا قادیانی)

- ''اگر ثابت ہو کہ میری سو پیشگوئیوں میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔''

(اربعین نمبر 4 ص 119 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 461 از مرزا قادیانی)

- ''کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رُسوائیوں سے بڑھ کر رُسوائی ہے۔''

(تریاق القلوب ص 254 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 382 از مرزا قادیانی)

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب ان مذکورہ بالا معیارات پر پورا اترتے ہیں اور ان کی تمام پیش گوئیاں سچ ثابت ہوئیں۔ اس پر میں نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔

"فلا تحسبن اللّٰہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللّٰہ عزیز ذو انتقام۔" (ابراہیم:47) ترجمہ: "پس اللہ تعالیٰ کو اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا نہ سمجھنا، بیشک اللہ تعالیٰ بڑا زبردست پورا بدلہ لینے والا ہے۔"

میں نے عرض کیا کہ اس آیت کی روشنی میں آپ مرزا قادیانی کی کوئی ایک پیش گوئی بتائیں جو سچ ثابت ہوئی ہو۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کا یہ نام نہاد الہام اردو میں ہے یا عربی میں۔ کہنے لگا معلوم نہیں۔ میں نے کہا کہ آپ مناظرہ کرنے آ گئے ہیں اور آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ الہام یا پیش گوئی مرزا قادیانی کی کس کتاب میں ہے؟ کہنے لگا، مجھے یاد نہیں۔ میں نے کہا کہ آپ بادام وغیرہ کھایا کریں تاکہ آپ کی یادداشت مضبوط ہو۔ ساتھ ہی بیٹھے برادر گرامی جناب عامر خورشید نے کہا کہ مرزا قادیانی اتنی مقوی اشیا کھایا کرتا تھا، پھر بھی اس کا حافظہ خاصا کمزور تھا۔ اس پر محفل کشت زعفران بن گئی اور شاہد بشیر قادیانی خفیف ہو رہا تھا۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ میں آپ کو حوالہ بتاتا ہوں۔ لہٰذا میں نے مندرجہ ذیل حوالہ دکھایا۔

- "شَاتَانِ تُذْبَحَانِ. ترجمہ: دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔"

(براہین احمدیہ ج 1 ص 610 مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 610 [حاشیہ در حاشیہ] از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ یہ پیش گوئی کس کے بارے میں ہے؟ کہنے لگا کہ یہ پیش گوئی جماعت احمدیہ کے دو مبلغین عبداللطیف اور ان کے شاگرد عبدالرحمٰن کے بارے میں ہے جنھیں افغانستان میں قتل کر دیا گیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے یہ الفاظ اپنی "آسمانی منکوحہ" محمدی بیگم کے خاوند سلطان محمد اور اس کے والد احمد بیگ کے بارے میں کہے تھے۔ کہنے لگا، آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ اس پر میں نے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا:

- "ایسا ہی براہین احمدیہ میں احمد بیگ اور اس کے داماد کے متعلق کی پیشگوئی کی نسبت صفحہ 510ھ اور صفحہ 511 میں اور صفحہ 515 میں پہلے سے خبر موجود ہے اور وہ یہ ہے..... شاتان تذبحان. دو بکریاں ذبح کی جائیں گی پہلی بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار

پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد ہے......ان پیشگوئیوں میں علاوہ اور پیشگوئیوں کے جوان کے ضمن میں بیان کی گئیں دو بکریوں کے ذبح ہونے کی پیشگوئی احمد بیگ اور اس کے داماد کی طرف اشارہ ہے جو آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے۔''

(انجام آتھم ص 57 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 341 از مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ مرزا احمد بیگ اور اس کا داماد سلطان محمد (محمدی بیگم کا خاوند اور مرزا قادیانی کا رقیب) ایک عرصہ تک زندہ رہے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مجھے تو یہ پیش گوئی خود مرزا قادیانی اور اس کے بیٹے مبارک احمد سے متعلقہ معلوم ہوتی ہے کیونکہ مرزا قادیانی کا بیٹا مبارک احمد 8 سال کی عمر میں (مرزا قادیانی کی زندگی میں) 16 ستمبر 1907ء کو اور مرزا قادیانی (8 ماہ بعد) 26 مئی 1908ء کو نہایت عبرتناک حالت میں جہنم واصل ہوئے۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی ''نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن'' کی حالت میں خاموش ہو گیا۔

میں نے مرزا قادیانی کی ایک پیش گوئی بیان کرتے ہوئے کہا کہ مرزا قادیانی نے اپنے ایک خدائی الہام میں اپنی موت کی پیش گوئی کرتے ہوئے کہا تھا:

□ ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 503 از مرزا قادیانی)

یعنی اس نے پیش گوئی کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ اے مرزا قادیانی تُو مکہ میں مرے گا یا مدینہ میں۔ یعنی (نعوذ باللہ) مرزا قادیانی کے خدا کو بھی صحیح طرح معلوم نہ تھا کہ مرزا قادیانی مکہ میں مرے گا یا مدینہ میں؟ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی سراسر غلط ثابت ہوئی۔ مرزا قادیانی برانڈرتھ روڈ لاہور کی احمدیہ بلڈنگ میں 26 مئی 1908ء کو (مسلسل ہیضہ اور قے کے نتیجہ میں) نہایت عبرتناک حالت میں مرا اور لاش ریل گاڑی پر قادیان بھجوائی گئی۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں موت تو درکنار مرزا قادیانی کو ساری زندگی ان مقدس مقامات میں قدم رکھنے کی توفیق نہ ہوئی۔ سچی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہی نہ تھا کہ مرزا قادیانی حرمین شریفین کی حدود میں داخل ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''جس شخص کے پاس اتنے مالی وسائل اور سواری کا انتظام ہو کہ

بیت اللہ شریف جاسکے اور پھر حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مر جائے یا نصرانی ہو کر۔'' اب اس کا فیصلہ آپ خود کریں کہ باوجود وسائل ہونے کے مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا، لہٰذا وہ کس حیثیت سے مرا؟

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ موت سے مراد قادیانی جماعت کو مکی فتح یا مدنی فتح ہوگی۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کائنات کا سب سے بڑا دجل اور جھوٹ ہے۔ دنیا کے کسی لغت میں موت کا معنی فتح نہیں ہے۔ اگر موت کا معنی فتح ہے تو آپ سب قادیانی زہر کھا کر مر جائیں تاکہ سب کی فتح ہو جائے۔ میں نے عرض کیا کہ ایسی بے تکی تاویلات کرنے کے سلسلہ میں خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ ''اگر ان تمام الفاظ کی تاویل کی جائے گی تو پھر پیشگوئی کچھ بھی نہ رہے گی بلکہ مخالف کے نزدیک ایک باعث تمسخر ہوگا کیونکہ پیشگوئی کی تمام شوکت اور اس کا اثر اپنے ظاہر الفاظ کے ساتھ ہوتا ہے اور پیشگوئی کرنے والے کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ لوگ ان علامتوں کو یاد رکھیں اور انہی کو مدعی صادق کا معیار ٹھہرائیں۔ مگر تاویل میں تو وہ سارے نشان مقرر کردہ گم ہو جاتے ہیں اور یہ امر مقبول اور مسلم ہے کہ نصوص کو ہمیشہ ان کے ظاہر پر حمل کرنا چاہیے اور ہر ایک لفظ کی تاویل مخالف کو تسکین نہیں دے سکتی کیونکہ اس طرح تو کوئی مقدمہ فیصلہ ہی نہیں ہو سکتا۔''

(تحفہ گولڑویہ ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 161 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ جو بات قسم اٹھا کر کہی جائے، اس سے صرف ظاہری معنی مراد لیے جاتے ہیں۔ وہاں کسی قسم کی تاویل اور استثناء نہیں چل سکتا۔ مرزا قادیانی نے خود بھی یہ اصول بیان کیا ہے:

□ ''**والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لاتاویل فیه ولا استثناء والا فأی فائدة کانت فی ذکر القسم.** ترجمہ: قسم اس امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ تاویل ہے نہ استثناء ورنہ قسم سے بیان کرنے کا کیا فائدہ۔''

(حمامۃ البشریٰ ص 14 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 192 از مرزا قادیانی)

اس اصول کی رُو سے مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا عبارت میں کسی قسم کے استثناء یا تاویل کی گنجائش نہیں ہوگی۔ لہٰذا اس بارے میں خامہ فرسائی کرنا فضول ہے۔ اسے اپنے ظاہری معنی پر ہی رکھا جائے گا جو قسم کا تقاضا ہے۔

اس موقع پر میں نے مرزا قادیانی کی ایک اور پیش گوئی بیان کی کہ وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

□ ''تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ بکرو ثیب جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کیے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا، پورا ہوگیا۔ اور اس وقت بفضلہٖ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔''

(تریاق القلوب صفحہ 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 201 از مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ پیش گوئی بتا رہی ہے کہ مرزا قادیانی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی گئی اور اس سے وعدہ کیا گیا کہ ''اللہ تعالیٰ دو عورتیں تیرے نکاح میں لائے گا، ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔'' بقول مرزا قادیانی ''کنواری کا الہام نصرت جہاں بیگم سے پورا ہوگیا جبکہ بیوہ کے نکاح کا انتظار ہے۔'' لیکن مرزا قادیانی کا آخر عمر تک کسی بیوہ سے نکاح نہیں ہوا اور وہ اس کی حسرت لیے دنیا سے کوچ کر گیا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے سوال کیا کہ وہ اس بیوہ کا نام بتائیں جو مرزا قادیانی کے نکاح میں آئی؟؟؟ اس پر وہ یکسر خاموش ہوگیا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ ان سب دائمی رسوائیوں اور ناکامیوں کے باوجود مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ اسے الہام ہوا ہے۔

□ ''تیری اجل قریب آ گئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام ونشان نہیں چھوڑیں گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔ تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے اور ہم ایسے تمام اعتراض دور اور دفع کر دیں گے اور کچھ بھی ان میں سے باقی نہیں رکھیں گے جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو۔''

(رسالہ الوصیت ص 3 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 301، 302 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ جان بوجھ کر اپنا عقیدہ مجھ سے چھپا رہے

ہیں۔ آپ مرزا قادیانی کو مہدی کے علاوہ بھی بہت کچھ مانتے ہیں۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ میں آپ سے اپنا کوئی عقیدہ نہیں چھپا رہا۔ ہم مرزا صاحب کو صرف مہدی مانتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ جب آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام کتب کا مطالعہ ہی نہیں کیا تو پھر آپ کس بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو صرف مہدی مانتے ہیں جبکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں صراحتاً دعویٰ کیا ہے کہ وہ **خود محمد رسول اللہ** ہے۔" لہٰذا قادیانی یعنی آپ جب کلمہ طیبہ **"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"** پڑھتے ہیں تو **محمد رسول اللہ** سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں۔ اس سے بڑی توہین رسالت ﷺ اور کیا ہوسکتی ہے؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ہم مرزا صاحب کو "محمد رسول اللہ" نہیں مانتے۔ میں نے عرض کیا۔ بہت خوب! لیکن مرزا قادیانی اور اُس کے بیٹوں نے برملا اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی **"خود محمد رسول اللہ"** ہے۔ لہٰذا آپ اقرار کریں کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ جھوٹ اور توہین پر مبنی ہے۔ ایسا دعویٰ کرنے والا شخص دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب نے اپنی کسی کتاب میں ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ اس پر میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" میں سے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا۔

□ **"پھر اسی کتاب میں اسی مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔"**

(ایک غلطی کا ازالہ ص 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 207، از مرزا قادیانی)

شاہد بشیر قادیانی نے حوالہ پڑھ کر کہا کہ یہ کتاب (ایک غلطی کا ازالہ) مرزا صاحب کی نہیں ہے۔ میں نے جواباً عرض کیا، کیا کہنے جناب! اس کا مطلب ہے کہ آپ بھی اس عبارت کو غلط اور جھوٹ مانتے ہیں۔ لہٰذا اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کی نہیں ہے تو آپ ایک سادہ کاغذ پر لکھ کر دستخط کر دیں کہ یہ کتاب جس شخص کی بھی ہے، وہ ایسا عقیدہ بیان کرنے کی وجہ سے لعنتی، واجب القتل اور جہنمی ہے۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ وہ ایسی تحریر نہیں لکھ سکتا۔ میں نے عرض کیا! کیوں؟ آپ کے مطابق جب یہ کتاب مرزا قادیانی کی تصنیف نہیں ہے تو آپ کو اس کفریہ کتاب پر اپنی رائے دینے پر کیا اعتراض ہوسکتا

ہے؟ میرے بار بار اصرار پر شاہد بشیر قادیانی نے سادہ کاغذ پر ایسی عبارت لکھ کر نہ دی۔ پھر میں نے اس سلسلہ میں مزید چند تحریریں پیش کیں جو درج ذیل ہیں۔

□ ”میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منھم لما یلحقوبھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیا ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے اور مجھے آنحضرتؐ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرتؐ کے خاتم الانبیا ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 212، از مرزا قادیانی)

□ ”میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں اسمٰعیلؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ابن مریمؑ ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص 85 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 521، از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے اپنے متعلق مزید لکھا:

□ ”منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمدؐ و احمدؐ کہ مجتبیٰ باشد“

”یعنی میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا یعنی موسیٰ ہوں، میں محمدؐ ہوں، میں احمد مجتبیٰ ہوں۔“

(تریاق القلوب ص 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 134، از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا: مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہے کی تشریح اور وضاحت مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے جسے مرزا قادیانی نے قمر الانبیا قرار دیا تھا، (آئینہ کمالات اسلام ص 266 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 266 از مرزا قادیانی) نے اپنی کتاب کلمۃ الفصل میں بیان کی ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حوالے پیش کیے اور شاہد بشیر قادیانی سے درخواست کی کہ وہ ان حوالہ جات کو با آواز بلند پڑھے۔

□ ”ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی و ماریٰ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا

وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے۔ ''پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمدؐ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔''

(کلمۃ الفصل ص158 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

□ ''اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) اور نبی کریمؐ میں کوئی دوئی باقی نہیں کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا کہ صار وجودی و جودہ (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ 171) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) میری قبر میں دفن کیا جائے گا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا تاکہ اشاعت اسلام کا کام پورا کرے اور ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچادے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالٰی نے پھر محمدؐ کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین منہم لما یلحقوا بھم میں فرمایا تھا۔''

(کلمۃ الفصل ص104، 105 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

حوالے پڑھنے کے بعد شاہد بشیر قادیانی کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ میں نے عرض کیا محترم! ہم مسلمان، مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ نہیں مانتے، لہٰذا اس وجہ سے ہم آپ کے نزدیک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں نے اس سلسلہ میں درج ذیل حوالہ پیش کیا۔

□ ''اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود

آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔"

(کلمۃ الفصل ص 146-147 از مرزا بشیر احمد)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ کا یہ عقیدہ کہ "مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ" ہے، مسلمانوں کے لیے نہایت دل آزار، سوہان روح اور نا قابل برداشت ہے۔ مرزا قادیانی خود کو "محمد رسول اللہ" کہلوانے میں بے حد خوشی محسوس کرتا تھا۔ اس کے ایک عقیدت مند نام نہاد "صحابی" قاضی ظہور الدین اکمل نے مرزا قادیانی کی شان میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

- "امام اپنا عزیزو اس زماں میں
  غلام احمد ہوا دارالاماں میں
  غلام احمد ہے عرش رب اکرم
  مکاں اس کا ہے گویا لا مکاں میں
  غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
  شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
  محمد ﷺ پھر اتر آئے ہیں ہم میں
  اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
  محمد ﷺ دیکھنے ہوں جس نے اکمل
  غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں"

(اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء)

میں نے عرض کیا کہ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ یہ نظم مرزا غلام احمد قادیانی کی موجودگی میں سنائی گئی جس پر مرزا قادیانی نے نہ صرف بے پایاں مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اس پر جزاکم اللہ کہا بلکہ خوش خط لکھے ہوئے اس قطعہ کو اپنے ساتھ اندر لے گیا۔ بعدازاں یہ نظم قادیانی اخبار "بدر" میں شائع بھی ہوئی، ثبوت کے طور پر میں نے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا۔

- "وہ اس نظم کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے حضور میں پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ پھر یہ نظم اخبار بدر 25 اکتوبر 1906ء میں چھپی اور شائع ہوئی.......... اور حضرت مسیح

موعود کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاکم اللّٰہ تعالیٰ! کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان وقلت عرفاں کا ثبوت دیتا۔" (اخبار روزنامہ "الفضل" 23 اگست 1944ء ص 4)

ان حوالہ جات پر شاہد بشیر قادیانی کی حالت دیدنی تھی۔ ازاں بعد میں نے شاہد بشیر قادیانی سے سوال کیا کہ میں آپ کی خدمت میں قرآن مجید کی چند آیات پیش کرتا ہوں۔ آپ بتائیں کہ ان آیات کا مصداق کون ہے؟

- ❑ "انا اعطیناک الکوثر. فصل لربک و انحر. ان شانئک ھو الا بتر"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 235 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

- ❑ "ورفعنا لک ذکرک"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 236 طبع چہارم، از مرزا قادیانی)

- ❑ "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 538 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

- ❑ "وما ینطق عن الھوی. ان ھو الا وحی یوحی."

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 321 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

- ❑ "دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی."

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 321 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

- ❑ وقل یایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا.

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 292 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

- ❑ "وداعیا الی اللّٰہ و سراجا منیرا"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 541 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

- ❑ "سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا."

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 63، 543 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

- ❑ "تبت یدا ابی لھب وتب"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 546 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

□ " قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ "

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 547 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

□ " وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین "

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 547 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

اس پر شاہد بشیر قادیانی پھر جز بز ہوا اور بولا کہ میں یہ تمام حوالہ جات چیک کروں گا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے آپ کے سامنے مرزا قادیانی کی کتاب ''تذکرہ'' رکھی ہے۔ یہ مرزا قادیانی پر اترنے والی نام نہاد وحیوں اور الہامات کا مجموعہ ہے۔ آپ میرے سامنے تسلی سے ایک ایک حوالہ پورے سیاق و سباق کے ساتھ چیک کریں اور مجھے بتائیں کہ یہ آیات قرآنی کس پر اتری ہیں؟ اور اب ان آیات کا مصداق کون ہے؟ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کس سے مخاطب ہے؟ میں نے کہا کہ اگر ان آیات مبارکہ کے مصداق حضور نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں تو مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا ہے اور اگر ان آیات کا مصداق مرزا قادیانی ہے تو پھر آپ کے نزدیک وہ ''محمد رسول اللہ'' ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی اپنے وحی والہامات کے بارے میں کہتا ہے:

□ ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔''

(حقیقۃ الوحی ص 220 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 220 از مرزا قادیانی)

جبکہ اپنی بات کو خدا کی وحی قرار دینے کے بارے میں مرزا قادیانی کا اعترافی بیان ہے:

□ ''ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے۔ ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سؤروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 126 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 292 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ میں لب کشائی کی جسارت نہیں کرسکتا آپ خود

فیصلہ کر لیں کہ مرزا قادیانی کیا تھا؟ پھر میں نے کہا، آپ کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید دنیا سے اٹھ گیا تھا، پھر مرزا غلام احمد قادیانی پر دوبارہ اترا۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں، ہمارا ایسا کوئی عقیدہ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر میں ثابت کر دوں کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید مرزا قادیانی پر دوبارہ نازل ہوا ہے تو پھر آپ کی کیا سزا ہوگی؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ مناظرہ کر رہے ہیں یا جھگڑا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا، خود آپ نے میرے متعلق کہا ہے کہ میں نے جھوٹ بولا ہے، حالانکہ میں حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ قرآن مجید کے بارے میں آپ کا وہی عقیدہ ہے جو میں عرض کر رہا ہوں۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ ہر بات کو چیلنج کر دیتے ہیں، حالانکہ ہمارا ایسا کوئی عقیدہ نہیں ہے۔ قرآن مجید صرف اور صرف حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا اگر میں ثابت کر دوں کہ آپ کا عقیدہ ہے قرآن مجید دوبارہ مرزا قادیانی پر نازل ہوا ہے تو پھر......؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی خاصا چیں بجبیں ہوا اور قدرے غصے سے کہا، تو کیا پھر......؟ میں نے کہا کہ اس پر آپ کا ردعمل کیا ہوگا؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ میں دیکھوں گا۔ بہرحال میں نے بحث کو طول دینے کے بجائے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے کی کتاب سے ایک حوالہ پیش کیا۔

☐ ''ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لیے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہؐ (مرزا قادیانی) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔''

(کلمۃ الفصل از مرزا بشیر احمد ایم اے ص 173)

اس پر شاہد بشیر قادیانی یوں ہو گیا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ اس کی زبان میں لکنت آ گئی اور بوکھلا کر کہنے لگا کہ میں......میں......اس......اس میں......حوالہ پڑھ کر چیک کروں گا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ کیا مرزا قادیانی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ بھی کیا تھا؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا مرزا صاحب کو نبوت اس لیے ملی کیونکہ انھوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بہت زیادہ اطاعت کی۔ میں نے عرض کیا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ

آپ کے ہاں نبوت کسبی ہے، وہبی نہیں۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی عطا نہیں بلکہ ہر آدمی محنت و ریاضت اور مجاہدات کے ذریعے نبوت حاصل کر سکتا ہے۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ہاں نبوت کسبی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کا دعویٰ مرزا قادیانی کے نقطہ نظر کے خلاف ہے۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا، کیسے؟ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے نبوت کے کسبی نہ ہونے کا خود اعتراف کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی کتب سے میں نے مندرجہ ذیل حوالے پیش کیے:

□ **لا شک ان التحدیث موهبة مجردة لا تنال بالکسب البتة کما هو شان النبوة.**

(ترجمہ) ''اس میں کوئی شک نہیں کہ محدثیت محض وہبی ہے، کسب سے حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ نبوت کسب سے حاصل نہیں ہو سکتی۔''

(حمامۃ البشریٰ ص 135 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 301 از مرزا قادیانی)

□ ''نبوت کیا ہے؟ یہ ایک جوہر خداداد ہے۔ اگر کسب سے (حاصل) ہوتا تو سب لوگ نبی ہو جاتے۔''

(ملفوظات ج اوّل ص 239 طبع جدید از مرزا قادیانی)

اس پر شاہد بشیر قادیانی کی شرمندگی صاف ظاہر تھی۔ میں نے عرض کیا کہ نبوت ہر لحاظ سے وہبی ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور خالصاً اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے۔ نبی پوری دنیا کے انسانوں سے منفرد، معتبر، ذہین ترین، اعلیٰ اور بے پناہ خوبیوں کا مالک ہوتا ہے۔ اس کا ظاہر اور باطن ہر قسم کی آلائش سے محفوظ ہوتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ کیا کسی چوہڑے، زانی، شرابی، چور اور حرام کھانے والے کو نبوت مل سکتی ہے؟ شاہد بشیر قادیانی نے حیرانی سے میری طرف دیکھا اور کہا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ بھلا یہ یہ کیسے ممکن ہے؟ میں نے عرض کیا آپ کا مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ان ''اوصاف'' کا مالک کوئی بھی شخص نبی ہو سکتا ہے۔ کہنے لگا، آپ غلط بیانی کر رہے ہیں، مرزا صاحب اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس پر میں نے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا:

□ ''مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو

صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے۔ اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے۔"

(تریاق القلوب ص 152 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 279,280 از مرزا قادیانی)

اس پر شاہد بشیر قادیانی کی باطنی خجالت اس کے چہرے سے ٹپک رہی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ دراصل خود مرزا قادیانی ایسے ہی کردار کا مالک تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے لیے ایسی نبوت کا راستہ ہموار کیا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا، کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مکمل اطاعت اور پیروی سے ایک مسلمان کو دوزخ سے نجات مل سکتی ہے یا نہیں؟ اس شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ہاں! مل سکتی ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت سے ایک انسان کو دوزخ سے نجات مل سکتی ہے تو پھر مرزا قادیانی کو نبی ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اگر نعوذ باللہ حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع سے ایک مسلمان کو نجات نہیں مل سکتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع سے نبوت کیسے مل سکتی ہے؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی کو مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے کی کتاب "کلمۃ الفصل" سے ایک اہم حوالہ دکھایا:

☐ "پس اس لیے امت محمدیہ میں صرف ایک شخص نے نبوت کا درجہ پایا اور باقیوں کو یہ رتبہ نصیب نہیں ہوا کیونکہ ہر ایک کا کام نہیں کہ اتنی ترقی کر سکے۔ بیشک اس امت میں بہت سارے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے حکم کے ماتحت انبیائے بنی اسرائیل کے ہم پلہ تھے لیکن ان میں سوائے مسیح موعود کے کسی نے بھی نبی کریمؐ کی اتباع کا اتنا نمونہ نہیں دکھایا کہ نبی کریم ﷺ کا کامل ظل کہلا سکے۔ اس لیے نبی کہلانے کے

لیے صرف مسیح موعود (مرزا قادیانی) مخصوص کیا گیا۔"

(کلمۃ الفصل ص 116 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کسی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی؟ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اطاعت، بے نظیر و بے مثال تھی۔ لیکن ان میں سے کوئی نبی نہ ہوا بلکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (ترمذی)

(ترجمہ) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتا!

لیکن اس کے باوجود کسی صحابی رسولؐ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ حالانکہ انھوں نے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کمال حاصل کر لیا تھا۔

میں نے مزید عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کی۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ میں نے وضاحت کی، میں درست کہہ رہا ہوں۔ شاہد بشیر قادیانی بولا: کیسے؟ میں نے اس سلسلہ میں درج ذیل حوالہ پیش کیا:

- "سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔"

(شہادت القرآن صفحہ 84، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)

میں نے کہا کہ مرزا قادیانی کے اس مذکورہ عقیدہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا کہاں ذکر ہے؟ یہاں تو وہ اطیعو اللہ اور اطیعو البرطانیہ کا درس دے رہا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے دشمنان اسلام کے خلاف کسی جنگ یا جہاد میں حصہ نہیں لیا، پوری زندگی حج نہیں کیا، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حاضری سے محروم رہا، زکوۃ کبھی ادا نہیں کی، روزے نہیں رکھتا تھا، منہ میں پان رکھ کر نماز پڑھتا تھا، شراب پیتا تھا، افیون کھاتا تھا، زنا کرتا تھا، غیر محرم عورتوں کے ساتھ وقت گزارتا تھا۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں ان تمام تلخ حقائق کے ثبوت

اور حوالہ جات پیش کرنے کو تیار ہوں۔ اس نے کہا دکھائیں! میں نے عرض کیا پہلے آپ بتائیں کہ کیا مرزا قادیانی نے حج کیا؟ اس پر وہ خاموش ہو گیا اور پھر کہنے لگا کہ ان کے پاس رقم نہیں تھی۔ میں نے عرض کیا یہ بات بے بنیاد اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ اگر مرزا قادیانی کی مالی حیثیت ایسی نہ تھی تو وہ اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے مخالفین کو دس ہزار روپے کا چیلنج کہاں سے دے رہا تھا؟ مرزا قادیانی اپنے آپ کو ''رئیس اعظم قادیان'' لکھتا تھا۔ اگر اس کے پاس کوئی رقم نہ تھی تو اسلام کے نام پر مخالفین کو 10 ہزار روپے کا چیلنج دینا اور خود کو رئیس قادیان لکھنا، کیا ایک دھوکے باز کی نشانی نہیں ہے؟ میں نے مرزا قادیانی کی کتاب سے ایک حوالہ پیش کیا جس میں مرزا قادیانی نے اپنے اثاثوں (Assets) کے بارے میں اعتراف کرتے ہوئے لکھا:

☐ ''ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویۂ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں۔ مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے، اسی نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آ چکا ہے اور شاید اس سے زیادہ ہو اور اس آمدنی کو اس سے خیال کر لینا چاہیے کہ سالہا سال سے صرف لنگر خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا ہے یعنی اوسط کے حساب سے اور دوسری شاخیں مصارف کی یعنی مدرسہ وغیرہ اور کتابوں کی چھپوائی اس سے الگ ہے۔ پس دیکھنا چاہیے کہ یہ پیشگوئی یعنی الیس اللہ بکاف عبدہٗ کس صفائی اور قوت اور شان سے پوری ہوئی۔ کیا یہ کسی مفتری کا کام ہے یا شیطانی وساوس ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جس کے ہاتھ میں عزت اور ذلت اور ادبار اور اقبال ہے۔ اگر میرے اس بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ ہزارہا روپیہ کی آمدنی اس طرح ہی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آ کر دیتے ہیں اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے

ہیں۔" (اگر چہ منی آرڈروں کے ذریعہ ہزارہا روپے آچکے ہیں۔ مگر اس سے زیادہ وہ ہیں جو خود مخلص لوگوں نے آکر دیے اور جو خطوط کے اندر نوٹ آئے اور بعض مخلصوں نے نوٹ یا سونا اس طرح بھیجا جو اپنا نام بھی ظاہر نہیں کیا اور مجھے اب تک معلوم نہیں کہ ان کے نام کیا کیا ہیں؟"

(حقیقت الوحی ص 212 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 221 از مرزا قادیانی)

ایک اور موقع پر مرزا قادیانی اپنے اثاثوں کے بارے میں لکھتا ہے:

☐ "اگر میری تائید میں خدا کا فیصلہ نہ ہو تو میں اپنی کل املاک منقولہ وغیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کی قیمت سے کم نہیں ہوں گی، عیسائیوں کو دے دوں گا اور بطور پیشگی تین ہزار روپیہ تک ان کے پاس جمع بھی کرا سکتا ہوں۔ اس قدر مال کا میرے ہاتھ سے نکل جانا میرے لیے کافی سزا ہوگی۔"

(مجموعہ اشتہارات ج دوم ص 251، مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص 575 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ اس زمانہ میں ایک روپے کا 16 کلو گوشت ملتا تھا، (سیرت المھدی ج اوّل ص 182 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی) اس حساب سے خود اندازہ کرلیں کہ مرزا قادیانی کے پاس کس قدر روپیہ تھا۔

پھر شاہد بشیر قادیانی نے کہا، اسلام میں جان بچانا فرض ہے۔ مرزا صاحب کو خطرہ تھا کہ اگر وہ حج پر گئے تو لوگ انھیں قتل کردیں گے۔ اس پر میں نے مرزا قادیانی کا ایک الہام پیش کیا:

☐ "لاتخف انک انت الا علی. ینصرک اللہ فی مواطن."

(اے مرزا!) تو مت ڈر تو ہی غالب رہے گا۔ خدا ہر ایک میدان میں تیری مدد کرے گا۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 297 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ اس الہام کے باوجود مرزا قادیانی ڈر گیا۔ کیا اسے اپنے الہام کی صحت وصداقت پر شک تھا؟ جبکہ ایک اور موقع پر مرزا قادیانی نے کہا تھا:

☐ "اور ہم ایسے نہیں ہیں کہ کوئی موت ہمیں خدا کی راہ سے ہٹا دے اور اگر چہ خدا کی راہ میں ہم مجروح ہو جائیں یا ذبح کیے جائیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم (ضمیمہ) ص 153 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 321 از مرزا قادیانی)

یہ تمام حوالہ جات دیکھنے کے باوجود شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب کی صحت اجازت نہ دیتی تھی کہ وہ حج کا سفر کریں کیونکہ حج کے لیے ضروری ہے کہ آدمی صحت مند

اور توانا ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اس کی صحت ٹھیک نہ تھی تو اس نے دوسری شادی کیوں کی؟ جبکہ زندگی کے آخری سالوں میں وہ محمدی بیگم سے تیسری شادی رچانے کے لیے بے حد جتن کرتا رہا۔ آخر صحت و توانائی تھی تو وہ ایسی کوششیں کرتا رہا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی اپنی خوراک میں مرغ اور بٹیروں کا گوشت، کباب، مرغ پلاؤ، انڈے وغیرہ کثرت سے استعمال کرتا تھا (سیرت المہدی ج 2 ص 132 از مرزا بشیر احمد ایم اے) دودھ، مکھن، بالائی اور میوہ جات بھی کثرت سے استعمال کرتا تھا۔ (سیرت مسیح موعود ص 51، 52 از یعقوب علی عرفانی) علاوہ ازیں وہ زعفران، مشک خالص، شربت فولادی، تازہ روغن بادام، شہد، مفرح عنبری، ٹنکچر لونڈر، (یہ ایک قسم کا عرق ہے جس میں الکحل یعنی ست شراب کی آمیزش 99 فیصد ہوتی ہے)، ٹانک وائن (اس کے لفظی معنی سن کر ہی اس کی اصلیت معلوم ہو جاتی ہے) افیون وغیرہ کا بھی بکثرت استعمال کرتا تھا (خطوط امام بنام غلام از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی) اس لیے یہ کہنا کہ اس نے حج محض اس لیے نہیں کیا کہ اس کی صحت ٹھیک نہ تھی، لایعنی بات ہے۔

زکوٰۃ، نماز اور روزوں کے بارے میں مندرجہ ذیل حوالے پیش کیے:

☐ ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا، زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی .... اور زکوٰۃ اس لیے نہیں دی کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہ تھے۔''

(سیرت المہدی، جلد 3 صفحہ 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

☐ ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کیے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لیے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر

وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداءً دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا بعد میں ان کو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔"

(سیرت المہدی، جلد 2 صفحہ 65، 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

□ "آپ لیکچر گاہ میں اندر تشریف لے گئے اور لیکچر شروع کیا۔ لیکن مولوی صاحبان کو اعتراض کا کوئی موقع نہ ملا جس پر لوگوں کو بھڑکائیں۔ پندرہ منٹ آپ کی تقریر ہو چکی تھی کہ ایک شخص نے آپ کے آگے چائے کی پیالی پیش کی کیونکہ آپ کے حلق میں تکلیف تھی اور ایسے وقت میں اگر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے کوئی سیال چیز استعمال کی جائے تو آرام رہتا ہے۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ رہنے دو لیکن اس نے آپ کی تکلیف کے خیال سے پیش کر ہی دی۔ اس پر آپ نے بھی اس میں سے ایک گھونٹ پی لیا۔ لیکن وہ مہینہ روزوں کا تھا۔"

(سیرت مسیح موعود ص 55، 56 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

□ "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور (مرزا قادیانی) بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی، جس کا یہ مصرعہ ہے:

"اے خدا اے چارهٔ آزار ما"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو روحانیت سے پُر ہے۔"

(سیرت المہدی، جلد 3 صفحہ 138 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ ڈیڑھ سو اشعار پر مشتمل یہ نظم مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کے ص 525 مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 626 تا 646 پر درج ہے۔ مغرب کی تیسری رکعت اس طویل نظم سے پورا شبینہ بن گئی۔ یہاں امام کی نماز فاسد ہوئی نہ مرزا قادیانی کی اور نہ کسی مقتدی ہی کی۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ نہیں معلوم، مرزا صاحب اس وقت کس حالت میں تھے؟ ممکن ہے ایسی کیفیت ہو کہ ہوش باقی نہ رہا ہو۔ میں نے عرض کیا کہ نبی اپنے حواس کبھی گم نہیں کرتا کہ وہ شریعت کا محافظ ہوتا ہے اور یہاں خیر سے امام ادٹ پٹانگ

باتیں کرتا رہا اور نبی اس کا مقتدی بنا پیچھے کھڑا رہا۔ بہرحال میں نے اس سلسلہ میں ایک اور حوالہ پیش کیا۔

☐ ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔''

(سیرت المہدی، جلد 3 صفحہ 103 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ مرزا قادیانی نے حج کیا نہ اعتکاف، روزے رکھے نہ زکوٰۃ ادا کی۔ منہ میں پان رکھ کر نماز پڑھنا اور فارسی نظمیں پڑھنا...... آخر یہ کونسی اطاعت تھی؟

پھر مرزا قادیانی شراب پیتا تھا۔ شاہد بشیر نے جب فوری استعجاب کا اظہار کیا تو میں نے اس کی تشفی کے لیے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا۔

☐ ''اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام (مرزا غلام احمد)

(خطوط امام بنام غلام، ص 5، مجموعہ مکتوبات، مرزا غلام احمد قادیانی، بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی، مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

☐ ''ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا، جواب حسب ذیل ملا:

''ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔''

(''سودائے مرزا، ص 39، حاشیہ، طبع دوم، مصنفہ حکیم محمد علی صاحب، پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ مرزا قادیانی شراب کے علاوہ ایسے جنسی کشتہ جات بھی استعمال کرتا تھا جن میں افیون شامل ہوتی تھی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ ایسے داہیات جنسی نسخوں کو ''الہامی'' قرار دیتا۔ میں نے اس سلسلہ میں درج ذیل حوالہ پیش کیا:

□ ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حافظ حامد علی صاحب خادم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بیان کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی تو ایک عمر تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو ''زدجام عشق'' کے نام سے مشہور ہے، بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفۂ اول بھی فرماتے تھے کہ میں نے یہ نسخہ ایک بے اولاد امیر کو کھلایا تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیئے۔

نسخہ زدجام عشق یہ ہے جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے۔

زعفران، دارچینی، جائفل، افیون، مشک، عقرقرحا، شنگرف، قرنفل یعنی لونگ، ان سب کو ہم وزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم الفار میں چرب کر کے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں۔ الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ ہی الہام ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور کو بتایا، اور پھر الہام نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم!''

(سیرت المہدی، جلد 3 صفحہ 50، 51 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

[یہ بھی دلچسپ رہی کہ حکیم کے نسخے کی تائید میں الہام نازل فرما دیا جائے! یہاں واقعتاً ڈکلیشن کا سفر نزولی نہیں، صعودی ہے۔]

میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ لاہوری جماعت کے ایک ذمہ دار شخص نے قادیانی خلیفہ مرزا محمود پر رنگ رلیوں کے الزامات لگائے اور اس سلسلہ میں ایک اہم خط لکھا۔ لاہوری جماعت کے لوگ مرزا محمود کے تو خلاف ہیں لیکن مرزا قادیانی کو مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ ایسے ہی ایک عقیدت مند نے اپنے خط میں لکھا کہ مرزا قادیانی اور اس کا بیٹا مرزا محمود قادیانی خلیفہ دونوں زنا کرتے تھے۔ مرزا محمود نے قادیان میں اپنے ایک خطبہ جمعہ میں اس خط کو پڑھ کر سنایا اور بعد ازاں یہ خط قادیانی اخبار روزنامہ الفضل میں شائع بھی ہوا۔ اس سلسلہ میں درج ذیل حوالہ پیش کیا گیا۔

□ ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا

کرتے ہیں۔ اگر انھوں نے کبھی کبھی زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔"

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء)

اسلام عورتوں اور مردوں کے اختلاط کی سختی سے ممانعت اور حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ حتیٰ کہ عورتوں کے مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کی بھی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی غیر محرم عورتوں کے ساتھ وقت گزارتا تھا۔ اس سلسلہ میں درج ذیل حوالہ جات پیش کیے۔

❑ "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین (یعنی مرزا قادیانی کی بیوی، نعوذ باللہ) نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مساۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی، حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لیے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں، وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی "ہاں جی تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں ایں۔" یعنی جی ہاں جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے اور تمہیں پتہ نہیں لگا کہ کس چیز کو دبا رہی ہو مگر اس نے سامنے سے اور ہی لطیفہ کر دیا۔"

(سیرت المہدی، جلد 3 صفحہ 210 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

❑ "مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں، میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سونے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے، ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو، منشیانی اہلیہ محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔"

(سیرت المہدی، جلد 3 صفحہ 213 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

□ ''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے جب میاں ظفر احمد صاحب کپور تھلوی کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اوران کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دولڑکیاں رہتی ہیں۔ان کو میں لاتا ہوں، آپ ان کو دیکھ لیں۔ پھران میں سے جو آپ کو پسند ہواس سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اوران دولڑکیوں کو بلا کر کمرہ کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں، آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا اوراس کے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمھیں کونسی لڑکی پسند ہے؟ وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے، اس لیے انھوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے، وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر آپ خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے، وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوااور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔اور نیز یہ کہ حضرت صاحبان لڑکیوں کو کسی احسن طریق سے وہاں لائے تھے اور پھران کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا تھا، جس سے ان کو کچھ معلوم نہیں ہوا مگران میں سے کسی کے ساتھ میاں ظفر احمد صاحب کا رشتہ نہیں ہوا۔ یہ مدت کی بات ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اللہ کے نبیوں میں خوبصورتی کا احساس بھی بہت ہوتا ہے۔ دراصل جو شخص حقیقی حسن کو پہچانتا اوراس کی قدر کرتا ہے۔ وہ مجازی حسن کو بھی ضرور پہچانے گا۔''

(سیرت المہدی ج اوّل ص 259 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

□ ''سوال ششم: حضرت اقدس (مرزا قادیانی) غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟

جواب: وہ نبی معصوم ہیں، ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔''

(قادیانی اخبار الحکم قادیان جلد 11 نمبر 13 مورخہ 17 اپریل 1907ء)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ کیا تھیٹر یا سینما دیکھنا جائز ہے؟ کہنے لگا کہ

یہ ایک قبیح حرکت ہے کیونکہ وہاں بے ہودہ باتیں اور ناچ گانا وغیرہ ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی تھیٹر دیکھتا تھا۔ کہنے لگا کہ یہ جھوٹا الزام ہے۔ اس پر میں نے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا اور کہا کہ مرزا قادیانی کا خاص مرید مفتی محمد صادق اپنی کتاب ''ذکر حبیب'' میں مرزا قادیانی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

❑ ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آ گئے۔ چنانچہ کپورتھلہ سے محمد خاں صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھہرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور منشی صاحب اور میں ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا، جو مکان کے قریب ہی تھا۔ اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات تھیٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تاکہ معلوم ہو کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا۔ منشی ظفر احمد صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا کہ میں تو حضرت صاحب کے پاس آپ کی شکایت لے کر گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ حضرت صاحب آپ کو بلا کر تنبیہ کریں گے مگر حضور نے تو صرف یہی فرمایا کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔''

(ذکر حبیب صفحہ 18 از مفتی محمد صادق قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود (قادیانی خلیفہ) بھی رنگین مزاج شخص تھا۔ تھیٹر، سینما اور فلمیں وغیرہ دیکھنا اس کے مشاغل میں شامل تھا۔ میں نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا۔

❑ ''جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں۔ مگر قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چودھری ظفر اللہ خان صاحب سے جو میرے ساتھ تھے، کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے نظر آ سکے۔ وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے مگر مجھے ایک اوپیرا میں لے گئے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اوپیرا سینما کو کہتے ہیں۔ چودھری صاحب نے بتایا کہ یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے جسے دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ

ان لوگوں کی کیا حالت ہے۔ میری نظر چونکہ کمزور ہے، اس لیے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نے چودھری صاحب سے کہا، کیا یہ ننگی ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ ننگی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے، وہ ننگی معلوم ہوتی تھیں۔ تو یہ بھی ایک لباس ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کے شام کی دعوتوں کے گاؤن ہوتے ہیں۔ نام تو اس کا بھی لباس ہے۔ مگر اس میں سے جسم کا ہر حصہ بالکل ننگا نظر آتا ہے۔''

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 24 جنوری 1934ء)

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ وہ معلومات حاصل کرنے کے لیے وہاں گئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ کی جماعت نے قادیانی لڑکیوں کو ''اس بازار میں'' معلومات اور تجربہ حاصل کرنے کے لیے کبھی بھیجا ہے؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے خاصا منہ بنایا۔ میں نے عرض کیا کہ 1934ء میں رنگین مزاج قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے ایک حسین و جمیل اطالوی ڈانسر مس روفو سے ناجائز مراسم پیدا کیے اور پھر اسے اپنے ساتھ قادیان لے آیا۔ یہ ''ایک ''کھلی'' اور ''ناقابل تردید حقیقت'' ہے کہ مرزا محمود اس حسینہ کو اپنی ''ہوس رانی'' اور ''عیش پرستی'' کے لیے لایا تھا مگر وہ قادیان آنے پر ''راضی'' نہ تھی؟ اور جب ''بہ جبر'' قادیان لائی گئی تو وہاں ''رہائش پذیر'' ہونے پر ''راضی'' نہ ہوئی؟ ادھر عوام میں ''شور اٹھا' تو خلیفہ گھبرا گیا اور اسے واپس لاہور بھیجنے پر راضی بلکہ ''مجبور'' ہوا اور ساتھ ہی اس کا منہ بند کرنے کے لیے'' مبلغ پانچ ہزار روپیہ دے کر اپنی کار کے ذریعے اسے واپس لاہور پہنچا دیا مگر وہ پانچ ہزار روپیہ پر راضی نہ ہوئی اور خلیفہ کے خلاف عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہتی تھی لیکن اسے ''خلیفہ کا جرم'' ثابت کرنا مشکل نظر آیا اور وکیل سے مشورہ کے بعد ''بہ امر مجبوری'' ''خاموش'' ہو گئی۔ اطالوی حسینہ کی یہ خبر لاہور کے تمام اخبارات میں چھپی مگر ''زمیندار'' نے اس میں بہت زیادہ ''دل چسپی'' لی اور خوب ''نمک مرچ'' لگا کر'' قادیانی خلیفہ کے ذلیل اور سیاہ کردار کو عوام میں ''اجاگر'' کیا۔ اور اس سلسلہ میں کئی نظمیں بھی اخبار ''زمیندار'' میں شائع ہوئیں۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی کو مولانا ظفر علی خاں کی تین نظمیں بھی سنائیں جسے اس نے بڑے غور سے سنا!

اطالوی حسینہ

اے کشورِ اطالیہ کے باغ کی بہار
لاہور کا دمن ہے تیرے فیض سے چمن
پیغمبر جمال تیری دِل رُبا ادا
پروردگار عشق ترا چُلبلا چلن
الجھے ہوئے ہیں دل تری زلف سیاہ میں
ہیں جس کے ایک تار سے دابستہ سو فتن
پروردۂ فسوں ہے، تری آنکھ کا خمار
آوردۂ جنوں ہے تیری بوئے پیرہن
پیمانہ نشاط تیری ساق صندلی
پیمانہ سرور ترا مرمری بدن!
رونق ہے ہوٹلوں کی ترا حسن بے حجاب
جس پر فدا ہے شیخ تو لٹو ہے برہمن
جب قادیاں پہ تیری نشیلی نظر پڑی
سب نشہ نبوت ظلی ہوا ہرن
میں بھی ہوں تیری چشم پر افسوں کا معترف
جادو وہی ہے آج جو ہو قادیاں شکن

ہوٹل سسل کی رونق عریاں

عشاق شہر کا ہے ''زمیندار'' سے سوال
ہوٹل سسل کی رونق عریاں کہاں گئی
اس کے جلو میں جاں گئی ایمان کے ساتھ ساتھ
کیا کیا نہ تھا جو لے کے وہ جان جہاں گئی
خوف خدائے پاک دلوں سے نکل گیا
آنکھوں سے شرم سرورِ کون و مکاں گئی

بن کے خروش حلقہ رندان لم یزل
لے کر گئی وہ حشر کا ساماں' جہاں گئی
رومہ سے ڈھل کے برق کے سانچے میں آئی تھی
اب کس حریم ناز میں وہ جانِ جاں گئی
یہ چیستان سنی تو ''زمیندار'' نے کہا'
اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ قادیاں گئی

اطالوی حسینہ مس روفو

تمہیں مشی فی النوم کی بھی خبر ہے؟
زمانے کے اے بے خبر ٹیل سوفو!
ملے گا تمہیں یہ سبق قادیاں سے
جہاں چل کے سوتے میں آئی ہے روفو
دبستان میں جانا نہیں چاہتے ہو
تو پہنچو شبستان میں اے بے وقوفو
بہار آ رہی ہے خزاں جا رہی ہے
ہنسو کھل کھلا کر دمشقی شگوفو!
کرشن اور خورسند کیا اس کو سمجھیں
تمہیں داد دو اس کی عبد الرؤفو!
جب اوقات موجود ہے قادیاں کی
کہاں مر رہی ہو تفو اور زوفو!

اس پر شاہد بشیر قادیانی نے طوطے کی طرح وہی رٹا رٹایا جواب دیا کہ مس روفو قادیان میں مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے بچوں کو انگریزی پڑھانے کے لیے گئی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ اطالوی لوگوں کو تو انگلش آتی نہیں۔ اور اگر کسی نے بھرپور محنت و کوشش کے نتیجہ میں سیکھ بھی لی تو اس کا لہجہ اور تلفظ درست نہیں ہو سکتا۔ جس طرح ہمارے ہاں پٹھان بھائی اردو بولتے وقت پشتو کا لہجہ استعمال کرتے ہیں، بالکل اسی طرح اطالوی لوگ انگلش بولتے

وقت اطالوی لہجہ اور تلفظ کا استعمال کرتے ہیں، یہ ان کی مجبوری ہے۔ ایسے میں کون ہے جو اپنے بچوں کو کسی اطالوی سے انگریزی پڑھائے گا؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی سے کوئی جواب نہ بن پایا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا مرزا قادیانی نے شروع شروع میں ایک عالم کا روپ دھارا اور اعلان کیا کہ وہ عیسائیت، ہندومت اور آریہ سماج کے عقائد کے خلاف کتاب لکھے گا جس میں ان مذکورہ مذاہب کا ابطال اور صداقت اسلام پر 300 مضبوط اور محکم عقلی دلائل ہوں گے۔ (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص 38 از مرزا قادیانی) اور یہ کتاب پچاس جلدوں پر مشتمل ہوگی جس کے تقریباً 4800 صفحات ہوں گے۔ (برکات الدعا ص 41 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 41 از مرزا قادیانی) مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ تمام مسلمان مخیر حضرات اس کی طباعت وغیرہ کے لیے پیشگی رقوم ارسال کریں۔ پھر کہا کہ اس کتاب کی فی جلد پر 25 روپے خرچ آیا ہے لیکن مسلمانوں میں یہ کتاب پھیلانے کے لیے اس کی رعایتی قیمت صرف 5 روپے رکھی ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ اوّل ص 2 از مرزا قادیانی) بعدازاں اس نے قیمت فی جلد 5 روپے کے بجائے 10 روپے رکھ دی۔ (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص 14 از مرزا قادیانی) یاد رہے کہ ان دنوں ایک روپے کا سولہ کلو گوشت ملتا تھا۔ (سیرت المہدی ج اوّل ص 182 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی) آج کل چھوٹے گوشت کی قیمت 350 روپے ہے۔ اس طرح اس دور کے 10 روپے آج کے 56,000 روپے کے برابر ہیں۔ مرزا قادیانی کے مسلسل اور بھرپور پروپیگنڈے کے نتیجہ میں مخیر حضرات جن میں نواب شاہ جہاں بیگم والی ریاست بھوپال اور خلیفہ سیّد محمد حسن خاں بہادر وزیراعظم و دستور معظم ریاست پٹیالہ وغیرہ شامل ہیں، نے اس دور میں اسلام کی خاطر ہزاروں روپے کی اعانت کی جس کی موجودہ قیمت کروڑوں روپے میں بنتی ہے۔

مرزا قادیانی کے بیان کے مطابق لوگوں نے پچاس جلدوں کی اشاعت کی رقم پیشگی بھجوادی۔ مرزا قادیانی نے "براہین احمدیہ" کے نام سے اس کتاب کو تصنیف کیا۔ 5 جلدیں (1101 صفحات) مکمل ہونے پر اعلان کردیا چونکہ 5 اور 50 میں صرف صفر کا فرق ہے، اس لیے پانچویں جلد کے ساتھ ہی ان کا پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ پورا ہوگیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے مرزا قادیانی کی مضحکہ خیز دلیل!

□ "پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ

پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 9 از مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا، عجیب بات ہے کہ جس کتاب میں حقیقت اسلام ثابت کرنے کے لیے 300 دلائل ہونا تھے، اس میں صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی، اور وہ بھی نامکمل (سیرت المہدی ج اوّل ص 111، 112 از مرزا بشیر احمد ایم اے) پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ کیا گیا تھا مگر صرف 5 جلدیں تحریر کیں، 4800 صفحات لکھنے کا وعدہ کیا گیا تھا مگر صرف 1101 صفحات تحریر کیے۔

شاہد بشیر قادیانی نے ہر تنخواہ دار قادیانی مبلغ کی طرح جواباً یہی کہا کہ مرزا صاحب نے اگر ایسا کر لیا تو کیا ہوا، حضور اکرم ﷺ بھی تو جب معراج پر گئے تھے اور انھیں پچاس نمازیں دی گئی تھیں تو انھوں نے معاف کراتے کراتے پانچ کرالی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا تھا کہ میں آپ کی امت کو 5 نمازوں کا ثواب 50 نمازوں کے برابر دوں گا۔ لہٰذا یہ اللہ کی سنت ہے۔

میں نے عرض کیا کہ براہین احمدیہ کے واقعہ کو واقعہ معراج پر قیاس کرنا دجل ہے کیونکہ دونوں میں بنیادی فرق ہے۔ مرزا قادیانی نے کتاب کے خریداروں سے 50 جلدوں کے پیسے پیشگی لیے تھے جبکہ لکھیں صرف پانچ جلدیں۔ دوسری طرف واقعہ معراج میں فرض کی گئیں پانچ نمازیں اور ثواب پچاس نمازوں کا ملتا ہے۔ دوسرا فرق یہاں یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بار بار درخواست کر کے نمازوں کی تعداد میں کمی کرا رہے ہیں جبکہ دوسری طرف کتاب کے جن خریداروں نے پیشگی رقمیں دی تھیں، وہ پچاس جلدیں پوری کرنے کا تقاضا کر رہے ہیں۔ تیسرا فرق، حقوق العباد کا معاملہ ہے جبکہ نمازوں کی معافی اللہ کا حق ہے۔

میں نے عرض کیا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں مرزا قادیانی نے کھلا فراڈ کیا ہے۔ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے کہ باقی جلدوں کی اشاعت خدا تعالیٰ کے حکم سے رُک گئی۔ (سیرت المہدی ج اوّل ص 111، 112 از مرزا قادیانی) سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ حکم لوگوں سے مال بٹورنے سے پہلے آنا چاہیے تھا، بعد میں کیوں آیا؟

[شاید ہمارا سوال غلط تھا کیونکہ "قادیانیت" میں غالباً مامور "خدا" کا نہیں، خدا

مامور کا پابند ہے۔ نیز ''ٹیچی ٹیچی'' اوپر سے نیچے نہیں، نیچے سے اوپر جاتا تھا۔]

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا، بتائیں کیا یہ صریح دھوکا نہیں ہے؟ کیا یہ کاروبار اخلاقیات کے عین مطابق ہے؟ اگر یہ فراڈ نہیں ہے تو کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کسی کو 50 روپے دیں اور واپسی صرف 5 روپے کی ہو؟ اور جواباً کہا جائے کہ 5 اور 50 میں کوئی فرق نہیں۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ ''براہین احمدیہ حصہ پنجم'' کے بارے میں کیا آپ کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی نے اس کتاب کو ''نصرۃ الحق'' کے نام سے لکھنا شروع کیا تھا۔ بیچ میں اچانک نہ جانے کیا خیال آیا کہ اسی کتاب کا نام ''براہین احمدیہ پنجم'' رکھ دیا۔ چنانچہ آج بھی روحانی خزائن کی جلد 21 میں ص 73 تک ''نصرۃ الحق'' نام لکھا ہوا ہے جبکہ ص 74 سے وہی کتاب ''براہین احمدیہ حصہ پنجم'' ہوگئی ہے۔ شاید یہ ٹانک وائن، افیون یا مراق کا کرشمہ ہو یا لکھتے لکھتے براہین احمدیہ کے پیشگی خریداروں کا تقاضا یاد آ گیا ہو۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی کیسا شخص تھا جو پیغمبر تو کیا ایک شریف آدمی بھی کہلوانے کے لائق نہ ہے۔ میں نے مزید عرض کیا کہ حدیث مبارکہ میں ایسی چیز فروخت کرنے سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے جو دکاندار کے پاس نہ ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''جو چیز تمھارے پاس موجود نہیں، اسے فروخت نہ کرو!'' (ترمذی، نسائی) اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں مسلمانوں نے ہمیشہ پیشگی سودا کاری کو حرام سمجھا ہے لیکن مرزا قادیانی نے اشتہار بازی کے زور پر اپنی کتاب براہین احمدیہ کا ایک بھی لفظ لکھے بغیر اس کی ہزاروں جلدیں پیشگی فروخت کر دیں اور اس سے ہزاروں روپے (جو آج کے لاکھوں کروڑوں روپے بنتے ہیں) وصول کر لیے۔ گویا مرزا قادیانی نے اپنی عملی زندگی کا آغاز ہی حضور نبی کریم ﷺ کے ایک واضح حکم کی خلاف ورزی سے کیا۔

ایک موقع پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب بہت بڑے عالم تھے بلکہ انھیں اللہ تعالیٰ نے براہ راست علم سکھایا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کا دعویٰ جھوٹ پر مبنی ہے۔ مرزا قادیانی جاہل مطلق تھا۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی مشتعل ہوگیا اور کہنے لگا کہ وہ مناظرہ نہیں کرے گا کیونکہ آپ نے مرزا صاحب کو جاہل کہا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے بھی میری دل آزاری کی ہے۔ ایسے کم عقل اور جاہل مطلق کے متعلق یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے براہ

راست علم سکھایا ہے، قابل سرزنش ہے۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب نے تقریباً 100 کے قریب کتب لکھی ہیں، آپ انھیں عالم بھی نہیں مانتے۔ میں نے عرض کیا کہ گدھے پر ہزاروں کتابیں لاد دی جائیں تو کیا وہ عالم بن جائے گا؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی پھر غصے سے تڑپا، آپ زیادتی کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے کوئی غلط یا خلاف تہذیب بات نہیں کی۔ میں نے بات کا رُخ بدلتے ہوئے کہا کہ آپ مناظرہ کرنے آ گئے ہیں لیکن آپ کو اسلامی مہینوں کے نام بھی نہیں آتے۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ کو کیسے معلوم ہے کہ مجھے اسلامی مہینوں کے نام بھی نہیں آتے؟ میں نے کہا یہ میرا اندازہ ہے، بہر حال آپ سنا دیں۔ شاہد بشیر قادیانی نے اسلامی مہینوں کے نام سنانے شروع کیے اور کہا: محرم، صفر، ربیع الاوّل، ربیع الثانی، میں نے ٹوکتے ہوئے کہا کہ آپ غلط بتا رہے ہیں۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا: نہیں، میں بالکل درست کہہ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ صفر چوتھا مہینہ ہے جبکہ آپ دوسرا بتا رہے ہیں۔ شاہد بشیر قادیانی نے اس پر متکبرانہ قہقہہ فضا میں بکھیرا اور کہا کہ آپ ہمارے مرزا صاحب کو جاہل مطلق کہہ رہے تھے جبکہ آپ خود جاہل ہیں اور صفر کو چوتھا مہینہ کہہ رہے ہیں۔ اس پر میں نے برجستہ کہا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' میں صفر کو چوتھا مہینہ کہا ہے۔ (تریاق القلوب ص 41، مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 218 از مرزا قادیانی) اس پر شاہد بشیر قادیانی کا رنگ فق ہو گیا اور وہ چھت کی طرف تکنے لگا۔ میں نے مزید عرض کیا کہ تم بتاؤ: حضور نبی کریم ﷺ کے کتنے صاحبزادے تھے؟ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ ﷺ کے تین صاحبزادے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''چشمہ معرفت'' میں لکھا ہے:

☐ ''تاریخ داں لوگ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔''

(چشمہ معرفت ص 286 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 299 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ ''تاریخ داں لوگ'' تو درکنار کسی ایک مورخ کی تحریر بھی دکھا دیں جس نے نبی رحمت ﷺ کے گیارہ لڑکے ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ سفید جھوٹ ہے۔ اس کو دیکھ کر ادنیٰ سی عقل رکھنے والا شخص بھی مرزا قادیانی کو کسی بات میں سچا یقین نہیں کر سکتا۔

پھر میں نے عرض کیا کہ سیرت النبی ﷺ کا معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پیدائش سے چند ماہ پہلے ہی رحلت فرما گئے تھے مگر مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کے والد گرامی رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کی پیدائش کے بعد فوت ہوئے۔ (پیغام صلح ص 28 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 465 از مرزا قادیانی) حیرت ہے کہ مرزا قادیانی تاریخ نبوی ﷺ کے اس مشہور ترین واقعہ سے بھی بے خبر نکلا!!!

میں نے شاہد قادیانی کو بتایا کہ مرزا قادیانی اپنے بیٹے مبارک احمد کی پیدائش کے بارے میں لکھتا ہے:

□ ''اسی لڑکے نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری 1897ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنی اے میرے بھائیو! میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی، اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں اور پھر بعد اس کے 14 جون 1899ء کو وہ پیدا ہوا، اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔''

(تریاق القلوب ص 89 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 217 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ عجیب بات ہے کہ مبارک احمد نے یکم جنوری 1897ء کو اپنی ماں کے پیٹ میں 2 دفعہ باتیں کیں۔ جن کی تفصیلات آپ نے آج تک جاری نہیں کیں، اور نہ یہ ہی بتایا گیا کہ آواز کہاں سے آتی تھی؟ اگر آواز ماں کے منہ سے آتی تھی تو احتمال ہے کہ یہ کہیں اس کی ماں کی ہی آواز نہ ہو۔ اگر یہ آواز......؟ لیکن یہ قادیانیوں پر فرض ہے کہ وہ بتائیں کہ آواز کہاں سے آتی تھی؟ ہمیں تو ساری تفصیلات بتانے سے حیا مانع ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مبارک احمد نے یکم جنوری 1897ء کو اپنی ماں کے پیٹ میں 2 دفعہ باتیں کیں، جبکہ 2 ماہ بعد 2 مارچ 1897ء کو مبارک کی بجائے مبارکہ پیدا ہوگئی۔ حالانکہ باتیں مبارک احمد کرتا رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر اپنی جگہ اپنی بہن مبارکہ کو بھجوا دیا۔ باقی مجھے یہ اچھی طرح معلوم ہے جب اس نوع کا رطب ویابس معروضی عقلیات کے پیمانے پر پورا نہ اترے تو آپ لوگ اس گھڑی گھڑائی تاویل کا سہارا لیا کرتے

ہیں کہ "یہ کشفی واقعہ ہے!" گویا آپ کے ہاں "کشف" ہر نامعقولیت کی ایسی پناہ گاہ ہے جہاں آپ کو امان ہی امان ہے، قربان جائیں اس "دارالامان" پر!

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے مزید کہا کہ مرزا قادیانی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ پنجگانہ نماز کیوں فرض ہوئی بلکہ اس نے اس سلسلہ میں جو توجیہہ پیش کی، وہ نہایت مضحکہ خیز اور توہین اسلام پر مبنی ہے۔ اس کے استفسار پر اس سلسلہ میں، میں نے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا:

- "عرب کے لوگ پانچ وقت شراب پیتے تھے۔ اس کے عوض میں پانچ وقت نماز رکھی۔"

(ملفوظات ج 3 ص 142 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش کیا ہے؟ کہنے لگا: مرزا صاحب 1839ء یا 1840ء میں پیدا ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ "یا" کا کیا مطلب ہے؟ آپ درست تاریخ پیدائش بتائیں! کہنے لگا کہ مجھے یہی معلوم ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو اندازے کی بات ہے۔ کہنے لگا، نہیں، یہ مرزا صاحب کی اپنی تحریر کے مطابق ہے۔ میں نے کہا، کیا؟ کہنے لگا کہ 1839ء یا 1840ء میں پیدا ہوئے۔ میں نے کہا کہ دعویٰ نبوت کا اور حال یہ ہے کہ پیدائش کا سن بھی یاد نہیں؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی خاموش ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ بعد میں اُس کے خاندان کے افراد میں اس کے سال ولادت کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا، اس کے بیٹے مرزا بشیر احمد، جو اتفاق سے اس کا سوانح نگار اور "سیرت المھدیٰ" کا مصنف ہے، کے پہلے نظریے کے مطابق:

- "سال ولادت 1836 یا 1837ء ہو سکتا ہے۔"

(سیرت المھدیٰ، جلد 2 صفحہ 150 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

- "پس 13 فروری 1835ء عیسوی بمطابق 14 شوال 1250 ہجری بروز جمعہ والی تاریخ صحیح قرار پاتی ہے۔"

(سیرت المھدیٰ، جلد 3 صفحہ 76 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

- "ایک تخمینہ کے مطابق سال ولادت 1831ء ہو سکتا ہے۔"

(سیرت المھدیٰ، جلد 3 صفحہ 74 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

- "معراج دین نے تاریخ ولادت 17 فروری 1832ء مقرر کی ہے۔"

(سیرت المھدیٰ، جلد 3 صفحہ 302 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

- ''جبکہ دیگر 1833ء یا 1834ء کو سال ولادت قرار دیتے ہیں۔''

(سیرت المہدی، جلد 3 صفحہ 194 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ بقول آپ کے مرزا قادیانی عالم تھا اور اس نے 100 کے قریب کتب لکھیں۔ لیکن اس نے قرآن مجید کی کوئی تفسیر نہیں لکھی اور نہ کوئی مستند احادیث کی کوئی کتاب مرتب کی۔ حالانکہ اس کا کہنا ہے: ''میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے۔''

(اربعین نمبر 4 ص 112 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 454 از مرزا قادیانی)

مزید کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ دنیا کے کسی ملک کی کسی یونیورسٹی، کالج یا سکول میں مرزا قادیانی کی کوئی کتاب پڑھائی جاتی ہو؟ میں نے کہا کہ اس سے بڑھ کر آپ کی ناکامی اور کیا ہو گی کہ قادیانی جماعت گذشتہ 120 سالوں میں ایک بھی ایسا شخص پیدا نہیں کر سکی جو مرزا قادیانی کی کتابوں کا عربی یا انگریزی میں ترجمہ کر سکے۔

شاہد بشیر قادیانی نے مخصوص مناظراتی حربہ استعمال کرتے ہوئے موضوع کا رخ بدلتے ہوئے اجرائے نبوت پر بحث شروع کر دی اور کہا کہ قرآن مجید میں ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (الاعراف:35)

(ترجمہ): ''اے اولادِ آدم! اگر تمہارے پاس پیغمبر آئیں جو تم ہی میں سے ہوں، جو میرے احکام تم سے بیان کریں، تو جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور اپنی اصلاح کرے تو ان لوگوں پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

پھر کہا کہ یہ آیت حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی، لہٰذا اس میں نبی ﷺ کے بعد آنے والے رسولوں کا تذکرہ ہے۔ نبی ﷺ کے بعد بنو آدم کو خطاب ہے، لہٰذا جب تک اولادِ آدم دنیا میں موجود ہے، اس وقت تک نبوت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ اس آیت کا پس منظر دیکھنے سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ یہاں کوئی نیا حکم اس امت کو نہیں دیا جا رہا ہے، بلکہ زمانہ ماضی کے واقعہ کی حکایت بیان ہو رہی ہے۔ چنانچہ سورہ اعراف کے دوسرے رکوع میں حضرت آدم اور حضرت

حوا علیہا السلام کی پیدائش کا ذکر ہے، اس کے بعد ان کے جنت میں رہنے، اور پھر وہاں سے اتارے جانے کا قصہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی ضمن میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارنے کے بعد ان کی اولاد سے منجانب خداوندی خطاب کیا گیا تھا اور یہ خطاب عالم ارواح کا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں حسب ذیل چار آیتوں میں ذکر کیا گیا ہے:

(1) یبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا ...... (اعراف:26)

(2) یبنی آدم لا یفتننکم الشیطن ...... (اعراف:27)

(3) یبنی آدم خذوا زینتکم ...... (اعراف: 31)

(4) یبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم ...... (اعراف:35)

ان چاروں جگہوں میں اس وقت اولاد آدم کو خطاب کیا گیا ہے۔ یہ براہ راست امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو خطاب نہیں ہوا بلکہ ان کے سامنے یہ ماضی کی حکایت بیان کی گئی ہے۔ اس لیے کہ قرآن مجید کے اسلوب پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی امت دعوت کو یاایہا الناس اور امت اجابت کو یاالذین امنو کے الفاظ سے مخاطب کیا گیا ہے۔ قرآن کریم نے اس واقعہ اور الفاظ خطاب کو ذکر کرنے کے بعد متعدد انبیاء اولوالعزم کا ذکر کیا ہے۔ گویا کہ یہ امایاتینکم رسل منکم کی تشریح و تفصیل کی جارہی ہے۔ سب کا ذکر کرنے کے بعد آخر میں حضور سرور کائنات فخر دو عالم خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر مبارک ان الفاظ میں ہوتا ہے: الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل. (اعراف: 157) اور پھر آپ ﷺ ہی کی زبانی اعلان کرایا جاتا ہے۔ قل یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا. (اعراف:158) ''اے نبی ﷺ! آپ فرما دیجیے، میں تم سب (لوگوں) کی طرف اللہ کا رسول ہوں'' اور اسی پر بس نہیں بلکہ اس باعظمت اعلان کی قرآن کریم کی متعدد سورتوں میں مختلف پیرایوں میں تاکید و تائید فرمائی گئی ہے تاکہ اس بارے میں کوئی باقی نہ رہے کہ رسول اکرم ﷺ آخری رسول ہیں اور آخری شریعت لے کر آنے والے ہیں۔ چنانچہ کبھی ارشاد ہوا: وما ارسلنک الا کافۃ للناس. (سباء:28) کبھی ارشاد ہوا: وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین. (انبیاء:107) پھر مکمل وضاحت کے ساتھ اعلان کیا گیا۔ ماکان محمد ابااحد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین. (احزاب:40) (حضرت) محمد ﷺ

تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں) اور پھر وحی غیر متلو یعنی احادیث مبارکہ میں بھی اس مضمون اور اعلان کی تشریح میں غیر معمولی اہمیت کا مظاہرہ کیا گیا، کیونکہ علم خداوندی میں یہ بات تھی کہ مرزا قادیانی جیسے جھوٹے مدعی نبوت اس امت میں پیدا ہوں گے اور سادہ لوح مسلمانوں کو جہنم کا ایندھن بنائیں گے۔
چنانچہ ارشاد نبوی ہوا: ان النبوة والرسالة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی ج 2 ص 51) "بیشک نبوت و رسالت کا سلسلہ قطعاً ختم ہو گیا، لہٰذا میرے بعد کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔" تو اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے رسولوں کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ انبیاء و رسل بھیجے گئے اور وعدہ کا پوری طرح ایفاء کیا گیا تاآنکہ ہدایت کا سورج، ذات مصطفوی ﷺ کی صورت میں طلوع ہوا جس کے بعد رسول کی ضرورت باقی رہی اور نہ کسی نئی شریعت کی۔ اب قیامت تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی اور رسول ہیں، انہی کی شریعت کا سکہ چلے گا اور انہی پر سلسلہ رسل و انبیاء کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ اگر حضور اکرم ﷺ کی امت اجابت یا امت دعوت میں نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری ہوتا تو "یاایها الذین آمنوا" یا "یاایها الناس" کے الفاظ سے خطاب کر کے نبیوں اور رسولوں کی آمد بتائی جاتی۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ پورے قرآن میں کہیں کسی ایک جگہ "یاایها الذین آمنوا" یا "یاایها الناس" کے خطاب کے بعد رسولوں کی آمد کا تذکرہ دکھا دیں، میں آپ کو منہ مانگا انعام دینے کے لیے تیار ہوں۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی بے حد پریشان ہوا۔

میں نے عرض کیا کہ اگر اس سے مراد تمام بنو آدم ہیں تو بنو آدم میں تو ہندو، عیسائی، مجوسی، یہودی، سکھ، بدھ مت وغیرہ بھی افراد شامل ہیں۔ کیا ان میں سے بھی نبی پیدا ہو سکتا ہے؟ اگر جواب نفی ہے تو پھر انہیں اس آیت کے عموم سے خارج کرنے کی دلیل کیا ہے؟ اس پر مستزاد یہ کہ بنی آدم میں تو عورتیں اور ہیجڑے بھی شامل ہیں، تو کیا اس عموم سے انہیں خارج نہیں کیا جائے گا؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ خطاب عام ہونے کے باوجود حالات و واقعات اور قرائن کے باعث اس عموم سے کئی چیزیں خارج ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ آپ کے نزدیک نبوت کی کئی اقسام ہیں۔ ایک نبوت تشریعی اور دوسری نبوت غیر تشریعی۔ پھر غیر تشریعی نبوت کی مزید قسمیں ہیں۔ ایک بلاواسطہ اور دوسری

بالواسطہ۔ گویا آپ کے نزدیک نبوت کی کل 3 قسمیں ہوئیں۔ (1) تشریعی نبوت (2) غیر تشریعی بلاواسطہ نبوت (3) غیر تشریعی نبوت بالواسطہ نبوت۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ کے نزدیک نبوت کی دو قسمیں تشریعی، غیر تشریعی نبوت بلاواسطہ، بند ہیں جبکہ صرف ایک جاری ہے، یعنی غیر تشریعی نبوت بالواسطہ۔ لہٰذا آپ قرآن مجید کی وہ آیات پیش کریں جو خاص اس دعویٰ کو ثابت کریں کہ نبوت کی دو قسمیں بند ہیں البتہ نبوت غیر تشریعی بالواسطہ جاری ہے۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی کی حالت فبھت الذی کفر جیسی تھی۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے مزید سوال کیا کہ کیا مرزا قادیانی کے بعد کوئی اور نبی آئے گا؟ کہنے لگا نہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ پھر آپ نے جو آیت پڑھی ہے، اس کا کیا بنے گا؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی کسی گہری سوچ میں غرق ہو گیا۔

میں نے تھوڑی سی چھیڑ خانی کے لیے عرض کیا کہ اگر فرض محال اس آیت کو اجرائے نبوت کی دلیل تسلیم کر بھی لیا جائے، تب بھی مرزا قادیانی روز قیامت تک نبی قرار نہیں پاتا۔ اس لیے کہ وہ بقول خود آدم علیہ السلام کی اولاد ہی نہیں، جبکہ آیت تو صرف اولاد آدم سے متعلق ہے کیونکہ مرزا قادیانی اپنا تعارف یوں کراتا ہے:

□ کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 127 از مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ جو شخص خود کو بشر کی جائے نفرت (شرمگاہ) قرار دے اور اپنے اولاد آدم ہونے کی نفی کرے، وہ کس طرح اس آیت سے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ لہٰذا اگر مرزا قادیانی بنی آدم سے تھا، تو پھر اس نے اپنی آدمیت سے انکار کر کے سفید جھوٹ بولا ہے اور جھوٹا شخص نبی نہیں ہو سکتا اور اگر وہ واقعی دائرہ آدمیت سے خارج تھا تو پھر مذکورہ آیت سے اس کی نبوت کا اثبات چہ معنی دارد؟

اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب بہت زیادہ متواضع، منکسر المزاج اور سادہ تھے۔ انہوں نے اس شعر میں اپنی عاجزی کا اظہار کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کہاں کی عاجزی اور انکساری ہے کہ کوئی شخص اپنے انسان ہونے سے ہی انکار کر دے اور خود کو ”بشر کی جائے نفرت“ (شرمگاہ) قرار دے۔ انکساری، عاجزی اور سادگی شخصیت کا مستقل

حصہ ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ کبھی عاجزی کا اظہار اور کبھی غرور تکبر کے نشے میں بڑے بڑے کفریہ دعوے کرنا۔ مثلاً مرزا قادیانی نے اپنے متعلق کہا:

- ''میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں اسماعیلؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ابن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 521، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 521 از مرزا قادیانی)

- ''منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد ﷺ و احمد ﷺ کہ مجتبیٰ باشد''

ترجمہ: ''میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا یعنی موسیٰ ہوں، میں محمد ﷺ ہوں، میں احمد مجتبیٰ ہوں۔''

(تریاق القلوب صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 134 از مرزا قادیانی)

- ''انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم ز کسے
آدم نیز احمد مختار
در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ داد ست ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بہ تمام
زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین''

ترجمہ:

1- ''اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں، میں عرفان میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔

2- میں آدم ہوں، نیز احمد مختار ہوں، میں تمام نیکوں کے لباس میں ہوں۔

3- خدا نے ہر نبی کو (کمالات و معجزات کا) جام دیا ہے مگر وہی جام مجھے لبالب بھر کر دیا ہے۔

4- میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہو گیا، ہر رسول میری قمیض میں چھپا ہوا ہے۔

5- مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور اس یقین میں، میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں جو اسے جھوٹ کہتا ہے وہ لعنتی ہے۔"

(نزول المسیح صفحہ 100، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477، 478 از مرزا قادیانی)

□ "کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم"

ترجمہ: "میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو (100) حسین رضی اللہ عنہ ہر وقت میری جیب میں ہیں۔"

(نزول المسیح صفحہ 99 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا بیٹا اور قادیانی جماعت کا دوسرا خلیفہ مرزا بشیر الدین احمد، مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"شہادت کا یہی مفہوم ہے جس کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

میرے گریبان میں سو حسین ہیں، لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا ہے، میں سو حسین کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں اس سے بڑھ کر اس کا یہ مفہوم ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کے فکروں میں گھلا جاتا ہے۔ جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا، اسلام کو قائم کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے، کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) امام حسین کے برابر تھے یا ادنیٰ؟ حضرت امام حسین ولی تھے مگر ان کو وہ غم اور صدمہ کس طرح پہنچ سکتا تھا جو اسلام کو مٹتا دیکھ کر حضرت مسیح موعود کو ہوا۔ حضرت امام حسین اس وقت ہوئے جبکہ لاکھوں اولیا موجود تھے۔

اسلام اپنی شان وشوکت میں تھا۔ ایسی حالت میں ان کو وہ غم کہاں ہوسکتا تھا جو اس شخص کو ہوا، جو ایسے ہی حالات میں مبعوث ہوا جن حالات میں خود محمد ﷺ کی بعثت ہوئی تھی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت امام حسین کی شہادت رسول کریم ﷺ کی شہادت سے بڑی تھی؟ نہیں! اس لیے کہ جو غم اور تکلیف آپ کو اسلام کے لیے اٹھانی پڑی، وہ حضرت امام حسین کو نہیں اٹھانی پڑی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی شہادت بھی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے گھر پر بیٹھے رہے۔ پھر کس طرح امام حسین سے بڑھ گئے۔ میں کہتا ہوں کیا محمد ﷺ اسی طرح فوت ہوئے، جس طرح امام حسین فوت ہوئے تھے؟ نہیں! مگر کوئی ہے جو کہے، محمد ﷺ کی قربانی حضرت امام حسین کی قربانی سے کم تھی۔ محمد ﷺ کی ایک ایک سیکنڈ کی قربانی حضرت امام حسین کی ساری عمر کی قربانی سے بڑھ کر تھی۔ پس جس طرح محمد ﷺ کی قربانی بڑی تھی، اسی طرح وہ شخص جو انہی حالات میں کھڑا ہوگا جن میں محمد ﷺ کھڑے ہوئے اس کی قربانی بھی بہت بڑھ کر ہوگی۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے کہا ہے:

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

کہ مجھ پر تو ہر لمحہ سو سو کربلا کی مصیبتیں گزرتی ہیں اور میں تو ہر گھڑی کربلا کی سیر کر رہا ہوں۔"

(خطبہ مرزا بشیر الدین محمود، ابن مرزا قادیانی روزنامہ الفضل قادیان شمارہ نمبر 80 جلد نمبر 13، 26 جنوری 1926ء)

- ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
  اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص 24 مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 240 از مرزا قادیانی)

پھر کہا:

- روضہ آدم کہ تھا نامکمل اب تلک
  میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براہین احمدیہ پنجم مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 144 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے "ایسی بلندی اور ایسی پستی" کے تناظر میں پوچھا: کیا

یہ عاجزی اور انکساری ہے یا تکبر وغرور؟ اگر یہ عاجزی اور انکساری ہے تو آپ سب قادیانی یہ شعر اپنے اپنے گھروں اور دکانوں پر نمایاں طور پر لکھوائیں تا کہ آپ سب کی عاجزی وانکساری ہر شخص پر عیاں ہو جائے۔ میں نے مزید عرض کیا کہ مجھے تو اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ انسان کی جائے نفرت کے دو مقام ہیں۔ لیکن آپ بتائیں کہ مرزا قادیانی جائے نفرت کی کونسی جگہ تھا؟ ...... یا......؟؟؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی غصے اور شرمندگی سے لال پیلا ہو رہا تھا۔

کچھ دیر خاموشی کے بعد شاہد بشیر قادیانی نے اجرائے نبوت کے سلسلہ میں ایک اور آیت پیش کی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ . (النساء:69)

ترجمہ: ''اور جس نے اطاعت کی اللہ اور رسول (ﷺ) کی تو یہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے اپنا انعام کیا، یعنی انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین۔''

پھر کہنے لگا جو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کریں گے، وہ نبی ہوں گے، صدیق ہوں گے، شہید ہوں گے اور صالح ہوں گے۔ اس آیت میں چار درجات ملنے کا ذکر ہے۔ اگر انسان صدیق، شہید اور صالح بن سکتا ہے تو نبی کیوں نہیں بن سکتا؟ تین درجات کو ماننا اور ایک کا انکار کرنا قرآن میں تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر آیت میں صرف معیت مراد ہو تو کیا حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوں گے؟ وہ بذات خود صدیق اور شہید نہ تھے؟

میں نے عرض کیا کہ اس آیت کو بار بار پڑھنے اور غور کرنے سے اشارہ تک بھی نہیں ملتا کہ نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔ میں نے مزید گوش گزار کیا۔ اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ اس آیت میں معیت مراد ہے، عینیت مراد نہیں، کیونکہ معیت فی الدنیا ہر مومن کو حاصل نہیں، اس لیے معیت فی الآخرۃ ہی مراد ہے۔ جیسا کہ علامہ مجدد جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جنھیں مرزا قادیانی نے دسویں صدی کا مسلمہ مجدد تسلیم کیا ہے، اپنی تفسیر جلالین میں اس آیت کی شانِ نزول یوں بیان کرتے ہیں:

''بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ آپ تو جنت کے بلند وبالا مقامات میں ہوں گے اور ہم جنت کے نچلے درجات میں ہوں گے تو آپ ﷺ کی

زیارت کیسے ہوگی؟ تو یہ آیت نازل ہوئی: ''ومن یطع اللّٰہ و الرسول'' یہاں رفاقت سے مراد جنت کی رفاقت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء علیہم السلام کی زیارت سے فیض یاب ہوں گے، اگرچہ ان (انبیاء علیہم السلام) کا قیام بلند و بالا مقامات میں ہوگا۔'' (تفسیر جلالین، ص:80)

اس طرح کی روایت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کی ہے جس سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ اس ''معیت'' سے مراد جنت کی ''رفاقت'' بھی ہے۔ اگر یہاں معیت کی بجائے، عینیت مراد ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''التاجر الصدوق الامین مع النبیین و الصدیقین و الشھدآء''

''سچا اور امانت دار تاجر (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔''

لہٰذا آپ بتائیں کہ اس زمانے میں کتنے امین و صادق تاجر، نبی ہوئے ہیں؟

پھر میں نے عرض کیا: ''من یطع اللّٰہ'' میں مَنْ عام ہے جس میں عورتیں، بچے اور ہیجڑے سب شامل ہیں۔ اگر یہاں معیت کی بجائے عینیت مراد ہے تو پھر کیا یہ سب نبی ہوسکتے ہیں؟ اگر نبوت اطاعت کاملہ کا نتیجہ ہے تو پھر عورت کو بھی نبوت ملنی چاہیے، کیونکہ اعمالِ صالحہ کے نتائج میں مرد و عورت کو یکساں حیثیت حاصل ہے جس کی صراحت قرآنِ مجید کی کئی آیات میں موجود ہے۔ مثال کے لیے دیکھیے سورۃ النحل کی آیت: 97

میں نے مزید کہا: اگر نبوت، اطاعتِ کاملہ کا نتیجہ ہے تو کیا 13 سو سال میں کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کاملہ نہیں کی؟ اگر کی ہے تو نبی کیوں نہ بنے؟ اگر کسی نے بھی اطاعت نہیں کی تو (نعوذ باللہ)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت خیر الامۃ کی بجائے شر الامۃ ہوئی جس میں کسی نے بھی اپنے نبی کی کامل اطاعت نہیں کی۔ حالانکہ سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے خود صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق شہادت دی ہے: وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (التوبہ: 71) ''وہ (صحابہ رضی اللہ عنہم) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت جو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز تھی جس نے اتباعِ نبوت کا ایسا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا کہ رہتی دنیا تک پوری امت مل کر بھی اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتی۔ انھیں دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے ابدی

رضوان اور جنت کا سرٹیفکیٹ دے دیا تھا اور بقول مرزا قادیانی ان میں حقیقت محمد یہ متحقق ہو چکی تھی۔ ان سب فضائل وامتیازات کے باوجود ان میں سے کوئی ایک بھی مقام نبوت پر فائز نہ ہو سکا۔ بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باوجود کمالِ اتباع کے صدیق ہی رہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ باوجود عدل بے مثال کے شہید اور محدث کے درجہ پر ہی رکے رہے، ان میں سے کوئی ظلی اور بروزی نبی بھی نہ بنا تو کیا ان کے بعد امت کا کوئی شخص یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس نے ان حضرات سے بڑھ کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہے اور نبوت کا حق دار ہو گیا ہے۔ مرزا قادیانی جیسے نافرمان خدا اور رسول اور انگریز کے خود کاشتہ پودے کے بارے میں تو کوئی باہوش آدمی، نبی تو کیا، ایک شریف آدمی کہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

میں نے عرض کیا کہ اگر اطاعت سے نبوت ملتی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ نبوت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کو کیوں نہ ملی؟ کیا وہ قیامت کے روز یہ سوال کرنے میں حق بجانب نہیں ہوں گے کہ یا اللہ! ہم نے تیری اور تیرے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا، مگر تو نے ہمیں نبوت نہ دی اور ایک ایسے شخص مرزا قادیانی کو جو تیرے پکے دشمنوں یعنی انگریز کا ایجنٹ اور جاسوس تھا، اس نعمت سے سرفراز فرما دیا، کیا تیرے انصاف کا تقاضا یہی تھا؟ ہر آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی بے انصافی ہرگز نہیں کر سکتا۔ مذکورہ آیت سے چار آیات قبل اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسلؑ کے متعلق فرمایا ہے:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء:64)

اور ہم نے ہر رسول صرف اسی لیے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کی جائے۔"

مطلب یہ کہ ہر رسول مطاع اور امام بنانے کے لیے بھیجا جاتا ہے نہ کہ اس لیے بھیجا جاتا ہے کہ وہ کسی دوسرے رسول کا مطیع اور تابع ہو، جبکہ آپ کا استدلال و من يُطِعِ اللّٰه وَالرَّسُوْلَ سے ہے جس میں مطیعون (اطاعت کرنے والوں) کا ذکر ہے۔ اور مطیع کسی بھی صورت میں نبی اور رسول نہیں ہوتا۔ مختصر یہ کہ نبی و رسول (لوگوں کا) مطاع و متبوع بن کر آتا ہے نہ کہ مطیع و تابع۔ عربی زبان کے قواعد کی رو سے اس مقام پر مع، من کے معنی میں ہرگز استعمال نہیں ہوا۔ اگر یہاں مع کا معنی من لیا جائے تو حسب ذیل آیت کے معنی کیا ہوں گے؟

ان اللّٰه مع الصابرین، لا تحزن ان اللّٰه معنا، محمد رسول اللّٰه و الذین معه اشداء

علی الکفار رحماءبینھم.

پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ آیت کا آخری حصہ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا اس کی واضح تفسیر کر رہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے سے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کی رفاقت نصیب ہوگی۔ یعنی "اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی!" اس آخری جملہ میں لفظ رفیق نے یہ بات واضح کر دی کہ یہاں سوائے ساتھی بننے کے کوئی اور مطلب نہیں۔

شاہد بشیر قادیانی نے اجرائے نبوت کے سلسلہ میں ایک اور آیت کا حوالہ دیا:

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (الحج:75)

اور کہا: "یَصْطَفِیْ" مضارع کا صیغہ ہے جو حال، استقبال اور استمرار کے لیے ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں سے رسول منتخب کرتا ہے، کرے گا اور کرتا رہے گا۔ حضور ﷺ مفرد ہیں اور "رُسل" جمع کا صیغہ ہے۔ واحد پر جمع کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

میں نے عرض کیا کہ انتہائی جاہل اور بے عقل ہی یہ سمجھتا ہے کہ ہر مضارع استمرار کے معنی میں ہوتا ہے۔ آیت مذکورہ میں صیغہ مضارع فعل کے اثبات کے لیے ہے نہ کہ استمرار تجدد کے لیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِہٖٓ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ (الحدید:9)

یہاں بھی صیغہ مضارع ہے۔ اگر یہاں بھی استمرار ہے تو ماننا پڑے گا کہ قرآن مجید قیامت تک نازل ہوتا رہے گا۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا، کیا آپ اس کے قائل ہیں؟ اس پر وہ مہر بلب ہوگیا۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کا ایک الہام ہے:

□ "یریدون ان یروا طمثک" یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے، مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص 581 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 581 از مرزا قادیانی)

یہاں بھی صیغہ مضارع ہے۔ اگر یہ استمرار کے لیے ہے تو ثابت ہوا کہ بابو الٰہی بخش، مرزا قادیانی کا حیض قیامت تک دیکھتے رہنے کا خواہش مند تھا۔ میں نے مزید عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ فرشتوں اور انسانوں میں رسول منتخب کرتا ہے جبکہ مرزا نہ تو

فرشتہ ہے اور نہ انسان۔ بلکہ وہ کہتا ہے:

❑ کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اورانسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 127 از مرزا قادیانی)

اور اس شعر کی تشریح میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔

شاہد بشیر قادیانی نے دورانِ گفتگو ایک اور آیت کا حوالہ دیا:

یَاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً (المومنون:51)

(ترجمہ) ''اے برگزیدہ پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔''

اور کہا، یہ آیت حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ آپ ﷺ کا نام ''محمد'' واحد ہے جبکہ رسل جمع کا صیغہ ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی ﷺ اور آپ کے بعد آنے والے رسول مراد ہیں جنہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ''میرے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔'' ورنہ کیا اللہ تعالیٰ وفات شدہ رسولوں کو حکم دے رہا ہے کہ اٹھو پاک کھانے کھاؤ اور نیک کام کرو؟

میں نے عرض کیا کہ سورۃ المومنون کے دوسرے رکوع سے مذکورہ بالا آیت کریمہ تک سابقہ انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے۔ سب سے آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا:

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّہٗۤ اٰیَۃً وَّاٰوَیْنٰھُمَاۤ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍo
(المومنون:50)

(ترجمہ) ''اور ہم نے ابن مریم اور ان کی والدہ کو بڑی نشانی بنایا اور ہم نے ان دونوں کو بلند، صاف، قرار والی اور جاری پانی والی جگہ میں پناہ دی۔'' اس سے آگے آیت 52 میں فرمایا: وَاِنَّ ھٰذِہٖۤ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّاَنَا رَبُّکُمْ فَاتَّقُوْنِ. (المومنون:52) اور یقیناً تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے اور میں ہی تم سب کا رب ہوں، پس تم مجھ سے ڈرتے رہو۔''

میں نے عرض کیا کہ: ان آیات میں حکایت ماضیہ کے ضمن میں یہ بتانا مقصود ہے کہ پاکیزہ اور نفیس چیزوں کا استعمال کرو۔ مطلب یہ کہ اصولِ دین کا طریق کسی شریعت میں مختلف نہیں ہوا۔ گویا انبیاء علیہم السلام کو اپنی امتوں کا نمونہ بننے کے لیے رزق حلال وطیب استعمال کرنے اور کردار صالح اپنانے کا حکم دیا جارہا ہے۔ تو فی الحقیقت امتوں کو حکم دینا مقصود

ہے۔ جیسا کہ آیت:53 میں فرقہ بازی کے ارتکاب پر متنبہ کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ تفرقہ کا شکار امت ہوتی ہے نہ کہ انبیائے کرام۔

حضرت مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح ہوں یا اور رسول، ہم نے ان سب کو حکم دیا تھا کہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو اور میں تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہوں۔ یہ سب لوگ امتِ واحدہ تھے۔ میں تم سب کا رب ہوں، لہٰذا مجھ سے ڈرو۔ مگر اس تاکید کے بعد بھی انبیاء علیہم السلام کی اقوام نے دین الٰہی میں پھوٹ ڈال دی اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہر گروہ اپنی جگہ خوش ہے کہ وہ حق پر ہے۔ غرض آیات اپنے مطلب کو صاف صاف ظاہر کر رہی ہیں کہ یہ امر ہر ایک رسول کو اپنے اپنے وقت پر ہوتا رہا ہے۔ اس سے اگلی آیت **فتقطعوا امرھم بینھم زبرا ط کل حزب بما لدیھم فرحون.** (المومنون:53) نے تو بات بالکل واضح کر دی کہ یہ ان امتوں کا ذکر ہے جو گزر چکی ہیں، جنہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ لہٰذا یہاں گذشتہ واقعہ کی خبر حکایت کی گئی ہے نہ کہ بعد میں آنے والے رسولوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ اگر یہاں ''رُسُل'' سے مراد نبی ﷺ کے بعد آنے والے رسول ہیں تو آپ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد صرف ایک رسول کی نبوت ہی کے کیوں قائل ہیں؟ جبکہ آیت میں ''یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ'' جمع کے الفاظ آئے ہیں نہ کہ **یاایھا الرسولان**. جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے رسول آسکتے ہیں۔ اس طرح یہ آیت خود آپ کے عقیدے کے خلاف ہے کیونکہ آپ صرف مرزا قادیانی کی نبوت کے قائل ہیں جس کی کوئی دلیل نہیں۔

شاہد بشیر قادیانی نے اجرائے نبوت کے سلسلہ میں ایک اور آیت کا حوالہ دیا اور کہا:

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَo صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ. (الفاتحہ:5)

''اے اللہ ہمیں ان لوگوں کا سیدھا راستہ دکھا جن پر تو نے انعام کیا۔'' یعنی ہمیں بھی وہ نعمتیں عطا فرما جو پہلے لوگوں کو عطا کی گئیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ نعمتیں کیا تھیں؟ قرآن مجید میں ہے:

یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْجَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا.

(المائدہ:20)

''(موسیٰ علیہ السلام نے کہا:) اے میری قوم! اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تم

میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا۔“ لہٰذا ثابت ہوا کہ نبوت اور بادشاہی دونوں نعمتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کسی کو دیا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ میں دعا سکھائی ہے اور خود ہی نبوت کو نعمت قرار دیا ہے اور دعا سکھانا بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی قبولیت کا فیصلہ فرما چکا ہے۔ لہٰذا امت محمدیہ ﷺ میں نبوت ثابت ہوئی۔

میں نے عرض کیا کہ آیت مذکورہ میں ”مُنْعم عَلَيْهِمْ کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے کی دعا ہے نہ کہ نبی بننے کی۔ اگر انبیاء علیہم السلام کی پیروی سے بندہ نبی بن سکتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کی پیروی سے اللہ بن جائے گا؟ (نعوذ باللہ من ذلک)! فرمانِ الٰہی ہے: ”وان هذا صراطی مستقيما فاتبعو“ (الانعام:153) ”اور یقیناً یہ میرا ہی سیدھا راستہ ہے پس تم اس کی پیروی کرو۔“ کیا گورنر کے راستے پر چلنے والا گورنر یا وزیر کے راستے پر چلنے والا وزیر بن جاتا ہے؟

میں نے انھیں توجہ دلائی کہ پوری تاریخ نبوت میں ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ کسی شخص کو اس کی ذاتی دعاؤں کے صلہ میں نبوت عطا کی گئی ہو اور ایسی چیز کی دعا کرنا لغو اور باطل ہے۔ نبوت تو عطیہ خداوندی ہے اور سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم پوری امت کو ہے۔ گویا پوری امت کا ہر فرد اپنے لیے نبوت کی دعا کر رہا ہے اور یہ بداہتاً باطل ہے۔ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں تشریعی نبی بھی تھے تو لازم ہوا کہ تشریعی نبوت کی بھی دعا کی جائے اور ہر شخص صاحب شریعت ہوا کرے۔

میں نے عرض کیا کہ نبوت کسی پیغمبر کو دعاؤں سے نہیں ملی تھی، کیونکہ نبوت وہبی ہے نہ کہ اکتسابی۔ اگر نبوت دعاؤں سے ملتی تو تیرہ سو برس میں کوئی نبی نہیں بنا، جس کا مطلب یہ کہ کسی کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ جس مذہب میں اربوں انسانوں کی دعا قبول نہ ہو، وہ بہترین امت نہیں کہلا سکتی اور نہ اسے کہلانے کا حق ہے۔

میں نے عرض کیا کہ ”اِهْدِنَا“ جمع کا صیغہ ہے، اس حوالے سے آپ کے مطابق اس کا ترجمہ ہونا چاہیے: ”اے اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی بنا۔“ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کی دعا بھی قبول نہیں ہوئی، ورنہ سب قادیانیوں کو نبی ہونا چاہیے تھا۔ اور اگر سب نبی بن جائیں تو پھر امتی کہاں سے آئیں گے؟ تو کیا مرزائیوں میں سے کوئی نبوت چھوڑ کر امتی بننے کے لیے تیار ہے؟ نیز یہی دعا عورتوں کو بھی سکھائی گئی ہے۔ اسی طرح عورتیں بھی منصب نبوت پر فائز ہو سکتی ہیں۔ اگر جواب نفی میں ہے تو یہ دعا انہیں کیوں سکھائی گئی؟ اگر اثبات میں ہے تو

خود تمہارے مذہب کے خلاف ہے۔

میں نے عرض کیا کہ یہ دعا نبی ﷺ نے اس وقت مانگی جب آپ ﷺ نبی منتخب ہو چکے تھے اور قرآنِ مجید بھی آپ ﷺ پر اترنا شروع ہو چکا تھا جس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس دعا سے نبی نہیں بنے تو پھر اس دعا کا فائدہ کیا ہوا؟ مزید یہ کہ چودہ سو سال میں کسی ایک شخص کی یہ دعا قبول ہوئی یا نہ ہوئی؟ اگر ہوئی تو وہ کون ہے جو اس دعا سے نبی بنا؟ اور اگر یہ نبوت طلب کرنے کی دعا ہے تو پھر مرزا قادیانی نبی بن جانے کے بعد یہ دعا کیوں مانگتا تھا؟ کیا اسے اپنی نبوت پر یقین نہ تھا (اور یقین تو واقعی اسے نہیں تھا کہ عمر بھر اسی تذبذب میں مبتلا رہا کہ وہ نبی ہے یا نہیں؟) یا اسے نبوت کے چھن جانے کا خطرہ تھا؟

شاہد بشیر قادیانی نے اجرائے نبوت کے حوالہ سے ایک اور آیت پڑھی اور کہا:

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا" (النور: 55)

(ترجمہ) "تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں، اللہ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے، اور یقیناً ان کے لیے ان کے دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے جو وہ ان کے لیے پسند فرما چکا ہے۔ اور ضرور ان کے خوف و خطر کو وہ امن و امان سے بدل دے گا۔"

میں نے عرض کیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سلطنت عنایت کرے گا، نہ یہ کہ نبی اور اس کے خلفا ہوں گے۔ اگر یہاں خلیفہ سے مراد غیر تشریعی انبیاء ہیں تو حسب ذیل آیت کا کیا مطلب ہوگا:

"عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ"

(الاعراف: 129)

"قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین کا خلیفہ بنا دے۔"

بلکہ یہ آیت تو ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ نبی ﷺ کے بعد نبوت

کا سلسلہ بند ہے۔ آگے صرف خلفا ہوں گے۔ پھر یہ وعدۂ خلافت بھی اس سے ہے جو مومن ہونے کے ساتھ ساتھ اعمالِ صالحہ سے بھی متصف ہو۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان دونوں صفات سے متصف نہ تھے؟ اگر تھے تو تشریعی یا غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ انہوں نے کیوں نہ کیا؟

میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے خود اس آیت سے ایسے خلفا مراد لیے ہیں جن کے مصداق خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہیں، چنانچہ آیت مذکورہ کے تحت مرزا قادیانی لکھتا ہے:

□ ''نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفائے نبی بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے۔''

(شہادت القرآن ص 59 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 355)

مزید کہتا ہے:

□ ''خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہوں گا اور خلیفہ کے لفظ کو اشارہ کے لیے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے۔''

(شہادت القرآن: ص 43 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 339)

پھر کہا:

□ ''فالحاصل ان هذه الآيات كلها مخبرة عن خلافة الصديق وليس لها محمل اخر فانظر على وجه التحقيق واخش الله ولاتكن من المتعصبين.''

(سر الخلافۃ ص 17 مندرجہ روحانی خزائن ج 8 ص 336 از مرزا قادیانی)

ترجمہ: ''خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ تمام آیات سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دال ہیں۔ ان کا دوسرا کوئی اور محل نہیں۔ (انھیں کسی اور جگہ پر محمول نہیں کیا جا سکتا) آپ انھیں تحقیق کی نگاہ سے دیکھیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور نہ فرمانوں سے نہ ہو جائیں۔''

ان حوالوں میں واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح و تربیت کے لیے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا بلکہ انبیا کی بجائے مجددین اور خلفا آتے رہیں گے۔ استخلاف فی الارض سے مراد زمین کی حکومت و سلطنت ہے جیسا کہ سورۃ الاعراف میں ہے ''ویستخلفكم فی الارض'' اور مرزا قادیانی، حکمران تو کجا غلام ابن غلام تھا، پھر اس کو تشریعی یا غیر تشریعی نبوت سے کیا سروکار؟ میں نے عرض کیا کہ آیت میں وعدہ کیا گیا ہے کہ تمکین دین ہوگی جبکہ مرزا قادیانی زندگی بھر انگریز عدالتوں کی خاک چھانتا رہا اور انہیں کا رہین

منت رہا اور ان کا خود کاشتہ پودا ہونے پر فاخر رہا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ آیت بتا رہی ہے کہ خوف کے بعد امن ہوگا، جبکہ مرزا قادیانی کے امن کا حال یہ تھا کہ بوجہ خوف اپنی حفاظت کے لیے حفاظتی کتا رکھتا تھا اور محض خوف کی وجہ سے حج نہ کر سکا۔ اس پر میں نے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد کا ایک حوالہ پیش کیا۔

□ ''ڈاکٹر اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنے گھر کی حفاظت کے لیے ایک دفعہ گدی کتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازے پر بندھا رہتا تھا اور اس کا نام شیرو تھا۔''

(سیرت المہدی ج 3 ص 298)

میں نے مزید کہا کہ آیت میں خلفا کی صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ سے شرک نہیں کریں گے جبکہ مرزا قادیانی پکا مشرک تھا، کیونکہ وہ پچاس سال سے زائد عرصے تک حیات عیسیٰؑ کے عقیدے پر قائم رہا، پھر خود ہی اسے شرک قرار دے دیا تو وہ بقول خود پچاس سال سے زائد عرصہ تک مشرک رہا۔ ظاہر ہے مشرک، نبی نہیں ہوسکتا اور نہ مسیح موعود، بلکہ کافر ہوتا ہے۔ جس امت کا نبی مشرک ہو، اس کے امتی کیا ہدایت پائیں گے؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًاo (النساء:48)

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ کسی مشرک کو نہیں بخشے گا اور اس کے علاوہ جس کو چاہے، بخش دے!

میرے اس جواب پر شاہد بشیر قادیانی گم صم ہو کر رہ گیا۔

چند لمحوں کے بعد شاہد بشیر قادیانی نے سوال کیا کہ بعض لوگ اپنے اکابرین کے لیے لفظ خاتم المحدثین یا خاتم المفسرین استعمال کرتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے لیے لفظ خاتم النبیین استعمال کیا۔

میں نے عرض کیا کہ خاتم المحدثین، خاتم المفسرین یا خاتم المحققین وغیرہ انسان کا کلام ہے۔ اس میں مبالغہ آمیزی شامل ہوسکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے کلام میں مبالغہ نہیں ہو

سکتا۔ وہ حقیقت پر مبنی کلام ہے۔ ایسے الفاظ کوئی شخص اپنے حسن ظن یا اپنے محدود علم کی بنا پر کہتا ہے اور در حقیقت وہ اسے ایسا ہی سمجھتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ اس کے الفاظ وحی یا الہام نہیں اور کہنے والا نہ رسول یا خدا ہے۔ بس اس میں یہی فرق ہے۔

شاہد قادیانی نے کہا کہ اگر لفظ ''خاتم'' کے ساتھ جمع کا صیغہ ہو تو اس کا ترجمہ آخری نہیں بنتا کیونکہ عربی میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تریاق القلوب ص 351 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 479 پر اپنے متعلق لفظ ''خاتم الاولاد'' استعمال کیا ہے۔ کیا یہ عربی کا لفظ نہیں ہے؟ اس پر شاہد قادیانی خاصا شرمندہ ہوا۔ پھر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ لفظ خاتم کا ترجمہ ہے افضل اور خاتم النبیین کا مطلب ہے، تمام نبیوں سے افضل۔ میں نے عرض کیا کہ یہی بات آپ کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دنیا کی کسی لغت یا ڈکشنری میں لفظ خاتم کا معنی افضل نہیں ہے۔ میرا آپ کو چیلنج ہے کہ اگر آپ خاتم کا معنی ''افضل'' کسی بھی ڈکشنری سے دکھا دیں تو میں آپ کو منہ بولا انعام دوں گا۔ اس پر شاہد قادیانی نے پینترا بدلا اور کہا کہ خاتم النبیین میں لفظ خاتم کا ترجمہ ہے مُہر، لہٰذا خاتم النبیین کا معنی ہے نبیوں کی مُہر۔ یعنی نبی کریم ﷺ جس شخص پر مُہر لگائیں گے وہ نبی بن جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کی یہ دلیل غلط اور باطل ہے کیونکہ اگر ''خاتم النبیین کا معنی آپ ﷺ کی مُہر سے نبی بنتے ہیں'' تو پھر کلام عرب سے ایک مثال ہی پیش کر دیں۔ اگر آپ کا پیش کردہ یہ معنی تسلیم کر لیا جائے تو پھر آپ بتائیں کہ خاتم الاقوام کا کیا معنی ہوگا؟ یعنی اس کی مہر سے قوم بنتی ہے۔ خاتم الاولاد کا کیا معنی ہوگا؟ یعنی اس کی مُہر سے اولاد بنتی ہے۔

میں نے عرض کیا کہ آپ کا یہ موقف سراسر غلط، باطل، تحریف اور جعل سازی پر مبنی ہے۔ آپ کو چاہیے کہ خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر قرآن مجید کی کسی ایک آیت، احادیث نبویہ میں سے کسی ایک حدیث (خواہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو)، کسی ایک صحابی رسول ﷺ کا قول، کسی ایک تابعی کا قول یا کسی بھی عربی لغت سے صرف ایک مثال پیش کر دیں تو آپ کو منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ میں پورے چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ سب الٹے لٹک جائیں تب بھی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتے۔ ''ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین.''

میں نے عرض کیا کہ خود مرزا قادیانی نے خاتم النبیین کا ترجمہ ''ختم کرنے والا نبیوں کا'' کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں مختلف مقامات پر لفظ خاتم کو جمع کی

طرف مضاف کیا ہے۔ایک جگہ پر لکھا ہے ”بنی اسرائیل کے خاتم الانبیا کا نام جو عیسیٰؑ ہے۔“
(نصرۃ الحق ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 412 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 412)

میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ شروع میں مرزا قادیانی ختم نبوت کا قائل تھا اور عام مسلمانوں کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتا تھا۔ میں نے شاہد بشیر کو اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل تحریریں دکھائیں۔

□ ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبین“ (الاحزاب:40) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔“

(ازالہ اوہام ص 614 روحانی خزائن نمبر 3 ص 431، از مرزا قادیانی)

□ ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبین“ (یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبیؐ کا نام بغیر کسی استثنا کے خاتم الانبیا رکھا اور آنحضرتؐ نے لا نبی بعدی سے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور اگر ہم آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے جو بالبداہت باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور ہمارے رسولؐ کے بعد کوئی نبی آ کیسے سکتا ہے جبکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی ہے اور اللہ نے آپؐ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔“

(حمامۃ البشریٰ ص 34 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 7 ص 200، از مرزا قادیانی)

□ ”ایسا ہی آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبین میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ جیسا کہ فرمایا ہے ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبین۔“
(تحفہ گولڑویہ ص 51 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 174 از مرزا قادیانی)

□ ”میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر،

بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں، جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ پر ختم ہوگئی۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 230 تا 231، مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص 214 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

□ "ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 297 مجموعہ اشتہارات ج دوم ص 2 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

ایک اور موقع پر اپنی کتاب میں لکھا:

□ "میرے ساتھ (جڑواں) ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔"

(تریاق القلوب ص 351 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 479 از مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کے مذکورہ بیان سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ اس کے نزدیک آخر کے معنی "سب سے آخر میں آنے والا، جس کے بعد کوئی دوسرا نہ ہو" ہی تھے۔ مزید عرض کیا کہ اگر خاتم الاولاد کا یہ ترجمہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے ماں باپ کے ہاں آخری ولد تھا اور مرزا قادیانی کے بعد اس کے ماں باپ کے ہاں کوئی لڑکی یا لڑکا، صحیح یا بیمار، چھوٹا یا بڑا، ظلی یا بروزی کسی قسم کا پیدا نہیں ہوا تو خاتم النبیین کا بھی یہی ترجمہ ہوگا کہ رحمت دو عالم ﷺ کے بعد کوئی ظلی، بروزی، مستقل، غیر مستقل تشریعی یا غیر تشریعی کسی قسم کا کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا اور اگر خاتم النبیین کا معنی ہے کہ حضور ﷺ کی مہر سے نبی بنیں گے تو خاتم الاولاد کا بھی یہی ترجمہ آپ کو کرنا ہوگا کہ مرزا قادیانی کی مہر سے مرزا قادیانی کے والدین کے ہاں بچے پیدا ہوں گے۔ اس صورت میں مرزا قادیانی کے بعد مرزا کا باپ فارغ۔ اب مرزا قادیانی مہر لگاتا جائے گا اور مرزا قادیانی کی ماں بچے جنتی چلی جائے گی۔ آپ میں ہمت ہے تو آپ خاتم کا یہی ترجمہ کیا کریں۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی کی حالت قابل رحم تھی۔ [اے کاش!

قادیانی حضرات خاتم کا ترجمہ "مہر" کرتے ہوئے Seal اور Stamp کے فرق کو ہی ملحوظ خاطر رکھ لیا کریں۔]

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حدیث میں آتا ہے۔

"قال النبی ﷺ لعلی انت منی بمنزلۃ هارون من موسٰی"

(ترمذی، رواہ احمد و ابن ماجہ)

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تو مجھ سے ایسے ہی ہے جیسے ہارون موسیٰ سے۔ چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام نبی تھے لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی وہی درجہ حاصل ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حاصل تھا۔

اس پر میں نے اس کے مبلغ علم میں اضافے کی جسارت کرتے ہوئے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک دفعہ جہاد پر روانہ ہو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! تم میرے بعد مدینہ طیبہ کا تمام انتظام سنبھالنا اور لوگوں کے فیصلے کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ اس طرح میں جہاد کے ثواب سے محروم ہو جاؤں گا۔ چنانچہ وہ غمزدہ ہوئے اور جہاد میں شامل ہونے کے لیے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ اس پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اے علی رضی اللہ عنہ! کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تجھے معذوروں، اپاہج مردوں، عورتوں کی حفاظت اور دیگر معاملات کے لیے یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں؟ یہ بات نہیں بلکہ میرے ہاں تیری وہی حیثیت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسیٰ سے تھی۔ چونکہ دونوں خدا کے نبی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کبھی باہر تشریف لے جاتے تو اپنے بھائی کو اپنا قائم مقام بنا کر جاتے تھے۔ اس سے یہ شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی نبی اور حضرت ہارون علیہ السلام بھی نبی۔ جس طرح وہاں ایک نبی اپنے جس جانشین کو چھوڑ کر جا رہا تھا وہ نبی تھا، یہاں بھی یہی صورت حال ہے؟ حضور کریم ﷺ نے اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا **"انت منی بمنزلۃ هارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی"** یعنی اے علی! تو مجھ سے ایسے ہی ہے جیسے ہارونؑ، موسیٰؑ کے لیے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے عرض کیا کہ آپ نے حدیث بیان کرتے ہوئے کس قدر خیانت اور بددیانتی کا مظاہرہ کیا کہ اس حدیث مبارکہ کا آخری جملہ حذف کر دیا اور مفہوم میں شک و شبہ پیدا کر دیا۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی کی کیفیت یہی تھی؟ ٹک ٹک دیدم، دم

نہ کشیدم!

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا: اے میرے چچا! آپ مطمئن ہو جائیں کہ آپ خاتم المہاجرین ہیں لیکن اس کے باوجود ہجرت اب بھی ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ صحیح اور صریح دلائل سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق نبوت اور رسالت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔ خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تفسیر اور شرح کے بعد کسی کی بھی شرح اور تفسیر کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

□ ''اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کے معنی سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ ﷺ تھے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول کرے۔ نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔''

(برکات الدعا ص 10 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 18 از مرزا قادیانی)

اسی لیے مرزا قادیانی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا:

□ ''آنحضرت ﷺ نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لانبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے، اپنی آیت کریمہ ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔''

(کتاب البریہ 184 حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 217، 218 از مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ فرض محال اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہ دلیل نہیں بنتی، کیونکہ فتح مکہ سے پہلے جو بھی مسلمان مکہ میں مقیم تھا، اس کے لیے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا فرض اور واجب تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ فتح ہونے سے تھوڑا سا پہلے ہی مسلمان ہوئے تھے اور مدینے کی طرف ہجرت کی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابھی راستے ہی میں تھے کہ آنحضرت ﷺ سے ملاقات ہو گئی تو ہجرت مکمل نہ ہونے پر انھوں نے افسوس ظاہر کیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا، اے میرے چچا! آپ مطمئن ہو جائیں، آپ ''خاتم المہاجرین'' ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بات فتح مکہ کا وقت قریب ہونے کی وجہ سے

فرمائی جیسا کہ "مجاشع بن مسعود سلمی" اوران کے بھائی "مجالد بن مسعود سلمی" ہجرت پر بیعت کرنے کے لیے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے لیکن اسلام پر بیعت ہے۔ (بخاری شریف) چنانچہ اس اعتبار سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ سے ہجرت کرنے والوں میں سے آخری مہاجر ہوئے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ "حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مسجدی آخر المساجد" ظاہر ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی مسجد کے بعد بھی دنیا میں روزانہ مسجدیں بن رہی ہیں، اس طرح نبی بھی بن سکتے ہیں۔"

میں نے کہا، شاہد صاحب! بصد معذرت! یہ بات آپ کے دجل وتلبیس کا شاہکار ہے۔ جہاں "مسجدی آخر المساجد" کے الفاظ حدیث میں آتے ہیں، وہاں "آخر المساجد الانبیاء" کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ حضرت امّی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم المساجد الانبیاء" "میں خاتم الانبیا ہوں اور میری مسجد، مساجدِ انبیا کی خاتم اور آخر ہے۔" (کنزالعمال) انبیا کی مساجد میں سے آخری مسجد "مسجد نبوی" ہے۔ اس کے بعد کوئی نبی نہیں آیا اور نہ دنیا میں اس کی کوئی مسجد ہے۔ لہٰذا یہ حدیث مبارکہ ختم نبوت کی بین دلیل ہے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: قولوا: خاتم الانبیاء ولا تقولوا لانبی بعدہ.

"تم رسول اللہ ﷺ کو "خاتم الانبیاء" کہہ لیا کرو اور "لا نبی بعدہ" نہ کہا کرو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔" اس سے معلوم ہوا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے نزدیک رسول اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہے اور سلسلہ نبوت ختم نہیں ہوا۔

میں نے عرض کیا کہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول حدیث کی کسی بھی معروف کتاب میں موجود نہیں۔ البتہ "مجمع البحار" کے تکملہ میں مذکور ہے اور وہاں بھی اس کی کوئی سند مذکور نہیں۔ لہٰذا نصوص شرعیہ وصحیحہ ثابتہ کے بالمقابل بے سند قول کی علمی دنیا میں کچھ بھی حیثیت نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر قول کو اس کے سیاق وسباق سے ملا کر پڑھا جائے تو اس کا صحیح مفہوم اور ای عائشہؓ کی مراد واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہاں اصل اور مکمل عبارت یوں ہے:

□ وفی حدیث عیسٰی انه یقتل الخنزیر ویکسر الصلیب و یزید فی الحلال ای یزید فی حلال نفسه بان یتزوج و یولد له و کان لم یتزوج قبل رفعه الی السماء فزاد بعد الهبوط فی الحلال فحینئذ یومن کل احدی من اهل الکتاب یتیقن بانه بشر و عن عائشة: قولوا: انه خاتم الانبیاء و لا تقولوا: لانبی بعده، وهذا ناظر الی نزول عیسی و هذا ایضا لاینافی حدیث لانبی بعدی لانه اراد لا نبی ینسخ شرعه. (تکملہ، مجمع البحار، ص 58)

"سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے کہ وہ (دنیا میں نزول کے بعد) خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور جو چیزیں ان کے لیے حلال تھیں (اور ان سے اپنی زندگی میں مستفید نہ ہو پائے تھے) ان میں اضافہ کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہو گی۔ آسمان کی طرف اٹھائے جانے سے قبل انھوں نے نکاح نہیں کیا تھا۔ تب تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اور یقین کر لیں گے کہ بلاشبہ وہ ایک بشر ہیں، الٰہ نہیں جیسا کہ عیسائی قبل ازیں ان کو اللہ یا اللہ کا جزو سمجھتے رہے اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو یہ بات مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا کہا کرو اور یوں نہ کہا کرو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ کا یہ ارشاد نزول عیسیٰ کی روشنی میں ہے۔ نیز عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حدیث "لا نبی بعدی" کے منافی نہیں۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر کے نئی شریعت پیش کرے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام تو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے متبع ہوں گے۔"

میں نے عرض کیا کہ اس عبارت سے واضح ہوا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ تو عقیدۂ ختم نبوت سے انکار ہے اور نہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے اجرا یا جواز کی قائل ہیں۔ ان کی مراد صرف یہ ہے کہ "لا نبی بعدی" کے عموم سے یہ سمجھنا کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل نہ ہوں گے، یہ درست نہیں۔ اس تفصیل سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان اور عقیدہ کی وضاحت ہوگئی۔

مزید یہ کہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں "خاتم النبیین" اور "لا نبی بعدی" سے تمام اہل اسلام نے یہ مفہوم لیا ہے کہ یہ ارشادات نئے پیدا ہونے والے انبیا کے بارے میں ہیں، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام نئے نہیں بلکہ گزشتہ نبی ہیں۔ چنانچہ تفسیر کشاف میں علامہ زمخشری رقم

طراز ہیں۔

"فان قلت کیف کان آخر الانبیاء و عیسٰی ینزل فی آخر الزمان؟ قلت معنی کونہ آخر الانبیاء انہ لا ینبا احد بعدہ و عیسی ممن نبی قبلہ۔"

(الکشاف ج 2، ص 215)

"کہ اگر آپ کہیں کہ رسول اللہ ﷺ آخری نبی کیونکر ہیں جبکہ آخری زمانہ میں عیسٰی علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے تو آپ کے سوال کے جواب میں کہتا ہوں کہ آپ کے "آخر الانبیا" ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت سے نوازا نہیں جائے گا۔ جبکہ عیسٰی علیہ السلام تو آپ ﷺ سے قبل نبوت سے سرفراز ہو چکے ہیں۔"

میں عرض کیا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عقیدۂ ختم نبوت کی قائل تھیں۔

عن عائشہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنھا عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال: لا یبقی بعدہ من النبوۃ الا المبشرات، قالو یارسول اللّٰہ وما المبشرات؟ قال: الرویا الصالحۃ یراھا المسلم اوتری لہ. (مسند الامام احمد بن حنبل ج 6، ص 129)

"ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا "میرے بعد نبوت میں سے سوائے "مبشرات" کے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! "مبشرات" سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان خود کوئی اچھا خواب دیکھے یا اس کے متعلق کوئی دوسرا آدمی اچھا خواب دیکھے۔"

نیز ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک اور حدیث مروی ہے:

انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم المساجد الانبیاء.

(مسند الامام احمد بن حنبل، ج 5، ص 361)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیا کی تعمیر کردہ مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔"

کیا اس قدر وضاحت کے بعد بھی کوئی دیانت دار یہ کہہ سکتا ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عقیدہ ختم نبوت کی انکاری یا رسول اکرم ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کی قائل تھیں؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں!

میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ قادیانی لاہوری جماعت کے امیر محمد علی لاہوری

نے اپنی کتاب بیان القرآن ج 2 ص 1103 پر لکھا ہے:

''اور ایک قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیش کیا جاتا ہے جس کی سند کوئی نہیں کہ: "قولوا خاتم النبیین، ولا تقولوا لانبی بعدہ" ''خاتم النبیین کہو، اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اور اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک ''خاتم النبیین'' کے معنی کچھ اور تھے۔ کاش وہ معنی بھی کہیں مذکورہ ہوتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اپنے قول میں ہوتے، کسی صحابی کے قول میں ہوتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہوتے، مگر وہ معنی دو بطن قائل ہیں اور اس قدر حدیثوں کی شہادت جن میں ''خاتم النبیین'' کے معنی ''لا نبی بعدی'' کیے گئے ہیں، ایک بے سند قول پر پس پشت پھینکی جاتی ہیں۔ یہ غرض پرستی ہے، خدا پرستی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیس حدیثوں کی شہادت ایک بے سند قول کے سامنے رد کی جاتی ہے۔ اگر اس قول کو صحیح مانا جائے تو کیوں اس کے معنی یہ نہ کیے جائیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ دونوں باتیں اکٹھی کہنے کی ضرورت نہیں ''خاتم النبیین'' کافی ہے۔ جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا "خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ" تو آپ نے کہا ''خاتم الانبیاء'' کہنا تجھے بس ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا مطلب ہو کہ جب اصل الفاظ ''خاتم النبیین'' واضح ہیں تو وہی استعمال کرو یعنی الفاظ قرآنی کو الفاظ حدیث پر ترجیح دو۔ اس سے یہ کہاں نکلا کہ آپ الفاظ حدیث کو صحیح نہ سمجھتی تھیں؟ اور اتنی حدیثوں کے مقابل اگر ایک حدیث ہوتی تو وہ بھی قابل قبول نہ ہوتی۔ چہ جائیکہ صحابی کا قول ہو جو شرعاً حجت نہیں۔''

میں نے مزید عرض کیا کہ محمد علی لاہوری نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے جس قول کی طرف اشارہ کیا ہے، وہ یوں ہے:

"عن الشعبی قال قال رجل عند المغیرة بن شعبة: صلی اللّٰہ علی محمد خاتم الانبیاء لانبی بعدہ، فقال المغیرة بن شعبة: حسبک اذا قلت: خاتم الانبیاء، فانا کنا نحدث ان عیسیٰ علیه السلام خارج فان هو خرج فقد کان قبله و بعدہ." (تفسیر الدر المنثور ج 5، ص 204)

''شعبی سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ ''خاتم الانبیا'' ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں

تو مغیرہ نے فرمایا: تمہارے لیے ''خاتم الانبیا'' کہہ دینا ہی کافی ہے۔ (یعنی اس کے ساتھ ''لا نبی بعدہ'' کہنے کی ضرورت نہیں) کیونکہ ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام (دوبارہ) ظہور کریں گے۔ پس جب وہ آئیں گے تو ان کی ایک بار آمد آپ ﷺ سے قبل اور دوسری آمد آپ کے بعد ہوگی۔''

اس پوری تفصیل اور سیاق وسباق سے سیدنا مغیرہ ؓ کے ارشاد اور ان کی مراد کی بھی وضاحت ہوگئی کہ وہ بھی حتمی طور پر ختم نبوت کے قائل ہیں۔ البتہ عقیدہ نزولِ عیسیٰ ؑ بن مریم کے پیش نظر انھوں نے ''لا نبی بعدہ'' کہنے سے منع فرمایا تا کہ ان کے نزول کا انکار نہ ہو۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ''نیک خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ جو امت محمدیہ ﷺ میں باقی ہے۔ اس جزو کے اعتبار سے نبوت باقی ہے اور اب نبی آسکتے ہیں۔''

میں نے عرض کیا کہ اچھا اور نیک خواب مبشرات میں سے ہے جسے حدیث پاک میں نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہا گیا ہے۔ کہاں مکمل نبوت اور کہاں نبوت کا چھیالیسواں حصہ! جس طرح آپ ایک اینٹ کو مکان، نمک کو پلاؤ ایک دھاگے کو کپڑا اور ایک ٹائر کو گاڑی نہیں کہہ سکتے، اس طرح نبوت کے 1/46 حصہ کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ''قرآنی آیت "مبشر ہرسول یاتی من بعدی اسمہ احمد'' میں لفظ احمد سے مراد مرزا غلام احمد ہے۔''

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ کی یہ بات گستاخی کے زمرے میں آتی ہے۔ چودہ سو سال سے آپ ﷺ کی امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بشارت "من بعدی" کے الفاظ کے ساتھ دی تو ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو اس کا مصداق آپ ﷺ ہوئے۔ نبی کریم ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں: "انا بشارة عیسٰی" مرزا قادیانی کا نام غلام احمد تھا۔ اس کا نام احمد نہیں تھا۔ اس لیے وہ اسمہ احمد کا مصداق کیسے بن گیا؟

میں نے عرض کیا کہ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کے اسباب کا جائزہ لینے کے لیے منیر انکوائری ٹربیونل قائم ہوا جس میں جید علمائے کرام پیش ہوئے۔ قادیانیوں کی طرف سے قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود پیش ہوا۔ ایک موقع پر مرزا بشیر الدین محمود نے مذکورہ بالا

آیت پڑھی اور کہا کہ اس میں ''احمد'' سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ وہاں عدالت میں موجود امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ نے کہا کہ آیت میں تو لفظ احمد ہے جبکہ اس کے باپ کا نام غلام احمد تھا۔ اس پر بشیر الدین نے کہا کہ غلام کاٹ دیں، احمد رہ جائے گا۔ اس پر شاہ جی نے برجستہ کہا کہ میرا نام عطاء اللہ ہے۔ عطا کاٹ دیں، اللہ رہ جاتا ہے۔ لہٰذا میں نے اس اُلو کے پٹھے کو نبی بنا کر بھیجا ہی نہیں۔ اس پر کمرہ عدالت کشت زعفران بن گیا اور بشیر الدین محمود فوراً عدالت سے نو دو گیارہ ہو گیا۔

شاہد بشیر قادیانی اس بات پر مسکرایا اور ایک مختصر وقفے کے بعد کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنے سے پہلوں کے لیے آخری ہیں، آئندہ آنے والے نبیوں کے لیے نہیں۔

میں نے کہا کہ اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر خاتم النبیین کا وصف آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص نہیں رہتا۔ کیونکہ اس طرح تو ہر نبی (حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ) اپنے سے پہلے نبی کا خاتم اور آخر ہے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ''آپ ﷺ کے بعد تیس جھوٹے دجال آئیں گے۔ باقی سچے آئیں گے۔''

میں نے کہا کہ آپ کی یہ دلیل نہایت احمقانہ اور تلبیس پر مبنی ہے۔ حالانکہ اس حدیث مبارکہ کے آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''لا نبی بعدی'' یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا آپ ﷺ کے بعد بے شمار مدعیان نبوت پیدا ہوئے مگر جن جھوٹے مدعیان نبوت کی وجہ سے اسلام کو بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا یا جن جھوٹے مدعیان نبوت کی حکومتیں قائم ہوئیں، یا جن کا مذہب پھلا پھولا، ان کی تعداد تیس ہو گی۔ امت مسلمہ کے متفقہ فیصلہ کے مطابق مرزا قادیانی ان تیس دجالوں کذابوں میں شامل ہے۔

میں نے عرض کیا کہ حق اور باطل کو اس طرح ملایا جائے کہ حق لوگوں کے سامنے باطل کے ساتھ ملوث ہو کر رہ جائے، اسے دجل کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا شمار کاذبین کے ساتھ ساتھ دجالین میں بھی بجا طور پر ہوتا ہے۔ وہ اپنے تمام دعاوی میں ایسی چال چلا ہے کہ اپنے ہر غلط موقف کے ساتھ اس نے کسی سچائی کو جوڑا اور پھر سچ کو ملتبس و مشتبہ کر دیا۔ شاہد بشیر قادیانی نے میری اس گفتگو پر خاصا منہ بنایا۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہ ''جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں

گے تو اس سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائے گی۔ حضور ﷺ کی ختم نبوت کے بعد حضرت عیسیٰ کا تشریف لانا ختم نبوت کے منافی ہے۔"

میں نے عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں دوبارہ نزول اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت آپ ﷺ سے پہلے کی مل چکی ہے۔ اس کے باوجود جب وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو شریعت محمدی ﷺ کی مکمل پیروی کریں گے۔ بات صرف اتنی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص نئے سرے سے منصب نبوت پر فائز نہیں ہو سکتا۔

شاہد بشیر قادیانی نے سوال کیا کہ نبوت بھی ایک نعمت ہے، امت محمدیہ ﷺ اس سے کیوں محروم ہو گئی ہے؟

میں نے عرض کیا کہ کیا قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نعمت نہیں۔ جب اس میں اضافہ و ترمیم نہیں ہو سکتا تو آپ کو نبوت کے بند ہونے پر کیوں اعتراض ہے؟ جس طرح سورج کے طلوع ہونے کے بعد کسی چراغ کی ضرورت نہیں، اسی طرح آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ اگر نبوت نعمت ہے اور یہ جاری ہونی چاہیے تو بتائیے کہ مرزا قادیانی کے بعد کون نبی ہے؟ مرزا قادیانی کے بعد یہ نعمت کیوں بند ہو گئی؟ اور نبوت کا دروازہ چودھویں صدی میں صرف مرزا قادیانی پر کھل کر کیوں بند ہو گیا؟ مرزا قادیانی سے پہلے کسی مدعی نبوت کا پتہ چلتا ہے اور نہ اس کے بعد قادیانی جماعت میں کوئی نبی تسلیم کیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کی پیروی میں مولوی یار محمد قادیانی، احمد نور کابلی قادیانی، عبداللطیف گناچور قادیانی، الٰہی بخش ملتانی قادیانی، محمد بخش قادیانی، چراغ دین جمونی قادیانی اور عبداللہ تیماپوری قادیانی وغیرہ نے نبوت کے دعوے کیے اور کہا کہ ہم بھی نبوت کی کھڑکی سے گزر کر آئے ہیں۔ اس سے زیادہ منصب نبوت کی تذلیل اور کیا ہو گی؟ مرزا قادیانی نے اگرچہ چھوٹی بڑی 100 کے قریب کتب چھوڑی ہیں۔ اگر وہ اس بات کا قائل نہ ہوتا کہ وہ آخری نبی ہے تو وہ اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت دیتا اور اپنی امت کو اس کی نشانیاں بتاتا تاکہ وہ اسے پہچان سکے لیکن اس نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ قادیانی گروہ بھی کسی نئے نبی کا منتظر نہیں ہے اور مرزا قادیانی کو ہی آخری نبی سمجھتا ہے۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا، ایک سوال ہے کہ بتایا جائے، خاتم النبیین کون ہے؟ میرے خیال میں آپ سے نبوت ختم یا نبوت جاری کی بحث نہیں کرنی چاہیے کیونکہ مسلمان اور آپ دونوں ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مسلمان حضور نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں جبکہ آپ مرزا قادیانی کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں بن سکتا جبکہ آپ کے نزدیک مرزا قادیانی کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں۔ فرق واضح ہو گیا کہ مسلمان نبی کریم ﷺ پر نبوت کو بند مانتے ہیں جبکہ آپ مرزا قادیانی پر۔ عجیب بات ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد ساڑھے چودہ سو سال کے عرصہ میں اگر کوئی نبی آیا تو مرزا قادیانی آیا اور اس کے بعد اب کوئی نبی نہیں۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے سوال کیا کہ آپ قرآن مجید کی کوئی ایک آیت یا احادیث نبویہ میں سے کوئی ایک حدیث دکھا دیں جس سے ثابت ہو کہ اب مرزا قادیانی کے بعد قیامت تک اور کوئی نبی نہیں بنے گا۔ میں نے کہا کہ آپ نے قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ میں ختم نبوت کا انکار ثابت کرنے کے لیے جو تحریفات کی ہیں، ان کا مقصد صرف اور صرف مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرنا ہے۔ ورنہ مرزا قادیانی کے بعد آپ بھی نبوت بند تسلیم کرتے ہیں۔ میں نے اس سلسلہ میں درج ذیل حوالے پیش کیے۔

☐ ''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔''

(حقیقۃ الوحی ص 391 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 406، 407 از مرزا قادیانی)

☐ ''چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا، وہ میں ہوں۔ اس لیے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لیے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہو گیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لیے باقی نہیں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص 11 مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 215 از مرزا قادیانی)

☐ ''ہلاک ہو گئے وہ جنھوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس

نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔" (کشتی نوح ص 56 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 60، 61 از مرزا قادیانی)

□ "امت محمدیہ ﷺ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں بھی نہیں آ سکتے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا جائے گا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی خبر آپ ﷺ نے دی ہے بلکہ لا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرما دیا کہ مسیح موعود کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔"

(رسالہ تشحید الاذہان قادیان مارچ 1914ء)

اس پر شاہد قادیانی یوں خلاؤں میں گھورنے لگا، جیسے "ٹیچی ٹیچی" کا منتظر ہو جو کوئی دلیل اس پر الہام کر دے۔

ایک موقع پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ "استخارہ کرنا سنت ہے۔ مرزا قادیانی کی نبوت کے بارے میں بھی آپ استخارہ کر لیں۔"

شاہد بشیر قادیانی کی اس بات پر مجھے بے حد غصہ آیا مگر حالات کی نزاکت کے پیش نظر میں نے برداشت کیا اور کہا کہ استخارہ بے شک سنت ہے مگر یہ ایسے کاموں میں ہوتا ہے جن کا کرنا یا نہ کرنا مباح ہو۔ کسی ایسے امر میں استخارہ کرنا جس کا حلال یا حرام شریعت نے واضح کر دیا ہو، جائز نہیں۔ جیسے ایک ماں نکاح کے لحاظ سے اپنے بیٹے پر حرام ہے۔ لیکن کوئی بیٹا یہ استخارہ نہیں کر سکتا کہ میری ماں مجھ پر حلال ہے یا حرام۔ ایسا کرنے والا حدود اللہ کو توڑنے والا کہلائے گا۔ مزید کوئی مسلمان نماز کی فرضیت یا عدم فرضیت پر استخارہ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح کوئی مسلمان حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر استخارہ نہیں کر سکتا۔ حضور نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جو شخص کسی جھوٹے مدعی نبوت کے لیے استخارہ کرے گا، وہ فی الفور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا کیونکہ ایسے شخص کو نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر (نعوذ باللہ)! شک ہے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات عرض کروں۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا، فرمائیں: میں نے کہا کہ کیا اس بات پر استخارہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی بیوی ایک ہفتہ میری اور ایک ہفتہ آپ

کی؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی خاصا ناراض اور جز بز ہوا۔ مگر میں نے کہا کہ آپ پہلے میرے سوال کا جواب دیں۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ اس پر استخارہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا، کیوں؟ کہنے لگا کہ شریعت اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ میں نے عرض کیا کہ جھوٹے مدعی نبوت کے لیے شریعت اجازت دیتی ہے؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی پھر بغلیں جھانکنے لگا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی کے دور میں ہی اس کے صدق و کذب پر استخارہ ہو گیا تھا جس کا اعتراف خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں کیا ہے:

☐ ''حضرت عبدالرحمٰن صاحب اور ان کے رفیق نیت میاں عبدالحق غزنوی کے استخارہ پر وہ عکس القرین ترت حاضر ہو گیا اور ان کی زبان پر جاری کرا دیا کہ وہ شخص یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) جہنمی ہے اور ملحد ہے اور ایسا کافر ہے کہ ہرگز ہدایت پذیر نہیں ہوگا۔''

(ازالہ اوہام ص 128 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 228 از مرزا قادیانی)

پھر میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ مرزا قادیانی نے بھی ایک دفعہ استخارہ کیا تھا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ غلام حسین نامی ایک شخص مرزا قادیانی کا رشتہ دار تھا۔ وہ 25 سال سے غائب تھا۔ اس کی جائیداد اس کی بیوی جو مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ تھی، کے نام منتقل ہو گئی۔ اب وہ عورت اپنی جائیداد اپنے بیٹے کے نام ٹرانسفر کرنا چاہتی تھی مگر اس کے لیے مرزا قادیانی کی عدالت میں گواہی یا بیان ضروری تھا۔ اس نے مرزا قادیانی سے درخواست کی کہ آپ اس سلسلہ میں متعلقہ دستاویز پر دستخط کر دیں۔ اس پر مرزا قادیانی نے اسے کہا کہ وہ اس سلسلہ میں استخارہ کرے گا۔ استخارہ اس لیے کہ اگر غلام حسین زندہ ہے تو اس کا حق نہ مارا جائے اور اگر غلام حسین زندہ نہیں تو آپ کا حق نہ مارا جائے۔ لہٰذا چند دنوں بعد مرزا قادیانی نے استخارہ کرنے کے بعد کہا کہ مجھے اشارہ ہوا ہے اگر مرزا احمد بیگ اپنی لڑکی محمدی بیگم (جس کی عمر 12 سال تھی) کا نکاح میرے ساتھ کر دے تو میں عدالت میں بیان دوں گا ورنہ میرا صاف جواب ہے۔ یعنی اگر محمدی بیگم سے نکاح ہو جائے تو غلام حسین مر گیا اور جائیداد کے سلسلہ میں بیان دے دوں گا۔ اگر محمدی بیگم کا رشتہ نہ دیا تو غلام حسین زندہ ہے اور جائیداد کے سلسلہ میں بیان دوں گا نہ کسی دستاویز پر دستخط کروں گا۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کی عیاری اور چالاکی ملاحظہ کریں کہ استخارہ غلام حسین کے متعلق کہ وہ زندہ ہے یا مردہ اور جواب محمدی بیگم کے رشتہ کے متعلق۔ کیا بات ہے مرزا قادیانی کے استخارہ کی!

یہاں شاہد بشیر قادیانی نے اچانک موضوع بدلتے ہوئے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ میں نے عرض کیا تو پھر؟ کہنے لگا کہ اب جس مسیح نے آنا تھا، وہ مرزا صاحب ہیں۔ میں نے کہا کہ جس مسیح نے آنا تھا، ان کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے جبکہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد قادیانی ہے، جس مسیح نے آنا ہے، ان کی والدہ محترمہ کا نام حضرت مریم علیہا السلام ہے جبکہ مرزا قادیانی کی ماں کا نام چراغ بی بی تھا اور علاقے میں مائی گھسیٹی کے نام سے مشہور تھی۔ جس مسیح نے آنا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی خاص قدرت سے بن باپ پیدا ہوئے، جبکہ مرزا قادیانی کے باپ کا نام مرزا غلام مرتضیٰ ہے۔ آنے والے مسیح کا لقب روح اللہ، کلمۃ اللہ اور مسیح ہے جبکہ مرزا قادیانی کا کوئی لقب نہ تھا۔ آنے والا مسیح آسمان سے نزول فرمائے گا، جبکہ مرزا قادیانی ماں کے پیٹ سے نکلا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں نازل ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی نے ساری عمر دمشق نہیں دیکھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خانہ کعبہ کا طواف کریں گے، جبکہ مرزا قادیانی کو ساری زندگی مکہ مدینہ جانا نصیب نہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے جبکہ مرزا قادیانی کے نزدیک دجال، انگریز اور عیسائی پادری ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو بھی قتل نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی جبکہ مرزا قادیانی کے آتے ہی ساری دنیا کافر ہوگئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدینہ طیبہ میں دفن ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی لاہور میں مرا اور قادیان میں دفن ہوا۔ غرضیکہ قرآن وحدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیان کردہ 180 کے قریب علامات ہیں۔ ان میں سے مرزا قادیانی میں کوئی بھی نشانی نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا آنے والا مسیح موعود، مرزا قادیانی کسی طرح ممکن نہیں۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں لکھا ہے:

- ''یادر ہے کہ مسیح موعود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے کہ:

1- وہ دو زرد چادروں کے ساتھ اترے گا۔

2- اور نیز یہ کہ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔

3- اور نیز یہ کہ کافر اس کے دم سے مریں گے۔

4- اور نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا غسل کر کے حمام میں سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اس کے سر پر سے موتیوں کے دانوں کی طرح ٹپکتے

نظر آئیں گے۔

5- اور نیز یہ کہ وہ دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔

6- اور نیز یہ کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔

7- اور نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔

8- اور نیز یہ کہ وہ بیوی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی۔

9- اور نیز یہ کہ وہی ہے جو دجال کا قاتل ہوگا۔

10- اور نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ فوت ہوگا اور آنحضرت ﷺ کی قبر میں داخل کیا جائے گا۔"

(حقیقۃ الوحی ص 307 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 320 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مسیح موعود کی یہ دس علامات خود مرزا قادیانی نے تسلیم کی ہیں۔ کیا آپ اگر، مگر، چونکہ، چنانچہ، لیکن، لہٰذا، استعارہ، کنایہ، ظلی، بروزی وغیرہ کی بھول بھلیوں میں سے نکل کر کوئی ایک علامت بھی مرزا قادیانی میں دکھا سکتے ہیں؟؟؟

یہ سب آثار ہیں جہل و جنوں کے
یہ سب اطوار ہیں زار و زبوں کے
یہ چاروں لفظ ہیں مکر و فسوں کے
اگر، لیکن، چنانچہ اور چوں کے

میں نے مزید ایک حدیث کا ذکر کیا جسے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی کتاب "حقیقت النبوۃ" کے ص 192 پر نقل کر کے اس سے مسیح موعود کے نبی ہونے پر استدلال کیا ہے، ترجمہ بھی مرزا محمود ہی کا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

□ **"الانبیاء اخوۃ لعلات، امھاتھم شتی و دینھم واحد، وانا اولی الناس بعیسیٰ ابن مریم، لانہ لم یکن بینی و بینہ نبی، وانہ نازل، فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجلاً مربوعاً، الی الحمرۃ و البیاض، علیہ ثوبان ممصران کان راسہ یقطر و ان لم یصبہ بلل، فیدق الصلیب و یقتل الخنزیر، ویضع الجزیۃ، ویدعو الناس الی الاسلام، فیھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام، ویھلک اللہ فی زمانہ المسیح الدجال و تقع الا منہ علی الارض حتی ترتع الاسود مع الابل، والنمار**

مع البقر، و الذئاب مع الغنم، و تلعب الصبیان بالحیات لا تضرھم، فیمکث اربعین سنۃ، ثم یتوفی و یصلی علیہ المسلمون.

یعنی ''انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں، ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں، کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں، اور وہ نازل ہونے والا ہے، پس جب اسے دیکھو تو اسے پہچان لو (1) کہ وہ درمیانہ قامت (2) سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ (3) زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے (4) ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا گو سر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو (5) اور وہ صلیب کو توڑے گا (6) اور خنزیر کو قتل کرے گا (7) اور جزیہ ترک کر دے گا اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا (8) اس کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سب مذاہب کو ہلاک کر دے گا اور صرف اسلام رہ جائے گا۔ (9) اور اس کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیح دجال کو ہلاک کر دے گا۔ (10) اور زمین میں امن قائم ہوگا یہاں تک کہ (11) شیر اونٹوں کے ساتھ، اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے، اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے (12) عیسیٰ ابن مریم چالیس سال تک رہیں گے، اور پھر فوت ہو جائیں گے (13) اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔''

(حقیقت النبوۃ ص: 192 مندرجہ انوار العلوم ج 2 ص 506 از مرزا بشیر الدین محمود)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ اس حدیث شریف میں ذکر فرمودہ علامات کو ایک ایک کر کے ملاحظہ فرمائیں اور پھر انصاف سے بتائیں کہ کیا آنحضرت ﷺ کی ذکر کردہ یہ علامتیں مرزا قادیانی میں پائی گئیں؟ اگر نہیں...... اور یقیناً نہیں...... تو مرزا قادیانی کو مسیح موعود قرار دینا کس طرح صحیح ہوگا؟

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا:۔

1- کیا مرزا قادیانی کی زندگی میں اسلام ساری دنیا پر غالب آ گیا؟

2- کیا اسلام کے سوا تمام مذاہب صفحۂ ہستی سے مٹ گئے؟

3- کیا مرزا قادیانی کے زمانہ میں کسی نے شیروں کو اونٹوں کے ساتھ، چیتوں کو گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیوں کو بکریوں کے ساتھ چرتے، بچوں کو سانپ کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا؟

4- کیا مرزا قادیانی، دعویٰ مسیحیت کے بعد چالیس سال زندہ رہا؟
5- کیا مرزا قادیانی کے ہاتھوں اس کی زندگی میں وہ کارنامہ ظہور پذیر ہوسکا جو حضرت مسیح علیہ السلام کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوگا؟

ان تمام دلائل کے باوجود شاہد بشیر قادیانی نہایت ڈھٹائی سے کہنے لگا کہ آپ اس موضوع پر بات کرنے سے کیوں گھبرا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کونسا موضوع؟ کہنے لگا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا موضوع۔ میں نے عرض کیا کہ الحمدللہ! میں اس موضوع پر بات کرنے سے قطعاً نہیں گھبرا رہا۔ آپ اس پر کیوں اصرار کر رہے ہیں جبکہ اس موضوع کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ یہ کفر و ایمان کا مسئلہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی نہ تو اسے ایمان کا کوئی جزو سمجھتا ہے، نہ اسے اسلام کے ارکان میں سے کوئی رکن سمجھتا ہے بلکہ اس کا کہنا ہے کہ حیات و وفات مسیح کا حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ مرزا قادیانی کے نزدیک اگر کوئی حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اس سلسلہ میں، میں نے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا۔

□ ''اوّل تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی، اُس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوگیا۔''

(ازالہ اوہام ص 140 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 171 از مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:۔

- عقیدہ نزول مسیحؑ ہمارے ایمانیات کا جزو نہیں ہے۔
- یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہیں ہے۔
- یہ ایک پیش گوئی ہے، اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔
- اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

پھر میں نے مرزا قادیانی کی تحریروں سے چند مزید حوالے پیش کیے:

❑ ''کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیاتِ مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے، اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔''

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، صفحہ 3 از مرزا قادیانی)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:۔

- حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ آنحضرت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا۔
- کئی خواص، اولیا اور اہل اللہ کا یہی عقیدہ تھا۔
- یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں ہے جس کا ازالہ خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔

❑ ''اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں، صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔''

(حقیقت الوحی حاشیہ ص 30 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 32 از مرزا قادیانی)

اس حوالہ سے جو امور واضح ہوئے، وہ یہ ہیں:

- نزول عیسیٰؑ کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔
- یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی۔

❑ ''ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔''

(ملفوظات احمدیہ، ج 2 ص 72، ملفوظات احمدیہ ج اوّل ص 352 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

اس حوالہ سے یہ واضح ہوا:۔

- قادیانیوں کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ وفات وحیات مسیح پر مباحثہ و جھگڑے کریں۔
- یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔

میں نے عرض کیا کہ جب یہ مسئلہ آپ کے نزدیک ایمانیات کا جزو ہی نہیں ہے...... جب یہ دین کے رکنوں میں سے رکن ہی نہیں...... جب اسلام کی حقیقت سے اس کا کچھ تعلق ہی نہیں...... جب اس کے بیان کرنے یا نہ کرنے سے اسلام میں کچھ فرق ہی نہیں پڑتا...... جب یہ مسئلہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے بعد جلد ہی پھیل گیا تھا...... جب یہ عقیدہ خواص کا تھا، اولیا کا تھا، اہل اللہ کا تھا اور جب یہ کوئی خاص امر ہی نہیں ہے...... جب اس کا ازالہ خدا نے ضروری ہی نہیں سمجھا...... جب اس کا عقیدہ رکھنے والے پر کوئی گناہ ہی نہیں...... جب یہ محض اجتہادی غلطی ہے...... جب اس قسم کی خطائیں سابقہ انبیا سے بھی ہوتی رہیں...... جب قادیانیوں کی غرض اس پر مباحثہ کرنے کی نہیں...... اور جب یہ ادنیٰ سی بات ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت واہمیت ہی باقی نہ رہی۔

ان مذکورہ بالا حوالہ جات کے پیش کرنے پر شاہد بشیر قادیانی کی حالت نہایت دیدنی تھی۔ شرمندگی اور خجالت اس کے چہرے پر عیاں تھی۔ پھر وہ نہایت ڈھٹائی سے کہنے لگا کہ آپ قرآن وحدیث سے ثابت کریں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اس سے پہلے کہہ چکے ہیں کہ یہ مسئلہ کفر وایمان کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں۔ آپ مجھے اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا: پوچھیں! میں نے عرض کیا کہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن کی رو سے زندہ ہیں جبکہ آپ سب قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن کی رو سے فوت ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ہم دونوں فریقوں میں سے ایک فریق (قرآن کی رو سے) مسلمان ہے اور دوسرا کافر۔ اب آپ بتائیں کہ آپ کس فریق کو کافر سمجھتے ہیں، قرآن کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننے والے کو یا مردہ ماننے والے کو؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی کہنے لگا: ہم کون ہوتے ہیں کہ کسی کو کافر کہنے والے! میں نے عرض کیا کہ یہ تو بہت اچھی بات ہے لیکن مرزا قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو کافر، جہنمی، عیسائی، یہودی اور مشرک کہتا ہے۔

اس پر میں نے مندرجہ ذیل حوالے پیش کیے:۔

❑ ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور **جہنمی** ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 280 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

❑ ''اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی، وہ **جہنمی** ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 130 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

❑ ''جو میرے مخالف تھے، ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔''

(نزول المسیح (حاشیہ) ص 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 382 از مرزا قادیانی)

❑ ''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ **مسلمان نہیں** ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 519 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

❑ ''اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص 143 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

گویا مرزا قادیانی نے کلمہ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کو ناقص قرار دے دیا۔ اب یہ کلمہ کسی کو مسلمان نہیں بنا سکتا جب تک کہ وہ مرزا قادیانی کی نبوت کا اقرار نہ کرے۔ میں نے عرض کیا کہ قادیانی جماعت کا دوسرا خلیفہ مرزا محمود تو اس سے بھی زیادہ سخت عقیدہ رکھتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

❑ ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت ص 35 مندرجہ انوار العلوم ج 6 ص 110 از مرزا بشیر الدین محمود)

یعنی دنیا کے کسی بھی خطہ میں موجود (خواہ افریقہ کے جنگل ہی کیوں نہ ہوں) کسی

مسلمان نے اگر مرزا قادیانی کا نام نہیں سنا، تو وہ بھی کافر ہے۔

وہ مزید کہتا ہے:

□ ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا، یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریمؐ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔''

(خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین محمود، مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان، ج 19، نمبر 13، مورخہ 30 جولائی 1931ء)

ایک اور موقع پر اس نے اپنے اس عقیدہ کو ان الفاظ میں دہرایا:

□ ''حضرت مسیح موعود نے تو فرمایا ہے کہ ان کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا خدا اور ہے، ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور۔ اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان 21 اگست 1917ء جلد 5 نمبر 15 ص 8)

میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے مسلمانوں کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا اور محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل صفحہ 110 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

اس پر شاہد بشیر قادیانی بہت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ آپ قرآن سے ثابت کریں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ پہلے آپ بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننے والا کافر ہے یا فوت شدہ ماننے والا؟ شاہد بشیر قادیانی نے اس پر کافی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرنے کے بعد کہا کہ جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانتا ہے، وہ قرآن مجید کی رو سے کافر ہے۔ میں نے عرض کیا: بہت خوب......! لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مرزا قادیانی 1891ء تک یعنی اپنی زندگی کے تقریباً 52 سال تک حیات عیسیٰ علیہ

السلام اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھتا تھا۔ لہٰذا اگر یہ عقیدہ رکھنے والا کافر ہے تو مرزا قادیانی یعنی 52 سال تک کافر رہا اور ظاہر ہے کوئی کافر، مہدی یا مسیح موعود نہیں ہوسکتا...... تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھ چکا تھا، شاہد قادیانی کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور نہایت پراگندگی کے عالم میں کہنے لگا کہ مرزا صاحب کا یہ عقیدہ بہت پہلے کا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ عقیدہ پہلے کا تھا یا بعد کا۔ یہ بات ثابت ہے کہ مرزا قادیانی 52 سال تک اس عقیدہ پر قائم رہا اور آپ کے نزدیک یہ عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی 52 سال تک کافر رہا۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب کا یہ عقیدہ قرآن کی رو سے نہیں تھا۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کا یہ عقیدہ قرآن مجید کی رو سے تھا۔ مرزا قادیانی نے سورہ توبہ کی آیت نمبر 33 **ھوالذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحق......** کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے اپنی کتاب میں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ میں نے اس سلسلہ میں درج ذیل حوالہ پیش کیا۔

☐ ”**ھو الذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحق لیظھره علی الدین کله.**
یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 593 از مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ اس تحریر سے صاف معلوم ہوگیا کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول پر دلیل محکم ہے کیونکہ نزول اسی وقت ہوگا جب رفع پہلے سے ثابت اور واقع ہو چکا ہو۔ پھر میں نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت پڑھی:

عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا (بنی اسرائیل:8)

ترجمہ: ”عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے۔“

میں نے عرض کیا کہ اس آیت کے تحت مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ ''یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے...... اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 ص 601، 602 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ پیدائش سے لے کر 1891ء تک مرزا قادیانی اپنی زندگی کے 52 سال تک سچ بولتا رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور قرب قیامت دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے جبکہ زندگی کے آخری 17 سالوں میں وفات مسیح کا عقیدہ ایجاد کر کے اس نے جھوٹ بولنا شروع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں جبکہ اس کے برعکس آپ کا کہنا ہے کہ مرزا قادیانی 52 سال تک جھوٹ بولتا رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور زندگی کے بقیہ 17 سال تک سچ بولتا رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا، آپ خود غور کریں کہ مرزا قادیانی کو بڑا جھوٹا کون سمجھتا ہے؟

مرزا قادیانی نے کہا تھا:

''دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے، مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں، جو اپنے نفسانی جوش کے لیے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص 21 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی نے اپنا یہ عقیدہ (حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام) جس کتاب میں بیان کیا، اس کا نام ''براہین احمدیہ'' ہے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی کو یہ کتاب دکھائی اور کہا کہ اس کتاب کے متعلق مرزا قادیانی نے ایک اشتہار شائع کیا اور لکھا کہ میں نے اس کتاب کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر لکھا ہے اور جو شخص اس کتاب میں درج دلائل کو توڑے گا، اسے دس ہزار روپے (آج کے 4 کروڑ 80 لاکھ روپے بنتے ہیں) انعام دیا جائے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص 23 تا 25، مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص 27، 28 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

- ایک اور اشتہار میں کہا کہ اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً اور باطناً حضرت رب العالمین ہے۔

(مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص 56، 57، مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص 77 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

میں نے مزید عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے اس کتاب کے ص نمبر 88 پر لکھا کہ میں نے اس کتاب میں اپنے قیاس سے کوئی دلیل نہیں لکھی بلکہ سب کچھ منجانب اللہ تعالیٰ لکھا ہے۔

مرزا قادیانی اپنے متعلق مزید لکھتا ہے:

- (ترجمہ) ''اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ رکھتا ہے۔''

(نور الحق ص 86 حصہ دوئم مندرجہ روحانی خزائن ج 8 ص 272 از مرزا قادیانی)

پھر دعویٰ کرتے ہوئے کہتا ہے:

- (ترجمہ) ''میری ہر بات الہامات پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی میں نے جو کچھ کہا، وہ سب کچھ خدا کے امر سے کہا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔''

(مواہب الرحمان ص 5 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 221 از مرزا قادیانی)

مزید کہتا ہے:

- (ترجمہ) ''یعنی اللہ جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا رہا، وہ وہی کہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور میں نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہی جو خلاف خداوندی ہو اور مخالف خداوندی میری قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔''

(حمامۃ البشریٰ ص 10 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 186 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ بقول مرزا قادیانی اس نے خواب میں یہ کتاب (براہین احمدیہ) حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کی تو حضور نبی کریم ﷺ نے کتاب دیکھ کر اس پر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ اس سلسلہ میں، میں نے براہین احمدیہ میں سے مندرجہ ذیل تحریر پیش کی:

- ''اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا، جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ

میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تُو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے؟ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے، جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض آنحضرت ﷺ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی ﷺ کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب ﷺ کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرت ﷺ نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کے لیے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب ﷺ کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مُردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا، آنحضرت ﷺ کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت ﷺ کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصۂ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت ﷺ نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اُس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دے دی اور اس نے وہیں کھا لی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی۔ اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں، ایسا ہی آنحضرت ﷺ کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ تب اُسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔"

(براہین احمدیہ ص 249 مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 275، 276 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے اسی کتاب کے ص نمبر 129، 130 پر لکھا کہ "براہین احمدیہ" میں درج تمام دلائل قرآن مجید سے لیے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل تحریر پیش کی۔

- "پانچواں اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے حقائق اور معارف

کلام ربانی کے معلوم ہو جائیں گے۔ اور حکمت اور معرفت اس کتاب مقدس کی کہ جس کے نور روح افروز سے اسلام کی روشنی ہے سب پر منکشف ہو جائے گی کیونکہ تمام وہ دلائل اور براہین جو اس میں لکھی گئی ہیں اور وہ تمام کامل صداقتیں جو اس میں دکھائی گئی ہیں، وہ سب آیات بینات قرآن شریف سے ہی لی گئی ہیں اور ہر ایک دلیل عقلی وہی پیش کی گئی ہے جو خدا نے اپنی کلام میں آپ پیش کی ہے اور اسی التزام کے باعث سے تقریباً باراں سیپارہ قرآن شریف کے اس کتاب میں اندراج پائے ہیں۔ پس حقیقت میں یہ کتاب قرآن شریف کے دقائق اور حقائق اور اس کے اسرار عالیہ اور اس کے علوم حکمیہ اور اس کے اعلیٰ فلسفہ ظاہر کرنے کے لیے ایک عالی بیان تفسیر ہے کہ جس کے مطالعہ سے ہر ایک طالب صادق پر اپنے مولیٰ کریم کی بے مثل و مانند کتاب کا عالی مرتبہ مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہوگا۔"

(براہین احمدیہ ص 129، 130 مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 129، 130 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ قرآن مجید کی روشنی میں بیان کیا۔ اس کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے براہ راست قرآن مجید، اس کے صحیح معنی اور اس کے حقائق و معارف سکھائے ہیں۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی کتب سے مندرجہ ذیل حوالے پیش کیے:

- "یَا اَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ مَارَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی، اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن. ترجمہ: "اے احمد! خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے جو کچھ تُو نے چلایا، وہ تُو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا، خدا نے تجھے قرآن سکھلایا۔ یعنی اس کے صحیح معنی تجھ پر ظاہر کیے۔"

(ترجمہ از مرزا قادیانی، حقیقۃ الوحی ص 70 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 173 از مرزا قادیانی)

- "مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔"

(سراج منیر ص 39 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 41 از مرزا قادیانی)

- "جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے، اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔ اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری

نہیں کر سکتے۔"

(ازالہ اوہام ص 197 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 197 از مرزا قادیانی)

❑ "اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص 93 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 93 از مرزا قادیانی)

❑ "نبی ہر وقت خدا تعالیٰ ہی سے باتیں کرتا رہتا ہے۔"

(ملفوظات ج اوّل ص 239 طبع جدید از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر سے کہا کہ اوپر مرزا قادیانی کی جو تحریریں پیش کی گئی ہیں، ان سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1- قرآن مجید کی آیت **هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله** (التوبہ:33) کی رو سے حضرت عیسٰی علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھ سے دین اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے گا۔

2- قرآن مجید کی آیت **عسٰی ربکم ان یرحمکم و ان عدتم عدنا و جعلنا جهنم للکافرین حصیراً** (بنی اسرائیل:8) کی رو سے حضرت عیسٰی علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور پوری دنیا سے گمراہی کو ختم کر دیں گے۔

3- حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دوبارہ زمین پر آنے کی پیش گوئی قرآن مجید میں موجود ہے۔

4- کتاب "براہین احمدیہ" جس میں مرزا قادیانی نے قرآن مجید کی روشنی میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات و نزول کا عقیدہ بیان کیا ہے، کے بارے میں لکھا کہ وہ حقانیت قرآن اور صداقت اسلام پر مشتمل ہے۔

5- کتاب "براہین احمدیہ" کو مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور اور مجدد ہو کر تصنیف کیا۔ اس کتاب میں صداقت اسلام کے تین سو مضبوط دلائل موجود ہیں۔ اگر کوئی شخص ان دلائل کا رد کرے گا تو اسے دس ہزار روپے انعام ملے گا۔

6- مرزا قادیانی ملہم ہونے کا مدعی ہے اور ملہم کے تمام قویٰ میں روح القدسیت ہر وقت

کام کرتی ہے۔

-7 ''براہین احمدیہ'' کا مہتمم اور متولی اللہ تعالیٰ ہے۔

-8 مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ نبی کریم ﷺ نے مرزا قادیانی سے اس کتاب کا نام پوچھا تو مرزا قادیانی نے کہا کہ اس کتاب کا نام قطبی ہے۔ یعنی قطب ستارہ کی مانند غیر متزلزل اور مستحکم۔ آپ ﷺ نے اس کتاب پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا! (کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کا عقیدہ بیان کیا گیا تھا)

-9 مرزا قادیانی کے خواب میں اہل بیت رضی اللہ عنہم تشریف لائے۔ اور مرزا قادیانی کو کتاب ''براہین احمدیہ'' پیش کی گئی اور کہا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تصنیف کیا۔ اب یہ کتاب تجھے دی جا رہی ہے۔

-10 اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو قرآن سکھایا۔ اس کے معنی اور حقائق و معارف بھی سکھائے۔

-11 مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ سے بغیر الہام پائے اپنی زبان سے کچھ نہیں بولتا اور نہ لکھتا ہے۔

-12 مرزا قادیانی وہی کہتا ہے جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ مخالفت خداوندی اس کے قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوئی۔

-13 مرزا قادیانی مجدد ہے اور مجدد ان نعمتوں کا وارث ہوتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں۔

-14 اگر مرزا قادیانی سے کبھی کوئی زبانی یا تحریری لغزش ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فوراً اس کا تدارک کر دیتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا تحریروں اور ان سے اخذ کردہ نتائج کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی 52 سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے آسمان سے زمین پر نزول کا قائل رہا۔ مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا عقیدہ کے بارے میں شاہد بشیر قادیانی نے یہ تاویل پیش کی کہ واقعتاً شروع میں مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آمد ثانی کا عقیدہ رکھتے تھے۔ لیکن انھوں نے اپنی کتاب ''اعجاز احمدی'' ص 7 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 7 پر اعتراف کیا ہے کہ یہ رسمی عقیدہ تھا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ عقیدہ رسمی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے

لیے قرآن مجید کی آیات پیش کی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ عقیدہ رسمی طور پر نہیں بلکہ قرآنی حقائق کے طور پر بیان کیا ہے۔ پھر یہ رسمی عقیدہ یا اجتہادی غلطی اس لیے بھی نہیں ہوسکتی کہ یہ کتاب بقول مرزا قادیانی حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے اور اس کا نام قطبی بتایا گیا ہے یعنی قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔ اگر اس عقیدہ کو رسمی عقیدہ یا اجتہادی غلطی کہہ کر غلط قرار دے دیا جائے تو یہ کتاب قطبی نہیں رہے گی اور اس کے دلائل مستحکم اور غیر متزلزل نہیں ہوں گے۔ پھر یہ اجتہادی غلطی اس لیے بھی نہیں بن سکتی کہ مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ ہم نے اس کتاب میں کوئی دعویٰ اور کوئی دلیل اپنے قیاس سے نہیں لکھی بلکہ وہی کچھ لکھا جو خدا نے لکھوایا۔ مزید اس کتاب کے کامل استحکام کو مدنظر رکھتے ہوئے دس ہزار روپے انعام کا اشتہار دیا گیا۔ اب اگر اس میں درج شدہ عقیدہ کو غلط قرار دیا جائے تو یہ کتاب انعامی چیلنج کی اہلیت رکھنے والی نہیں رہ سکتی۔

پھر ایک اہم بات یہ کہ جب یہ کتاب حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں آ چکی اور آپ ﷺ کی مبارک نظر سے گزر چکی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اگر اس کتاب میں کوئی عقیدہ خلاف اسلام بیان ہوتا تو آپ ﷺ اس کی نشاندہی نہ فرماتے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کا جو عقیدہ بیان کیا ہے، وہ قرآن وحدیث اور اجماع امت کی رو سے بالکل درست اور عین اسلام ہے۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، رفع اور نزول کا عقیدہ ایک اسلامی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کی بنیاد قرآن مجید اور حضور خاتم الانبیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے وہ بے شمار ارشادات ہیں جو مجموعی اور معنوی حیثیت سے حد تواتر کو پہنچ گئے ہیں۔ اس بنیاد پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین، فقہا، متکلمین، صوفیا کرام اور جملہ اہل اسلام اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ سے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ہی آسمانوں پر اٹھا لیا ہے اور قرب قیامت آپ علیہ السلام ہی کا نزول ہوگا۔ اس پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے۔ اکابرین اسلام نے اس کو عقائد میں جگہ دی ہے۔ سو اس عقیدہ کا انکار کفر ہے۔

میں نے شاہد قادیانی کو بتایا کہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قرآن حکیم اہل کتاب کے تمام اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لیے بطور حَکَم آیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وما انزلنا علیک الکتاب الالتبین لهم الذی اختلفوا فیه وهدی و رحمة لقوم یومنون. (النحل:64)

(ترجمہ) ''اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اس واسطے کہ کھول کر سنا دے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں اور سیدھی راہ سمجھانے کو اور واسطے بخشش ایمان لانے والوں کے۔''

مرزا قادیانی نے بھی مندرجہ بالا آیت سے یہی استدلال کیا ہے۔ (ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 453-454، براہین احمدیہ حصہ اوّل مندرجہ روحانی خزائن جلد اول ص 234) مرزا قادیانی کے نزدیک بھی یہ اصول مسلم ہے کہ قرآن کریم چونکہ اہل کتاب کے مختلف فیہ مسائل کی تنقیح کے لیے آیا ہے۔ اس لیے اگر وہ اہل کتاب کے کسی عقیدہ کی تردید نہ کرے تو اس کا سکوت ہی تائید سمجھا جائے گا۔ چنانچہ اس کی تائید میں مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے: ''اب ہم دیکھتے ہیں کہ واقعہ صلیب سے متعلق قرآن شریف کیا کہتا ہے۔ اگر یہ خاموش ہے تو پتا چلا کہ یہود و نصاریٰ اپنے خیالات میں حق پر ہیں۔'' (ریویو آف ریلیجنز اپریل 1919ء شمارہ نمبر 9 ج 18 ص 149-150)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ ان دونوں باتوں سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ ہمارا اور آپ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی حیثیت اہل کتاب کے لیے حَکَم کی ہے اور قرآن کریم کا ان کے کسی عقیدہ کی (جس کا صراحتاً یا اشارۃً ذکر قرآن کریم میں ہو) تردید کرنا اس عقیدہ کی صحت کی دلیل ہے۔ اسی متفقہ عقیدہ کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق درج ذیل عقائد رکھتے ہیں:

(1) الوہیت مسیح (2) ابنیت (3) تثلیث (4) صلیب اور کفارہ (5) رفع جسمانی و نزول جسمانی۔ نہایت اہم بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے رفع و نزول کے عقیدہ کے علاوہ باقی سب عقائد باطلہ کی واضح الفاظ میں تردید فرما دی ہے۔

(1) الوہیت کی تردید اس طرح کی گئی:

لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ھو المسیح ابن مریم (المائدہ:72)

(2) ابنیت کی تردید اس طرح کی گئی:

وقالت النصاری المسیح ابن اللّٰہ (التوبہ:30)

(3) تثلیث کی تردید یوں بیان ہوئی:

لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلثة (المائدہ:73)

(4) اور صلیب و کفارہ کا بطلان اس طرح کیا گیا:

وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم (النساء:157)

(5) نیز کفارہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

ولا تزر وازرة وزر اخری (فاطر:18)

عقیدہ ”رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام“ کے بارے میں عیسائیوں کا نقطہ نظر کیا ہے؟

میں نے بشیر قادیانی کو اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حوالے دکھائے:

- ”یہ کہہ کر وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھا لیا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپا لیا اور اس کے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس آ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے گلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے، اسی طرح پھر آئے گا، جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔“

(انجیل، رسولوں کے اعمال باب 1 فقرہ 9، 10، 11، انجیل یوحنا باب 20 فقرہ 17، 18)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

- ”آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہی دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔“

(ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 318)

مزید لکھتا ہے:

- ”ان عقیدة حیاته قد جاء ت فی المسلمین من الملة النصرانیة.“

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی الاستفتاء ص 39 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 660 از مرزا قادیانی)

ترجمہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ مسلمانوں میں عیسائی ملت کی طرف سے آیا ہے۔“

عیسائیوں کے عقیدہ ”رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام“ کی تردید پورے قرآن مجید یا احادیث مبارکہ میں کہیں نہیں کی گئی بلکہ قرآن نے اس کا اثبات کیا ہے اور احادیث مبارکہ

میں بھی اس کی صراحتہ تائید موجود ہے۔ یہاں اگر قرآن مجید کا اس عقیدہ کی تردید سے صرف ساکت ہو جانا بھی ثابت ہو جاتا تو بھی اس عقیدہ کی تائید ہو جاتی۔ چہ جائیکہ خود قرآن مجید اپنی زبان میں اس کی تصدیق کر رہا ہے۔ بل رفعه الله اليه اور ورافعک الی کی آیتیں اس پر شاہد عدل ہیں تو دوسری طرف مرزا قادیانی کے بیان کردہ اصول کے مطابق عیسائیوں کا عقیدہ رفع ونزول صحیح ٹھہرا۔ اب اس کی تردید کی گنجائش نہیں ہے اور اس سلسلہ میں جو بھی تاویلیں آپ کرتے ہیں، وہ موشگافیوں سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ قرآن مجید کی کوئی ایک بھی آیت ایسی نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے یا آسمان پر اٹھائے جانے پر ایک ذرا سا بھی اشارہ کرتی ہو۔ اس پر میں نے شاہد بشیر قادیانی کو قرآن مجید کی مندرجہ آیات دکھائیں جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ رفع اور نزول ثابت ہوتا ہے۔ میں نے ان آیات مبارکہ کا مختصر ترجمہ اور تفسیر بھی بیان کی۔

(1) فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ. بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًاo وَّبِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًاo وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًاo بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًاo (نساء: 155 تا 158)

(ترجمہ) ''ان (یہود) کو جو سزا ملی سو ان کی عہد شکنی پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے۔ سو یہ نہیں بلکہ اللہ نے مہر کر دی ان کے دل پر کفر کے سبب۔ سو ایمان نہیں لاتے مگر کم۔ اور ان کے کفر پر اور مریم پر بڑا غلیظ الزام لگانے پر اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا۔ اور انھوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں، کچھ نہیں ان کو اس کی خبر، صرف اٹکل پر چل رہے ہیں اور بے شک اس کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا۔''

(2) وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ

شَہِیْدًا. (نساء:159)

(ترجمہ) ''اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے، وہ عیسیٰ پر یقین لائیں گے، اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا وہ ان پر گواہ۔''

(3) وَمَکَرُوْ وَمَکَرَ اللّٰہُ. وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَo اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَo (آل عمران:54،55)

(ترجمہ) ''اور تدبیر (منصوبہ بنایا) کی ان کافروں نے اور تدبیر کی اللہ نے اور اللہ کی تدبیر (منصوبہ سازی) سب سے بہتر ہے۔ جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں لے لوں گا تجھ کو پورا پورا اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کردوں گا تجھ کو کافروں سے اور رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں، غالب، ان لوگوں پر جو انکار کرتے ہیں، قیامت کے دن تک، پھر میری طرف ہے تم سب کو لوٹ آنا، پھر فیصلہ کردوں گا تم میں جس بات میں تم جھگڑتے ہو۔''

(4) اِنْ ھُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْہِ وَجَعَلْنٰہُ مَثَلاً لِّبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَo وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْکُمْ مَّلٰٓئِکَۃً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَo وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِھَا وَاتَّبِعُوْنِ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌo وَلَا یَصُدَّنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌo

(زخرف:59 تا 62)

(ترجمہ) ''وہ کیا ہے ایک بندہ ہے کہ ہم نے اس پر فضل کیا اور کھڑا کردیا اس کو بنی اسرائیل کے واسطے اور اگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے فرشتے، رہیں زمین میں تمہاری جگہ۔ اور وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نشان ہے قیامت کا۔ سو اس میں شک مت کرو اور میرا کہا مانو، یہ ایک سیدھی راہ ہے اور نہ روک دے تم کو شیطان، وہ تو تمہارا دشمن ہے صریح۔''

(5) اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ (آل عمران:45)

(ترجمہ) ''جب کہا فرشتوں نے اے مریم! اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے اپنے ایک حکم کی جس کا نام مسیح ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا، مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے مقربوں میں۔''

(6) اَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ. (البقرہ: 253)

(ترجمہ) ''ہم نے حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کو جبرائیل کے ساتھ تائید دی۔''

(7) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَھُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّۃً (الرعد: 38)

(ترجمہ) ''اور بھیج چکے ہیں ہم کتنے رسول تجھ سے پہلے اور ہم نے دی تھی ان کو بیویاں اور اولاد۔''

(8) وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط قَالَ سُبْحَانَکَ مَایَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَالَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ط اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ ط تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ط اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِo مَاقُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِیْ بِہٖ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ ط وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌo (المائدہ: 116-117)

(ترجمہ) ''اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہے گا اللہ تعالیٰ (نصاریٰ کو جھٹلانے کے لیے) کہ اے عیسیٰ ابن مریم (ان نصاریٰ میں جو تثلیث کا عقیدہ تھا، اس کا کیا سبب ہوا) کیا تُو نے ہی کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو۔ عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے (توبہ توبہ) میں تو آپ کو (شریک سے) منزہ سمجھتا ہوں۔ (جیسا کہ آپ واقع میں بھی اس سے پاک اور منزہ ہیں، تو ایسی حالت میں) مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا کہ جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہ تھا۔ اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا۔ (مگر جب آپ کے علم میں بھی یہی ہے کہ میں نے ایسا نہیں کہا تو پھر میں اس بات سے بری ہوں) آپ تو میرے دل کے اندر کی بات کو بھی جانتے ہیں اور میں، آپ کے علم میں جو کچھ ہے، اس کو نہیں جانتا۔ تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہی ہیں۔ (سو جب اپنا اس قدر عاجز ہونا اور آپ کا اس قدر کامل ہونا مجھ کو معلوم ہے تو شرکت خدائی کا میں کیونکر دعویٰ کرسکتا ہوں) میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا۔ مگر صرف وہی جو آپ نے مجھے ان سے کہنے کو فرمایا تھا۔ (یعنی) یہ کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ (یا اللہ) میں ان پر گواہ تھا۔ جب تک ان میں موجود رہا۔ پھر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا۔ تو صرف آپ ہی ان کے احوال پر نگہبان رہے۔ (اس وقت کی مجھ کو کچھ خبر نہیں کہ ان کی گمراہی کا سبب کیا ہوا اور کیوں کر ہوا) اور آپ ہر چیز کی خبر رکھتے ہیں۔''

(9) اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ. خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُo (آل عمران: 59)

ترجمہ: بے شک مثال عیسیٰ (علیہ السلام) کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مانند ہے۔ بنایا اسے مٹی سے پھر فرمایا اسے ہو جا تو وہ ہو گیا۔

ان آیات کو دیکھنے اور ترجمہ و تفسیر سننے کے بعد شاہد بشیر قادیانی پھر سخت متفکر ہوا۔ پھر کہنے لگا کہ کیا آپ احادیث کی کتاب بخاری شریف کو اہم مانتے ہیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں؟ یہ کتاب قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ معتبر ہے۔ اسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے بعد شریعت اسلامیہ میں صحیح ترین کتاب کا معزز ترین لقب ملا ہے۔ کہنے لگا کہ بخاری شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے یا آسمان سے نزول کے بارے میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ لوگ مرزا قادیانی کو مہدی ثابت کرنے کے لیے چاند اور سورج گرہن کی جو روایت پیش کرتے ہیں، کیا وہ بخاری شریف میں ہے؟ اس پر شاہد قادیانی خاصا پریشان ہوا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کیا آپ نے بخاری شریف کا مطالعہ کیا ہے؟ کہنے لگا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ بخاری شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اور نزول کے بارے میں کوئی حدیث نہیں ہے؟ میں نے کہا کہ جس طرح مرزا قادیانی نے بخاری شریف نہیں پڑھی تھی، اس طرح آپ نے بھی اس کا مطالعہ نہیں کیا۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا یہ آپ نے کیا بات کی؟ میں نے کہا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ بخاری شریف میں حدیث ہے کہ جب حضرت مہدی بیعت لیں گے، اس وقت آسمان سے ندا آئے گی، ھذا خلیفة اللہ المھدی. (شہادت القرآن ص 41 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 337 از مرزا قادیانی) حالانکہ پوری بخاری شریف میں ایسی کوئی حدیث نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اب میں آپ کے سوال کی طرف آتا ہوں۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب صحیح بخاری میں باقاعدہ ایک باب باندھا ہے جس کا نام ہے باب نزول عیسٰی علیہ السلام. یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول کا باب۔ اس باب میں انھوں نے مندرجہ ذیل ایک حدیث مبارکہ نقل کی ہے:

☐ حدثنا اسحق قال اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا ابی صالح عن ابی شهاب ان سعيد بن المسيب سمع ابوهريرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم والذی نفسی بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلا فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الجزية ويفيض المال حتى لا يقبله احد حتٰی تكون السجدة الواحدة خير من الدنيا وما فيها. ثم يقول ابی هريرة رضی اللہ عنہ فاقروان شئتم و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته. (بخاری ج۱ص۴۹۰)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی مجھ کو قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بیشک قریب ہے کہ ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے، صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو اٹھا دیں گے، مال کی کثرت ہو جائے گی اور اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور دنیا بھر کے سب مال، متاع سے ایک سجدہ اچھا معلوم ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر تم نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل اس ارشاد نبوی کے ساتھ قرآن سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: "ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته" کیونکہ اس میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جتنے اہل کتاب ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا:

- کیا یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے یا نہیں؟
- کیا "وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته" (نساء: 159) قرآن مجید کی آیت ہے یا نہیں؟
- کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو روایت حدیث کے وقت شکی اور ضدی طبیعت والوں (منکرین حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام) کو اس حدیث پر ایمان لانے کے لیے اس آیت کے پڑھنے کو فرماتے ہیں تو ان کا خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور آسمان سے نزول ہونے پر ایمان تھا یا نہیں؟

میں نے مزید عرض کیا کہ مذکورہ بالا حدیث کو مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے ص 201 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 198 پر نقل کیا ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم، عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ "ابن مریم مر گیا حق کی قسم"! (ازالہ اوہام ص 413 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 513 از مرزا قادیانی) یعنی ایک ہی شخصیت کے متعلق حضور ﷺ فرماتے ہیں: کہ وہ نازل ہوں گے (زندہ ہیں) جبکہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ وہ مر گئے ہیں، نازل نہیں ہوں گے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ کس کی قسم سچی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یا آنجہانی مرزا قادیانی کی؟ میری ان باتوں پر شاہد بشیر قادیانی کو سانپ سونگھ گیا اور وہ حیرت کی تصویر بنا بیٹھا تھا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے عرض کیا محترم! حیات و نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے کم علم اور ناقص مطالعے کے حامل عام لوگ جلدی مغالطے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی کئی آیات اس اہم مسئلہ کو کھول کر بیان کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جسمانی موت طاری نہیں ہوئی بلکہ وہ آسمان پر زندہ اٹھا لیے گئے ہیں۔ ان کی حیات طیبہ جس کی ابتدا ان کی پیدائش کے وقت سے ہوئی تھی، آج تک زندہ و جاری ہے اور اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لا کر عام انسانوں کی طرح طبعی موت سے ہمکنار نہیں ہو جاتے۔ دراصل آپ لوگوں نے اس اہم مسئلہ کو اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے یہ کہہ کر الجھا دیا کہ ایسا ہونا قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔ اس سے کم پڑھے لکھے لوگ فوری متاثر ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اس مسئلہ میں بجائے فلسفیانہ موشگافیوں اور باطل تاویلات کے، یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور پھر قربِ قیامت زمین پر واپس آنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر یہ بات قرآن و حدیث سے ثابت ہو جائے تو پھر جس قادر مطلق نے اسے آسمان پر اٹھایا ہے اور لوگوں کے لیے اسے نشانِ قدرت ٹھہرایا ہے، اس کو یقیناً یہ قدرت بھی حاصل ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہر خطرے اور معترضے سے حفاظت فرمائے اور اپنے ہاں ان کا پورا پورا خیال رکھے۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی اپنی عمر کے 52 سال اور ملہم ہونے کے 12 سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کے عقیدہ پر نہ صرف قائم رہا بلکہ اس کی باقاعدہ اشاعت و تبلیغ بھی کرتا رہا۔ پھر اچانک 1891ء میں اس کے خیالات میں تبدیلی آنے لگی۔ دراصل وہ مستقبل میں اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے والا تھا۔ لہٰذا اس

کے لیے اس نے پہلے سے ہی لوگوں کی ذہن سازی کرنا شروع کر دی۔ پھر اس نے اپنے سابقہ عقیدہ سے روگردانی کرتے ہوئے تقریری اور تحریری محاذ پر بھرپور طریقے سے یہ پراپیگنڈا کرنا شروع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں بلکہ فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ یہاں یہ بات نہایت قابل غور ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنا پہلا عقیدہ کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت زمین پر تشریف لائیں گے۔'' کو قرآن مجید کی روشنی میں بیان کیا جبکہ بعد میں اس عقیدہ کے برعکس قرآن مجید کو فراموش کرتے ہوئے کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ گویا آپ سب قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کا الہام قرآن مجید پر فوقیت رکھتا ہے۔ (نعوذ باللہ)! شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب کو ایسا کوئی الہام نہیں ہوا۔ اس پر میں نے مرزا قادیانی کی کتاب سے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا اور کہا، آپ خود انصاف کریں کہ مرزا قادیانی نے کس طرح اپنے الہام کی بنیاد پر قرآن مجید کو ڈھانے کی کوشش کی۔

- ''میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص 302 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 402 از مرزا قادیانی)

خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

- ''واضح ہو کہ شیطانی الہامات ہونا حق ہے۔''

(ضرورت الامام ص 13 مندرجہ روحانی خزائن ج 13 ص 483، 484 از مرزا قادیانی)

اس پر شاہد بشیر قادیانی بے چین سا ہو گیا اور کہنے لگا کہ مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ قرآن مجید کی 30 آیات ہیں جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس وقت قرآن مجید میں کیا یہ تیس آیات موجود نہیں تھیں جب مرزا قادیانی ''براہین احمدیہ'' میں قرآنی آیات سے ثابت کر رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے؟ حالانکہ اس وقت مرزا قادیانی مجدد، محدث اور ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کر چکا تھا۔ کیا اس وقت مرزا قادیانی کو ان آیات کا مطلب آتا تھا یا نہیں؟ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ کیا یہ بات صحیح ہے کہ مرزا قادیانی 52 سال

تک اس عقیدہ پر قائم رہا؟ شاہد بشیر قادیانی کی خاموشی پر میں نے عرض کیا کہ بات دراصل یہ ہے کہ بعدازاں مرزا قادیانی نے خود کو فلاسفہ ملاحدہ میں شامل کر کے حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ چھوڑ دیا تھا جو نہ صرف اسلامی تصریحات کے خلاف تھا بلکہ کسی بھی طرح اہل اسلام کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ حیرت ہے کہ جو مسئلہ مرزا قادیانی کے نزدیک قرآن مجید کی 30 آیات میں صراحتہً مذکور ہو، وہ باوجود مجدد، محدث اور ملہم من اللہ ہونے کے بعد بھی اسے پہلے سمجھ نہ آیا۔ یہ غباوت نہیں تو اور کیا ہے؟

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے عرض کیا کہ 1891ء تک یہ 30 آیات، مرزا قادیانی کو قرآن مجید میں نظر کیوں نہ آئیں؟ کیا یہ آیات 1891ء کے بعد نازل ہوئیں یا اس سے پہلے؟ اس وقت مرزا قادیانی کی عمر تقریباً 52 سال تھی۔ وہ 15 سال سے مسلسل اپنے مجدد، محدث، ملہم مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ مشتہر کر رہا تھا اور یہ بھی دعویٰ کر رہا تھا کہ اس سے زیادہ فہم قرآن کسی کو حاصل نہیں۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ شروع شروع میں نبی کریم ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ لہٰذا مرزا صاحب نے اگر حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ تبدیل کر لیا تو کیا حرج ہے؟

میں نے عرض کیا کہ اس سلسلہ میں بیت المقدس کی مثال پیش کرنا بالکل غلط ہے۔ بیت المقدس کو قبلہ بنانا حسب ہدایت آیت فبھداھم اقتدہ (الانعام:90) انبیائے سابقین کی سنت پر عمل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ عقائد میں سے ہے اور عقائد میں تنسیخ و تبدیلی نہیں ہو سکتی جبکہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے جن میں تبدیلی و تنسیخ ہو سکتی ہے، مثلاً پہلے پیغمبروں پر نمازیں فرض ہوئی تھیں تو اس کا طریقہ کیا تھا؟ روزے کی فرضیت آئی تو اس کا کیا طریقہ تھا؟ شریعت محمدیہ علی صاحبہا السلام میں کیا طریقہ ہے؟ یہ اور مسئلہ ہے مگر جہاں تک عقائد کا تعلق ہے، اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہ نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ کوئی اور ہو، عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں عقیدہ اور ہو اور رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کا عقیدہ اور ہو۔ یہ غلط ہے، ایسا ہرگز نہیں۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو نمازیں حضور نبی

کریم ﷺ کی اقتدا میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی تھیں، وہ سب کی سب بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں اور بعد میں کسی نے ان نمازوں کو نہیں لوٹایا۔ لہٰذا آپ کو مغالطہ آرائی سے اجتناب کر کے ''براہین احمدیہ'' والا صحیح عقیدہ اختیار کر لینا چاہیے۔

اس پر شاہد بشیر قادیانی کھسیانا ہو کر کہنے لگا کہ اچھا یہ بتائیں کہ قرآن مجید کے الفاظ ''انی متوفیک'' کے کیا معنی ہیں؟ میں نے کہا کہ اس کے معنی ہیں ''مرزا قادیانی پاگل تھا۔'' اس پر شاہد بشیر قادیانی غصے میں آ گیا اور کہا آپ حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے ترجمہ کیا ہے، اس میں متجاوز ہونے والی کونسی بات ہے؟ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ پڑھے لکھے آدمی ہیں لیکن قرآن مجید کی آیت کا غلط ترجمہ کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں نے درست ترجمہ کیا ہے۔ میرے علم کے مطابق اس کا یہی ترجمہ ہے۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ کیا اس سے پہلے بھی کسی مفسر یا عالم دین نے یہی ترجمہ کیا ہے اور کیا یہ ترجمہ گزشتہ 14 سو سال میں لکھی جانے والی کسی تفسیر میں موجود ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہی تو میں کہتا ہوں، پھر میں نے پوچھا کہ کیا آپ گزشتہ چودہ صدیوں کے ترجمہ قرآن پر متفق ہیں۔ یعنی انھوں نے جو ترجمہ کیا، آپ اس پر متفق ہیں؟ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ہاں میں اس پر متفق ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن مجید کے الفاظ ''انی متوفیک'' کا وہی ترجمہ اور تفسیر درست اور معتبر ہے جو گزشتہ 14 سالوں کے مفسرین وعلمائے کرام نے کیا ہے۔ سب مفسرین حضرات نے اس کا ترجمہ ''میں تجھے پورا پورا لے لوں گا۔'' کیا ہے لیکن مرزا قادیانی نے پوری امت مسلمہ کے متفقہ عقیدہ سے ہٹ کر اور تمام مفسرین واکابرین کے ترجمہ سے مکمل طور پر مختلف ترجمہ کیا جو سراسر غلط اور من گھڑت ہے۔ اگر مرزا قادیانی کو حق حاصل ہے کہ وہ الفاظ کو غلط معنی پہنائے، اسی طرح مجھے بھی حق حاصل ہے کہ میں بھی اپنی مرضی سے اس کا جو چاہے ترجمہ کروں۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی آئیں بائیں شائیں کرنے لگا اور اسے کوئی بات نہ سوجھتی تھی۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ لفظ متوفی، وفا سے مشتق ہے۔ جس کا معنی ہے پورا دینا یا پورا کرنا۔ یہ لفظ قرآن مجید میں مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ارشاد خداوندی ہے: یاایھا الذین امنو اوفو بالعقود (المائدہ: 1) یعنی اے ایمان والو! اپنے عہد پورے کرو۔ پھر فرمایا: ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون (البقرہ: 281) پھر ہر شخص کو جو کچھ عمل اس نے کیا ہے، اس کی پوری پوری جزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

پھر ارشاد ہوا: وھو الذی یتوفکم بالیل ویعلم ماجرحتم بالنھار ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمی. (الانعام:60) اور وہی تو ہے جو تمہیں رات کو قبضہ میں لے لیتا ہے۔(پھر تم پر نیند طاری ہو جاتی ہے) اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو، اس کو وہ جانتا ہے، پھر تم کو (نیند سے) دن میں اٹھا دیتا ہے۔(چلاتا پھراتا ہے) تاکہ مقید وقت پورا ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ موت اور وفات دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ یتوفکم بالیل میں وفات تو ہے مگر موت نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نیند کی حالت میں روح کو اپنے قبضہ میں لے لیتے ہیں۔ مگر پھر بیداری کے وقت لوٹا دیتے ہیں جبکہ موت میں روح قبضے میں تو لے لی جاتی ہے مگر اسے لوٹایا نہیں جاتا۔ چنانچہ متوفیک میں وفات بمعنی موت نہیں اور نہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت ہوتی ہے۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے:

ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامہ (قرطبی)

بے شک عیسیٰ علیہ السلام پر موت واقع نہیں ہوئی اور وہ تمہاری طرف قیامت بپا ہونے سے پہلے دوبارہ آئیں گے۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے عرض کیا کہ تمام محدثین، مفسرین، مجددین اور اکابرینِ امت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اس عقیدہ کا منکر بالاتفاق کافر ہے۔ تفسیر بحر المحیط ج 2 کے ص 473 پر ہے: ''یعنی تمام امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔'' تفسیر جامع البیان ص 52 میں ہے: ''اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں۔ نازل ہو کر دجال کو قتل کریں اور اسلام کی تائید کریں گے۔''

ہمارے نزدیک ہر صدی میں مجدد یا مجددین کا ہونا صحیح ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' میں لکھا ہے:

❑ ''خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کو تازہ کرے گا اور اس کی کمزوریوں کو دُور کر کے پھر اپنی طاقت پر اسے لے آئے گا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص 340 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 340 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ کے مذہب کی ایک نہایت اہم کتاب ''عسل مصفّٰی'' ہے، جس کا مصنف مرزا قادیانی کا خاص مرید مرزا خدا بخش قادیانی ہے۔ یہ کتاب قادیانی جماعت کی اہم کتاب ہے۔ آنجہانی مرزا قادیانی، مرزا بشیرالدین محمود، مولوی محمد علی قادیانی لاہوری اور دیگر اہم قادیانی ''عسل مصفّٰی'' پر فخر کرتے رہے ہیں۔ یہ کتاب روزانہ جتنی لکھی جاتی، وہ باقاعدہ ایک محفل میں مرزا قادیانی کو سنائی جاتی، اگر کبھی وہ اتفاقاً مرزا قادیانی کو نہ سناتا تو مرزا قادیانی بڑے اہتمام کے ساتھ اس کے متعلق استفسار کرتا کہ آج تم نے مجھے اس کتاب کا مسودہ کیوں نہیں سنایا؟ غرضیکہ یہ پوری کتاب مرزا قادیانی نے پورے اہتمام کے ساتھ سنی، گویا یہ مرزا قادیانی کی طرف سے مصدقہ کتاب ہے اور اس کے اندر جو مجددین کی فہرست ہے، وہ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی مسلم مجددین ہیں۔

مرزا خدا بخش قادیانی مصنف کتاب ''عسل مصفّٰی'' اپنی اس کتاب کے صفحہ 6، 7 پر لکھتا ہے:

☐ ''میری اس کتاب کو حکیم نورالدین بھیروی، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی، مولوی محمد احسن امروہی نے نہایت ہی پسند فرمایا۔ آگے لکھتا ہے: ''حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رئیسِ قادیان مسیح موعود مہدی معہود (نعوذ باللہ العظیم) نے بھی اس ناچیز رسالے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے سننے سے اظہار خوشی فرمایا۔ سو دوسری وجہ جو اس کتاب کے لکھنے کی محرک ہوئی، وہ یہی ہے کہ خود ہادی امام میری ناچیز خدمت کو نظر قبولیت سے دیکھتے ہیں۔''

(عسل مصفّٰی: ج 1 ص 7)

مرزا خدا بخش قادیانی نے اس کتاب میں از خود مرزا قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد بنانے کے لیے تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست شائع کی جو میں نے شاہد قادیانی کو دکھائی۔

''پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کیے گئے ہیں:۔

(1) عمر بن عبدالعزیز (2) سالم (3) قاسم (4) مکحول

علاوہ ان کے اور بھی اس صدی کے مجدد مانے گئے ہیں چونکہ جو مجدد جامع صفات حسنہ ہوتا ہے وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی مجدد فی نفسہ مانا جاتا ہے اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں، جیسے انبیائے بنی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا تو دوسرے اس کے تابع ہو

کر کارروائی کرتے تھے۔ چنانچہ صدی اوّل کے مجدد متصف بجمیع صفات حسنہ حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے۔ (نجم الثاقب: ج2 ص9 قرۃ العیون، مجالس الابرار)

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(1) امام محمد بن ادریس ابوعبداللہ شافعی (2) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (3) یحیٰ بن عون غطفانی (4) اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد قیس (5) ابوعمرو مالکی مصری (6) خلیفہ مامون رشید بن ہارون (7) قاضی حسن بن زیاد حنفی (8) جنید بن محمد بغدادی صوفی (9) سہل بن ابی سہل بن ریحلہ الشافعی (10) بقول امام شعرانی حارث بن اسعد محاسبی ابوعبداللہ صوفی بغدادی (11) اور بقول قاضی القضاۃ علامہ عینی احمد بن خالد الخلال ابوجعفر حنبلی بغدادی۔ (نجم الثاقب: ج2 ص14 قرۃ العیون، مجالس الابرار)

تیسری صدی کے مجددین

(1) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی (2) ابوالحسن اشعری متکلم شافعی (3) ابوجعفر طحاوی ازدی حنفی (4) احمد بن شعیب (5) ابوعبدالرحمٰن نسائی (6) خلیفہ مقتدر باللہ عباسی (7) حضرت شبلی صوفی (8) عبیداللہ بن حسین (9) ابوالحسن کرخی وصوفی حنفی (10) امام بقی بن مخلد قرطبی مجدد اندلس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجددین

(1) امام ابوبکر باقلانی (2) خلیفہ قادر باللہ عباسی (3) ابوحامد اسفرانی (4) حافظ ابونعیم (5) ابوبکر خوارزمی حنفی (6) بقول شاہ ولی اللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری (7) امام بیہقی (8) حضرت ابوطالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیاء سے ہیں (9) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغداد (10) ابواسحاق شیرازی (11) ابراہیم بن علی بن یوسف فقیہ المحدث۔

پانچویں صدی کے مجدد اصحاب

(1) محمد بن محمد ابوحامد امام غزالی (2) بقول عینی وکرمانی حضرت راعونی حنفی (3) خلیفہ مستظہر بالدین مقتدی باللہ عباسی (4) عبداللہ محمد بن محمد انصاری ابو اسماعیل ہروی (5) ابو طاہر سلفی (6) محمد بن احمد ابوبکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجددین

(1) محمد بن عبداللہ فخر الدین رازی (2) علی بن محمد (3) عزالدین بن کثیر (4) امام رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفا (5) یحییٰ بن حبش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی شہید امام طریقت (6) یحییٰ بن اشرف بن حسن محی الدین لوذی (7) حافظ عبدالرحمٰن ابن جوزی۔

ساتویں صدی کے مجدد اصحاب

(1) احمد بن عبدالحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (2) تقی الدین ابن دقیق العید (3) شاہ شرف الدین مخدوم بہائی سندی (4) حضرت معین الدین چشتی (5) حافظ ابن القیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی ورعی دمشقی حنبلی (6) عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابو محمد عفیف الدین یافعی شافعی (7) قاضی بدرالدین محمد بن عبداللہ الشبلی حنفی دمشقی۔

آٹھویں صدی کے مجددین

(1) حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی (2) حافظ زین الدین عراقی شافعی (3) صالح بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (4) علامہ ناصر الدین شازلی بن سنت میلی۔

نویں صدی کے مجدد اصحاب

(1) عبدالرحمٰن کمال الدین شافعی معروف بہ امام جلال الدین سیوطی (2) محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی (3) سید محمد جونپوری مہدی اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد ہیں۔

دسویں صدی کے مجدد اصحاب یہ ہیں

(1) ملا علی قاری (2) محمد طاہر فتنی گجراتی، محی الدین محی السنہ (3) حضرت علی بن حسام الدین معروف بہ علی متقی ہندی مکی۔

گیارہویں صدی کے مجددین

(1) عالم گیر بادشاہ غازی اورنگ زیب (2) حضرت آدم صوفی (3) شیخ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی معروف بامام ربانی مجدد الف ثانی۔

بارہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(1) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (2) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (3) سید

عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکبانی (4) حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (5) امام شوکانی (6) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیر یمن (7) محمد حیات بن ملا زیہ سندھی مدنی۔

تیرہویں صدی کے مجددین

(1) سید احمد بریلوی (2) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (3) مولوی محمد اسماعیل شہید دہلوی (4) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (5) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جن کو مجدد مانا گیا ہو اور ہمیں اطلاع نہ ملی ہو۔"

(عسل مصفّٰی از مرزا خدا بخش قادیانی ص 162 تا 165)

میں نے عرض کیا کہ آپ کی طرف سے شائع کردہ مجددین کی اس فہرست میں کوئی ایک بھی مجدد ایسا نہیں ہے جو حیات و نزولِ مسیح کا منکر یا اجرائے نبوت کا قائل ہو۔ آپ جو حوالہ پیش کرتے ہیں، اس میں اپنی مرضی کی کانٹ چھانٹ اور تحریف کرتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان بزرگوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو امت مسلمہ کے اس متفقہ عقیدہ کے خلاف اپنا علیحدہ موقف رکھتا ہو۔

میں نے عرض کیا کہ آپ کے نزدیک مرزا قادیانی چودھویں صدی کا مجدد ہے۔ اب یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تیرہ صدیوں کے تمام مجددین (جن کی تعداد قادیانی فہرست کے مطابق 81 بنتی ہے) کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی کہتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر تیرہ صدیوں کے مجددین حق پر ہیں تو اکیلا مرزا قادیانی حق پر نہیں ہے۔ اور اگر مرزا قادیانی حق پر ہے تو گزشتہ تیرہ صدیوں کے تمام مجددین حق پر نہ ہوئے۔ اسی طرح گزشتہ 13 صدیوں کے تمام مجددین، جن کے ناموں پر آپ کو اتفاق ہے، ختم نبوت کے قائل ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کو بند مانتے ہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی اور اس کے بیٹوں وغیرہ کا کہنا ہے کہ نبوت جاری ہے اور نبی آتے رہیں گے۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ گزشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین سچے ہیں یا مرزا قادیانی؟ جبکہ اجماع امت کے حوالے سے مرزا قادیانی کا قول ہے:

□ ”کسی اجماعی عقیدہ سے انکار وانحراف موجب لعنت کلی ہے۔“

(انجام آتھم ص 144 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 144 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ ایک اہم بات جسے آپ اور ہمارے کئی مسلمان بھائی بھول جاتے ہیں کہ قادیانیت میں اصل مدار اسلام، حضور نبی کریم ﷺ، ختم نبوت اور حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہے۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی کہنے لگا، وہ کیسے؟ میں نے عرض کیا کہ اگر ایک شخص (خدانخواستہ) حضور نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتا یعنی نبوت جاری مانتا ہے لیکن مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا، یا ایک شخص (اللہ نہ کرے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ مانتا ہے اور ان کے آسمان سے نزول کا انکاری ہے لیکن مرزا قادیانی کو نبی یا مسیح موعود نہیں مانتا، تو ایسا شخص آپ کے نزدیک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ لہٰذا بحث و مباحثہ صرف مرزا قادیانی کے کردار اور اس کی شخصیت پر ہونا چاہیے جس سے آپ لوگ بھاگتے اور جان چھڑاتے ہیں۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی پریشان ہو کر پانی مانگنے لگا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ توفی کے اصل لغوی اور حقیقی معنی ”پورا پورا لینا“ ہیں۔ جبکہ نوم، رفع اور موت کے معنی میں توفی کا اطلاق مجازی ہے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا اعتراف اور اقرار ہے کہ اس پر مندرجہ ذیل الہام نازل ہوا۔

□ ”اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ. میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“

(براہین احمدیہ ص 520 مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 620 از مرزا قادیانی)

پھر میں نے ایک اور حوالہ پیش کیا۔

□ ”پھر بعد اس کے یہ الہام ہے۔ یا عیسٰی انی متوفیک و رافعک الیّ (ترجمہ) اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی رفع درجات کروں گا یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“

(براہین احمدیہ ص 557، 558 مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 664، 665 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کے اس الہام میں متکلم اللہ تعالیٰ ہے اور مخاطب مرزا قادیانی۔ یہاں پر مخاطب مرزا قادیانی نے اپنے الہام کا ترجمہ خود ہی

تکمیل نعمت سے کر دیا ہے۔ اب اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ توفی کا معنی ہر جگہ موت نہیں ہے۔ اب اگر یہ غور کیا جائے کہ "براہین احمدیہ" لکھتے وقت مرزا قادیانی حیات مسیح کا قائل تھا اور اس خیال کے دباؤ سے مرزا قادیانی نے یہ معنی کر لیے تھے تو ہم کہیں گے کہ اس الہام میں حضرت مسیح کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف مرزا قادیانی سے باتیں ہو رہی ہیں، یہاں اگر توفی کا معنی موت کریں تو بتائیے مرزا قادیانی کا کیا بنے گا؟ اس سلسلہ میں، میں نے مرزا قادیانی کی کتاب سے ایک اور حوالہ پیش کیا۔ اور کہا کہ جب مرزا قادیانی کا مخالف، پنڈت لیکھ رام قتل ہوا تو اس مقدمہ کی تفتیش میں مرزا قادیانی کے گھر کی بھی تلاشی ہوئی۔ وہاں کاغذات کی پڑتال ہوئی۔ تو اس پر مرزا قادیانی بہت پریشان ہوا اور کہا کہ مجھے تسلی دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بطور الہام یہ آیت نازل کی:

❑ "براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی یا عیسی انی متوفیک جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے، اس کے اس وقت خوب معنی کھلے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اس وقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود ان کے مصلوب کرنے کے لیے کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود، ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔ دیکھو اس واقعہ نے عیسیٰ کا نام اس عاجز پر کیسے چسپاں کر دیا ہے۔"

(سراج منیر ص 21 مندرجہ روحانی خزائن ج 12 ص 23 از مرزا قادیانی)

❑ "یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمة. اس جگہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا۔"

(کشتی نوح ص 46 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 49 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے عرض کیا کہ عجیب بات ہے کہ یہ آیت اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ہو تو آپ اس کا ترجمہ "ماروں گا" کرتے ہیں اور اگر یہ آیت مرزا قادیانی اپنے لیے استعمال کرے تو ترجمہ "میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا"، "میں تجھے کامل اجر بخشوں گا"، "میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا" اور "پیدا ہو گیا" کرتا ہے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے درخواست کی کہ وہ اس پر ضرور غور کرے۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ اگر توفی کا معنی موت ہی ہے تو پھر مرزا قادیانی اس الہام کے بعد 23، 24 سال تک کیوں زندہ رہا، اس پر موت کیوں نہ وارد ہوئی؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی کی حالت قابل دید تھی۔

پھر میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو ان کی قبر کہاں ہے؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر محلہ خانیار سری نگر کشمیر میں ہے۔ میں نے کہا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر میں ہے تو عیسائیوں نے اس شہر کو "ویٹی کن سٹی" کیوں نہ بنایا؟ عیسائیوں کے نزدیک یہ شہر اہمیت حاصل کیوں نہ کر سکا؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ وہ یہ سوال عیسائیوں سے پوچھیں۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گلیل فلسطین جا کر فوت ہوئے ہیں لیکن آپ ان کی قبر سری نگر کشمیر بتا رہے ہیں۔ شاہد بشیر قادیانی نے حیران ہو کر پوچھا کہ یہ کس کتاب میں ہے؟ اس پر میں نے مرزا قادیانی کی کتاب سے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا۔

☐ "یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔"

(ازالہ اوہام ص 473 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 353 از مرزا قادیانی)

اس پر شاہد بشیر قادیانی کی پشیمانی کیمرے کی آنکھ سے محفوظ ہونے کے قابل تھی۔ پھر وہ نہایت ڈھٹائی سے کہنے لگا کہ قرآن مجید کی رو سے تمام انبیائے کرام فوت ہو گئے ہیں۔ اس پر اس نے مندرجہ ذیل آیت پڑھی:

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل. افائن مات او قتل انقلبتم على اعقابكم. ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا و سيجزى الله الشكرين. (آل عمران:144)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ ذرا اس کا ترجمہ کر دیں۔ شاہد بشیر قادیانی نے اس کا ترجمہ کیا: "حضرت محمدؐ سے پہلے تمام نبی فوت ہو گئے ہیں۔ اب اگر یہ بھی فوت ہو جائیں یا مارے جائیں تو کیا ان کی نبوت میں کوئی نقص لازم آئے گا جس کی وجہ سے تم دین سے پھر جاؤ۔"

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ آپ نے یہ ترجمہ کہاں سے لیا ہے؟ شاہد بشیر قادیانی نے کہا یہ مرزا صاحب کا ترجمہ ہے جو انھوں نے اس آیت کے تحت اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں درج کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس ترجمہ میں یہ الفاظ ''ان سے پہلے تمام نبی فوت ہو گئے ہیں'' قرآن مجید کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے؟ کہنے لگا یہ ''قد خلت من قبله الرسل'' کا ترجمہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ لغت کی کسی کتاب سے دکھادیں کہ خلت کا معنی موت ہے یا گذشتہ 14 صدیوں میں سے کسی ایک بھی مفسر کا ترجمہ قرآن دکھا دیں کہ انھوں نے اس لفظ کا ترجمہ موت کیا ہو؟ میں نے عرض کیا کہ اگر اس لفظ کا ترجمہ موت ہے تو پھر آپ اس آیت سنة الله التی قد خلت من قبل (الفتح:23) کا کیا ترجمہ کرو گے؟ اس پر وہ خاموش ہو گیا تو میں نے عرض کیا کہ اس کا ترجمہ بنتا ہے کہ ''وہ سنت الٰہی ہے جو تم سے پہلے فوت ہو چکی ہے۔'' اور اگر آپ یہ ترجمہ کریں گے تو اس آیت کے ساتھ ہی ملحقہ آیت ولن تجد لسنة الله تبدیلا اس ترجمہ کی سخت تکذیب کرتی ہے۔ لہٰذا اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ سنت الٰہی ہے جو پہلے سے چلی آ رہی ہے۔ اس طرح مذکورہ آیت جو آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے سلسلہ میں پیش کی ہے، کا ترجمہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے بھی بہت رسول (رسالت کر چکے) گزر گئے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر دلیل ہے۔ میں نے مزید عرض کیا کہ ''خلا'' کے معنی موت نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر ''خلا'' کے معنی موت ہی ہوں تو ان من امة الا خلا فیها نذیر (فاطر:24) کا مطلب کیا ہوگا؟ جبکہ اس کا معنی ہے کہ کوئی بھی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی نہ کوئی خبردار کرنے والا نہ گزرا ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: واذا خلوا الی شیاطینهم (البقرہ:14) تو پھر اس کا مطلب کیا ہوگا؟ جبکہ اس کا ترجمہ ہے کہ: ''جب ملتے ہیں علیحدگی میں اپنے شیطانوں سے۔'' اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: قال ادخلوا فی امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی النار (اعراف:38) یعنی اللہ تعالیٰ ان کو حکم دے گا کہ جنوں اور انسانوں میں سے دوسری کافر امتیں جو تم سے پہلے ہو گزری ہیں، تم بھی ان ہی میں شامل ہو کر دوزخ میں داخل ہو جائے۔ اس آیت میں بھی بالکل اسی طرح قد خلت کا لفظ موجود ہے جس طرح آیت بالا میں آیا ہے۔ لیکن اس کے معنی موت نہیں ہیں اور نہ ہی یہاں یہ معنی موزوں ہے، بلکہ اس مقام پر تو مرزا قادیانی کا بیٹا اور اس کا خلیفہ مرزا

بشیر الدین بھی عاجز ہو کر اس کا معنی موت نہ کر سکا کیونکہ اسے اس کا معنی موت کرتے ہوئے موت پڑتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے: ''جاؤ جا کر آگ میں ان امتوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ جو تم سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے گزر چکی ہیں۔'' (تفسیر صغیر از مرزا بشیر الدین ص 194) اب مرزا بشیر الدین کا یہ قول سراسر غلط ہو گیا جس میں وہ لکھتا ہے کہ خلا کے معنی وفات پانے کے ہیں۔ یہ آیت وفات مسیح پر دلالت کرتی ہے۔'' کیونکہ ''خلا'' کے حقیقی معنی (اصل موضوع لہ) اگر خلو سے ہو تو گزرنا اور اگر خلا سے ہو تو خلوت میں ہونا اور اکیلے ہونا ہیں۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ ہر واقعہ کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ پھر اس میں استعمال ہونے والے الفاظ و بیان کو بھی اس تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ یہ بھی یاد رہے کہ بعض الفاظ کئی کئی معنی دیتے ہیں اور ایسے الفاظ اپنے اپنے محل وقوع میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً پنجابی زبان کا ایک لفظ ہے۔ وٹ۔ یہ لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اپنے محل وقوع کے اعتبار سے اپنے معنی دیتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رات میں نے بہت زیادہ کھانا کھالیا جس سے میرے پیٹ میں ''وٹ'' پڑ رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زیادہ کھانا کھانے سے اس کا پیٹ خراب ہو گیا ہے اور خدشہ ہے کہ اسے پیچش لگ جائیں گے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کل میرے کزن نے بھری محفل میں میری کردار کشی کی جس پر مجھے اُس پر بہت ''وٹ'' چڑھا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس شخص کو اپنے کزن پر بہت غصہ آیا نہ یہ کہ اس کی بات پر اس کا پیٹ خراب ہو گیا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ایسی بات کہے اور دوسرے کو سمجھ نہ آئے تو وہ کہے وٹ؟ (What)۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے سمجھ نہیں آئی اور وہ بات کو دوبارہ دہرانے کے لیے کہہ رہا ہے نہ کہ یہ کہ اس سے اس کا پیٹ خراب ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سے راستہ پوچھے اور وہ شخص اسے کہے کہ آپ ''وٹو وٹ'' چلے جائیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ سیدھے اور آسان راستہ سے جائیں۔ اسی طرح اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے اپنے دوست کو اس کی خامی سے آگاہ کیا تو اس نے منہ وٹ لیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کا دوست خفا ہو گیا۔ اس طرح اگر کوئی یہ کہے کہ کل میں چارپائی کا بان وٹ رہا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ چارپائی کی ضروریات تیار کر رہا تھا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ کیا قادیانی عقیدہ کے مطابق تمام انبیائے

کرام فوت ہو گئے ہیں؟ اس نے کہا ہاں! میں نے پوچھا کہ کیا کوئی زندہ بھی ہے؟ کہنے لگا نہیں کوئی بھی زندہ نہیں، سب فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کوئی نبی زندہ ہے تو آپ اس کے متعلق کیا کہیں گے؟ کہنے لگا کہ ایسا شخص قرآن کی تعلیمات سے ناواقف ہے اور ایسا عقیدہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ اس پر میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب نے ایسا کبھی نہیں کہا اور نہ ان کی کوئی ایسی تحریر ہی موجود ہے؟ اس پر میں نے مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل تحریر پیش کی:

❑ ''یہ وہی موسیٰ علیہ السلام مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے، اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مُردوں میں سے نہیں۔''

(نور الحق ص 50 مندرجہ روحانی خزائن ج 8 ص 68، 69 از مرزا قادیانی)

پھر میں نے مرزا قادیانی کی کتاب سے ایک اور تحریر پیش کی:

❑ "أعيسى حیّ ومات المصطفى؟ تلک اذا قسمة ضيزى! اعدلوا هو أقرب للتقوى. واذا ثبت ان الانبياء كلهم أحيا فى السموات، فأى خصوصية ثابتة لحياة المسيح، أهو يأكل و يشرب وهم لا يأكلون ولا يشربون؟ بل حياة كليم الله ثابت بنص القرآن الكريم. ألا تقرء فى القرآن ما قال الله تعالىٰ و عزوجل: فلا تكن فى مرية من لقائه؟ وانت تعلم ان هٰذه الآية نزلت فى موسىٰ فهى دليل صريح على حيات موسىٰ عليه السلام. لانه لقى رسول الله صلى الله عليه وسلم والاموات لا يلاقون الاحياء، ولا تجد مثل هٰذه الآيات فى شان عيسىٰ عليه السلام. نعم

(حمامۃ البشریٰ ص 35 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 221 از مرزا قادیانی)

(ترجمہ) ''کیا عیسیٰ زندہ ہیں اور مصطفیٰؐ فوت ہو گئے یہ تو نامعقول تقسیم ہے۔ انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ تمام انبیا آسمانوں میں زندہ ہیں تو پھر حیات مسیح کی کونسی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ کیا وہ وہاں کھاتا پیتا ہے اور

دوسرے انبیا کھاتے پیتے نہیں بلکہ حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ کا زندہ ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کیا تو قرآن کریم میں نہیں پڑھتا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فلا تکن فی مریہ من لقائہ** (السجدہ:23) تو اس کی ملاقات کے بارے میں شک نہ کر اور تو جانتا ہے کہ یہ آیت موسیٰؑ کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ آپ کی حیات پر واضح دلیل ہے کیونکہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ اور مُردے زندوں سے نہیں ملتے اور تو ایسی آیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں نہیں پائے گا۔ ہاں۔"

ان دونوں حوالوں کو دیکھنے کے بعد سخت سردی کے باوجود شاہد بشیر قادیانی کے چہرے پر پسینہ آ گیا اور وہ پانی پینے لگا۔ اسے مخبوط الحواسی کے عالم میں سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان حوالہ جات کی موجودگی میں وہ کیا کرے؟ وہ کبھی کتاب کو دیکھتا تھا اور کبھی حوالوں کو۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ لوگ جو اعتراضات حیات عیسیٰ علیہ السلام پر کرتے ہیں، وہی اعتراضات حیات موسیٰ علیہ السلام پر کیوں نہیں کرتے؟ اس پر اس کی حالت دیدنی تھی۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ قرآن مجید کی آیت **وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّادُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ** (مائدہ:117) ترجمہ: "میں ان کی نگہبانی کرتا رہا۔ جب تک ان کے درمیان موجود رہا۔ پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ان کا نگہبان اور رکھوالا تھا"، کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں یعنی "اس آیت میں صریح طور پر بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ، عیسائیوں کے بگڑنے سے لاعلمی ظاہر کریں گے اور کہیں گے کہ مجھے تو ان کے حالات کی اس وقت تک خبر ہے جب تک میں ان میں تھا، اور وفات کے بعد کی خبر نہیں۔"

میں نے عرض کیا کہ یہ آیت یا دوسری آیات جن کو مرزا قادیانی یا آپ لوگ وفات مسیح کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں، چودھویں صدی میں نازل نہیں ہوئیں، پہلے بھی وہ قرآن مجید میں موجود تھیں اور گزشتہ تیرہ چودہ صدیوں کے اکابرین امت رحمہم اللہ اور مجددین ملت کی نظر سے وہ اوجھل نہیں تھیں، اور سب سے بڑی بات کہ آنحضرت ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمہم اللہ اور تمام صدیوں کے اکابرین امت رحمہم اللہ ان آیات کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور دوبارہ تشریف لانے کا عقیدہ رکھتے تھے، خود مرزا قادیانی لکھتا ہے:

☐ "مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے، جس کو سب

نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے، اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے، انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔"

(ازالہ اوہام ص 557 طبع اول، روحانی خزائن ج 3 ص 400 از مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ یہ بات عقلاً وشرعاً ناممکن اور محال ہے کہ قرآن کریم کی آیات کا مطلب (نعوذ باللہ) نہ آنحضرت ﷺ نے سمجھا ہو، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، نہ تابعین عظام رحمہم اللہ نے، نہ 14 صدیوں کے اکابر امت اور مجددین ملت نے۔ پس اگر ان آیات کا وہی مطلب ہوتا جو آپ بیان کر رہے ہیں تو مرزا قادیانی کو وفات مسیح کے عقیدے کا اعلان کرنے کی ضرورت نہ تھی، بلکہ یہ عقیدہ روز اوّل سے امت میں متواتر چلا آنا چاہیے تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، وہ دوبارہ نہیں آئیں گے۔ لیکن اس کے برعکس ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے لے کر آج تک، تمام اکابرین امت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھتے چلے آ رہے ہیں اور اس عقیدہ کی حقانیت قرآن کریم کی آیات بینات اور احادیث متواترہ سے ثابت کرتے آئے ہیں۔ تفسیر، حدیث اور عقائد کی تمام کتابوں میں اس عقیدے کو جلی عنوان سے ذکر کیا گیا ہے، اب انصاف کیجئے کہ آنحضرت ﷺ سے لے کر تمام اکابر امت کا عقیدہ تو غلط ہو اور قرآن کریم کی آیات بینات کا مطلب نہ سمجھیں اور مرزا قادیانی کا عقیدہ جو نیچریوں کی تقلید میں اپنایا گیا، وہ صحیح ہو اور آپ لوگ قرآن کریم کی ان آیات کا مطلب سمجھ جائیں، کیا کسی کی عقل میں یہ بات آ سکتی ہے؟ اس نکتہ کو سامنے رکھ کر آپ خود اپنے ضمیر سے فیصلہ لیں کہ "براہین احمدیہ" میں مرزا قادیانی نے صحیح عقیدہ لکھا تھا، بعد میں وہ پٹڑی سے کیوں اتر گیا؟

میں نے عرض کیا کہ آیت کریمہ "فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي" وفات مسیح کو ثابت نہیں کرتی بلکہ خود قادیانی عقیدے کی جڑ کو کاٹتی ہے، کیونکہ اس آیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کی دو حالتیں ذکر کی گئی ہیں، پہلی قوم کے درمیان موجود رہنے کی، جس کو "وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ." میں ذکر فرمایا گیا ہے، اور دوسری اس کے بالمقابل قوم کے درمیان غیر موجودگی کی، جس کو "تَوَفَّيْتَنِي" میں ذکر کیا گیا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں عرض کر رہے ہیں کہ میں جب تک ان کے درمیان موجود رہا، تب تک ان کے احوال پر

مطلع رہا، اور ان کی نگرانی کرتا رہا کہ کوئی غلط عقیدہ نہ اپنا لیں، پھر جب میرے ان کے درمیان قیام کی مدت پوری ہوگئی اور آپ نے ان کے درمیان سے مجھے اٹھا لیا تو اس کے بعد آپ ہی ان کے نگہبان تھے، اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا، نہ اس کی کوئی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مسلمان مفسرین یہاں توفی کی تفسیر رفع آسمانی سے کرتے ہیں، اور اس تفسیر کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اپنی قوم کے درمیان رہنے اور پھر ان کے اٹھائے جانے کی دو حالتوں کے درمیان تقابل، بالکل واضح ہے، یعنی جب تک نہیں اٹھائے گئے۔ اس وقت تک قوم کے درمیان تھے، اور جب ان کو اٹھا لیا گیا تو قوم کے درمیان نہیں رہے، لیکن مرزا قادیانی یہاں توفی کے معنی موت کے کرتا ہے، اور اسی کے ساتھ اس کا بھی قائل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی، وہ صلیب پر "کَالْمَیِّت" ہو گئے، تو تین دن تک ایک قبر نما حجرے یا حجرہ نما قبر میں ان کے زخموں کا علاج کیا گیا، اور پھر وہ بھاگ کر کشمیر چلے آئے، یہاں 80,70 سال زندہ رہنے کے بعد ان کا انتقال ہو گیا، گویا مرزا قادیانی کے بقول عیسیٰ علیہ السلام کی تین حالتیں تھیں، ایک قوم کے درمیان قیام پذیر رہنے کی، دوسری کشمیر کی طرف ہجرت کر کے ایک عرصہ تک زندہ رہنے کی اور تیسری موت کی۔ مرزا کی اس تقریر کے مطابق ان دونوں حالتوں میں جو قرآن کریم میں ذکر کی گئی ہیں، کوئی تقابل نہیں رہتا، مرزا قادیانی کے عقیدے کے مطابق تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ فرمانا چاہیے تھا کہ میں جب تک ان کے درمیان موجود رہا ان پر گواہ رہا، پھر میں نے کشمیر کی طرف ہجرت کی تو آپ ان کے نگہبان تھے، الغرض "فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ" کے معنی یہ ہیں کہ جب تو نے مجھے اپنی تحویل میں لے کر آسمان پر اٹھا لیا تو آپ ہی نگہبان تھے، کوئی سی تفسیر اٹھا کر دیکھ لیجئے، آپ کو یہی تفسیر ملے گی، اس لیے مرزا قادیانی نے آیت کا جو مفہوم بیان کیا ہے، وہ خود اس آیت کی رُو سے غلط ٹھہرتا ہے۔

میں نے عرض کیا ایک نکتہ اور بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے۔ وہ یہ کہ جب کسی نبی کو اپنی قوم کے درمیان سے ہجرت کر جانے کا حکم ہوتا ہے تو سنت اللہ یوں ہے کہ یا تو اس قوم کو تہس نہس کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ اور حضرت شعیب علیہم السلام کی قوموں کے واقعات قرآن کریم میں ذکر کیے گئے ہیں، یا پھر اس نبی کو فاتحانہ شان سے قوم میں واپس لایا جاتا ہے اور قوم اس کی مطیع ہو جاتی ہے جیسا کہ ہمارے آقا آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہوا کہ آپ ﷺ جس شہر سے ہجرت فرما کر گئے تھے، سات سال

بعد اس میں فاتح کی حیثیت سے واپس تشریف لائے اور پوری قوم آپ ﷺ کی مطیع ہوگئی۔ اہل اسلام کے نزدیک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان پر تشریف آوری ان کی ہجرت تھی، مگر ان کے تشریف لے جانے کے بعد ان کی قوم (یہود) کو عاد و ثمود کی طرح ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ ان کا معاملہ قرب قیامت تک ملتوی رکھا گیا، قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دجال کو قتل کرنے کے لیے، جو اس وقت یہود کا سربراہ ہوگا، واپس تشریف لائیں گے، جو لوگ آپ پر ایمان لائیں گے وہ باقی رہ جائیں گے، باقی سب کا صفایا کر دیا جائے گا، جیسا کہ احادیث مبارکہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے قول کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے، وہیں فوت ہو گئے، ان کے جانے کے بعد نہ قوم کو ہلاک کیا گیا اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واپس لایا گیا، مرزا قادیانی کا یہ قول سنت اللہ کے قطعاً خلاف ہے، اگر عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت آسمان کی طرف نہیں بلکہ کشمیر کی طرف ہوئی تھی تو وہاں ان کی گمنامی میں موت واقع نہ ہوتی، بلکہ ان کو فاتحانہ شان سے دوبارہ ان کی قوم میں واپس لایا جاتا۔

میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کو قرآن سے اپنی مطلب براری کے سوا کوئی تعلق نہیں تھا، اس لیے اس نے جیسا موقع دیکھا، قرآن کریم کی آیات کا مطلب گھڑ لیا، زیر بحث آیات کا یہ مطلب نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اپنی قوم کے بگاڑ سے لاعلمی کا اظہار فرمائیں گے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس بگڑی ہوئی قوم سے اپنی برأت فرمائیں گے کہ میں جب تک ان کے درمیان قیام پذیر رہا، ان کی پوری پوری نگرانی کرتا رہا کہ کسی غلط عقیدہ میں مبتلا نہ ہو جائیں، پھر جب آپ نے مجھے اٹھایا تو میری ذمہ داری ختم ہو گئی، اس کے بعد اگر انھوں نے گمراہی اختیار کی ہے تو میں ان سے بری الذمہ ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قوم کے بگاڑ کا علم ہونے یا نہ ہونے کی بات ہی زیر بحث نہیں کہ وہ یہ جواب دیتے کہ مجھے علم نہیں، جو بات زیر بحث ہے کہ کیا تم نے ان لوگوں سے کہا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لینا؟ اس کے جواب میں وہ عرض کریں گے کہ توبہ! توبہ! میری کیا مجال کہ میں ان سے ایسی بات کہتا، میں نے تو ان کو توحید کی تعلیم دی تھی، اور جب تک ان میں رہا، ان کے عقیدۂ توحید کی پوری پوری نگرانی کرتا رہا، یہ میرے اٹھائے جانے کے بعد بگڑے ہیں، جس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں بلکہ خود انہی پر عائد ہوتی ہے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قرب قیامت دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو کیا وہ نبی ہوں گے یا امتی؟ اگر نبی ہوں گے تو یہ بات ختم نبوت کے خلاف ہے اور اگر نبی نہ ہوں گے تو کیا وہ نبوت کے منصب سے معزول ہو جائیں گے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت امتی تشریف لائیں گے اور شریعت محمدیہ ﷺ پر عمل کریں گے۔ ان کا نزول بحیثیت نبی نہیں ہوگا۔ ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے منافی نہیں ہے کیونکہ وہ تشریف لانے کے بعد نبی اللہ تو ہوں گے مگر اپنی پرانی شریعت پر عمل نہیں کروائیں گے۔ جیسے کہ ہمارے ہاں صدر مملکت اگر بیرون دورہ پر برطانیہ جائیں تو وہ صدر تو ہوں گے مگر انھیں برطانیہ کے قوانین کی پابندی کرنا پڑے گی۔ ان کا کوئی حکم برطانیہ پر لاگو نہ ہوگا۔ اس طرح حضرت عیسیٰ کی نبوت کا دور ختم ہو گیا۔ اب وہ حضور نبی کریم ﷺ کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور شریعت محمدیہ ﷺ کے علمبردار ہوں گے۔

شاہد بشیر قادیانی کہنے لگا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو شریعت محمدیہ ﷺ کس سے پڑھیں گے؟ کیا ان کو وحی ہوگی؟ اگر وحی ہوگی تو کیا وحی بند نہیں ہو چکی؟ میں نے عرض کیا کہ نبی دنیا میں کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اس کی تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوتی ہے۔ وہ مرزا قادیانی کی طرح انسانوں سے تعلیم حاصل نہیں کرتے۔ اس سے بڑھ کر نبوت کی اور کیا توہین ہو سکتی ہے کہ مرزا قادیانی سبق یاد نہ کرنے پر اپنے استادوں کے سامنے کان پکڑ کر مرغا بنتا رہا۔ یہ سوال کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان پر وحی نبوت نہ ہوگی، کیونکہ وحی نبوت بالکل بند ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ان کو تعلیم فرمائیں گے۔ علم لدنی سے نوازیں گے۔ اور الہام، کشف اور مبشرات سے ان کی راہنمائی فرمائیں گے۔

اس طرح قیامت کے روز اللہ تعالیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے احسانات جتلاتے ہوئے فرمائیں گے۔

- واذعلمتک الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل. (المائدہ:110)

اور اے عیسیٰ یاد کرو جبکہ میں نے تجھے الکتاب (قرآن) حکمت، تورات اور انجیل کی خود تعلیم دی تھی۔

مرزا قادیانی قرآن کریم کی ان تصریحات کا انکار کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان تراشی کرتا ہے کہ انھوں نے تورات ایک یہودی استاد سے پڑھی تھی۔ میں نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا:

- ''ہمارے نبی ﷺ نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی استاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔''

(ایام الصلح ص 147 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 394 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد قادیانی سے کہا کہ کیا یہ کھلا جھوٹ نہیں؟ کیا اس سے اللہ تعالیٰ پر وعدہ خلافی کا الزام نہیں آتا؟ اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بقول مرزا قادیانی، تورات ایک یہودی استاد سے پڑھی ہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے احسانات ذکر کرتے ہوئے یہ کیسے فرمائیں گے کہ تورات کی تعلیم بھی میں نے تجھے دی تھی۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ سے یہ عرض نہیں کریں گے کہ اے اللہ! تورات آپ نے کب مجھے پڑھائی تھی میں نے تو ایک یہودی استاد سے پڑھی تھی! حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا کسی مکتب میں بیٹھنا ثابت نہیں۔ یہ دونوں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں پر بہتان اور جھوٹ ہے۔

خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

- "ان المسیح ینزل من السماء بجمیع علومه."

(آئینہ کمالات اسلام ص 409 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 409 از مرزا قادیانی)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے کامل علوم کے ساتھ نازل ہوں گے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دمشق کی مرکزی جامع مسجد کے مشرقی سفید منارے کے قریب نازل ہوں گے تو ان کے لیے سیڑھی کا انتظام کیا جائے گا تاکہ وہ زمین پر اتر آئیں، کیا وہ خود زمین پر نہیں اتر سکتے؟ میں نے کہا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ قدرت کے خلاف نہیں۔ لیکن حکمت یہ ہے کہ انھیں منارے تک فرشتوں کے ذریعے لایا جائے اور وہاں سے مسلمان انھیں سیڑھی کے ذریعے نیچے اتاریں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ سچا مسیح آسمان سے نازل ہوا ہے اور جھوٹا مسیح ماں کے پیٹ سے۔ ظاہر ہے مرزا قادیانی کی ماں کا پیٹ آسمان نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اور مرزا قادیانی میں کسی بھی قسم کی کوئی مماثلت یا مشابہت نہیں ہے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام دمشق میں نازل ہوں گے، پھر اسرائیل، فلسطین میں واقع بیت المقدس جائیں گے، وہاں دجال اور اس کی فوج کو قتل کرنے کے بعد مکہ مکرمہ (سعودی عرب) تشریف لائیں گے تو ان کے پاس پاسپورٹ کہاں سے آئے گا، ان کے پاس کس ملک کی نیشنلٹی ہوگی، زرمبادلہ کہاں سے لائیں گے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کا یہ سوال محض ایک دھوکہ ہے۔ حدیث شریف کی رُو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاکم ہوں گے یعنی پوری دنیا کے مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے۔ ان کی تشریف آوری پر پوری دنیا مسلمان ہو جائے گی۔ ہر طرف اسلام کا جھنڈا لہرائے گا۔ پوری دنیا ایک اسلامی ملک بن جائے گی۔ لہٰذا پاسپورٹ، ویزا اور زرمبادلہ کی بحث فضول اور کم علمی کا نتیجہ ہے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انھوں نے اپنے انبیا کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔" میں نے عرض کیا کہ آپ کا یہ استدلال کم فہمی کا نتیجہ ہے۔ مذکورہ حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی دلیل نہیں بلکہ حیات کی دلیل ہے۔ اس حدیث شریف کی رُو سے اگر مسیح علیہ السلام فوت شدہ ہوتے، یا دنیا میں کہیں ان کی قبر ہوتی تو نصاریٰ انھیں سجدہ گاہ بناتے مگر پوری دنیا میں ایسا نہیں ہے۔ اگر قبر ہی نہیں ہے تو پھر سجدہ گاہ کہاں؟ لہٰذا اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیات نہیں بلکہ ایک ہی شخصیت ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے، **لا مھدی الا عیسٰی ابن مریم** اور **عیسٰی ابن مریم اماماً مھدیاً**۔

میں نے عرض کیا کہ حدیث پاک کا وہ حصہ جو آپ نے پیش کیا **لا مھدی الا عیسٰی ابن مریم** اور ترجمہ یہ کیا کہ سوائے عیسیٰ ابن مریم کے اور کوئی مہدی نہیں۔ یا یہ کہ "**عیسٰی ابن مریم اماماً مھدیاً**" ان عبارتوں سے آپ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی وجود کے نام ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ لفظ **اماماً مھدیاً** صفاتی طور پر آیا ہے۔ مثلاً ایک شخص کا نام ہے حکیم ضیاء الدین۔ حکیم، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کیا یہ صفتیں ایک ہی وجود میں ہو

سکتی ہیں۔ مثلاً خدا، ضیاء، دین، ہرگز نہیں۔ یہ تو تھا عقلی جواب۔ اب حدیث کا جواب حدیث سے ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ لفظ ''مہدیٰ'' کا لفظ ''واؤ'' کے بغیر ہے۔ اس لیے مسیح ہی مہدی ہے۔ حدیث پاک میں ہے:فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین. پس تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین المهدین کی سنت لازمی ہے۔اس حدیث پاک میں خلفائے راشدین کے لفظ کے ساتھ ہی بغیر واؤ کے لفظ مہدی نہیں بلکہ مہدین لکھا ہوا ہے۔ اب پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا خلفائے راشدین اور امام مہدی ایک ہی وجود کے سارے نام ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مہدی ہیں اور خلفائے راشدین بھی مہدی ہیں۔

حدیث پاک میں ہے:لن تهلک امة انا فی اولها و عیسیٰ ابن مریم فی آخرها والمهدی فی اوسطها۔ ہرگز نہ ہلاک ہوگی ایسی امت جس کے ابتدا میں، میں ہوں اور اس کے آخر میں عیسیٰ ابن مریم اور مہدی اس کے مابین۔ (کنزالعمال ج7 ص 187)

اس حدیث پاک میں دونوں کا ذکر علیحدہ علیحدہ آیا ہے۔ اس طرح جتنی بھی احادیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے امام مہدی کا ذکر فرمایا ہے، اس سے مراد محمد بن عبداللہ ہے اور مسیح سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم ہے۔ دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک تمام صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، محدثین، مفسرین، اور جید علمائے کرام ان کا علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے آئے ہیں۔ اور تمام حدیث کی کتابوں میں محدثین نے ان کے علیحدہ علیحدہ باب لکھے ہیں۔ مثلاً ایک باب ظہور امام مہدی اور ایک باب نزول عیسیٰ علیہ السلام۔ اگر حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی وجود کے دو نام ہوتے تو پھر ان دونوں کا علیحدہ علیحدہ باب باندھنے کا کیا مقصد تھا؟

میں نے مزید عرض کیا کہ ''لامهدی الاعیسی'' ابن ماجہ کی روایت ہے جو سند کے اعتبار سے بالکل ساقط اور غیر معتبر ہے۔ یہ حدیث ان بے شمار احادیث صحیحہ اور متواترہ کے خلاف ہے، جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی کا دو الگ الگ شخصیات ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے۔

علاوہ ازیں خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے ''اس لیے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے۔'' (تحفہ گولڑویہ: ص 47، مندرجہ روحانی خزائن:

ج 17، ص 167) لفظ ''تینوں'' سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں اور سابقہ حدیث بذات خود اس بات کا علیحدہ ثبوت ہے کہ یہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی غور سے پڑھنے کے بعد خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا یہ ایک ہستی کے ہی دو نام ہیں یا علیحدہ علیحدہ دو ہستیاں ہیں۔ جبکہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں ان کی جائے پیدائش، حسب ونسب، اپنے ناموں اور والدین کے ناموں کا فرق، مقام ظہور، چہروں کی رنگت، جسمانی قد وقامت کا فرق، بالوں کا فرق، عمر میں مختلف زندگی کے کارنامے، تبلیغ اور جہاد کا فرق، زمانہ حکومت اور مقام وفات کے بالکل علیحدہ علیحدہ حالات موجود ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ایسے بین ثبوت اور اظہر من الشمس نظائر کی موجودگی میں آپ اور آپ کے بڑے ان ناقابل تردید حقائق پر پردہ ڈالنے کی خاطر غلط تاویلیں کر کے سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حدیث میں آتا ہے ''کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم'' (بخاری) اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم اتریں گے اور وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ اس حدیث میں امامکم منکم سے مراد وہ (امام) عیسیٰ علیہ السلام ہے جو مسلمانوں میں سے ایک ہوگا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔''

میں نے عرض کیا کہ اس حدیث مبارکہ میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ینزل فیکم اور سیدنا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے لیے و امامکم منکم کے الفاظ مذکور ہیں۔ فیکم اور امامکم کی صراحت سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔ حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ایک دوسرے امام کا ذکر ہے جو بالاتفاق تمام مفسرین، محدثین و مجددین، حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث پیش کیں۔

- فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرھم: تعال صل لنا فیقول: لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ ھذہ الامة. (مسلم ج 1 ص 87)

''پس عیسیٰ ابن مریم اتریں گے مسلمانوں کا امیر کہے گا، آیئے! نماز پڑھایئے۔ وہ

فرمائیں گے نہیں۔ تم میں سے بعض، بعض پر امیر ہیں، اس تعظیم کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ کو عطا فرمائی۔"

- **وامامهم رجل صالح فبينما امامهم قدتقدم يصلی بهم الصبح اذ نزل عليهم عيسىٰ ابن مريم الصبح فرجع ذالک الامام ينكص يمشی القهقری ليتقدم عيسىٰ ابن مريم يصلی بالناس فيضع عيسىٰ يده بين كتفيه ثم يقول له: تقدم فصلّ فانها لک اقيمت فيصلی بهم امامهم.**
(ابن ماجہ ص 308)

"مسلمانوں کا امام ایک مرد صالح (مہدی ؓ) ہوگا۔ پس جس وقت وہ امام انہیں نماز فجر پڑھانے کے لیے آگے بڑھے گا، اچانک حضرت عیسیٰ ابن مریم اس وقت (آسمان سے) اتریں گے، پس وہ امام آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹے گا تا کہ حضرت عیسیٰ کو آگے بڑھائے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ اپنا ہاتھ اس (حضرت مہدی ؓ) کے کندھے پر رکھیں گے اور کہیں گے، آپ آگے بڑھیے اور نماز پڑھایئے کیونکہ آپ ہی کے لیے اقامت کہی گئی ہے۔ چنانچہ ان کا امام (حضرت مہدی ؓ) انہیں نماز پڑھائے گا۔"

ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ نزول کے وقت امامت، حضرت امام مہدی ؓ ہی کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت کی نماز، امام مہدی ہی کی اقتداء میں ادا کریں گے۔ ان احادیث سے یہ بات بھی صاف طور پر معلوم ہوگئی کہ نزول مسیح کے وقت امام مہدی پہلے موجود ہوں گے۔

لہٰذا "امامکم منکم" کا ترجمہ...... "وہ ابن مریم تم میں سے تمہارا امام ہوگا" صحیح نہیں بلکہ ترجمہ یوں ہونا چاہیے...... "تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا" یعنی وہ امام پہلے سے موجود ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امام کی اقتداء کریں گے۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت امام مہدی ؓ سے افضل و برتر ہوں گے، پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے امامت کے فرائض امام مہدی کیوں ادا کریں گے اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہی کو آگے بڑھانے پر کیوں اصرار کریں گے جبکہ افضل طریقہ چھوڑ کر غیر افضل طریقہ کیوں اختیار کریں گے؟ میں نے عرض کیا کہ اس سوال کا

جواب بھی شارحین حدیث نے دیا ہے۔ چنانچہ ابن جوزی ؒ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت کے لیے آگے بڑھیں گے تو یہ شبہ پیدا ہونے لگے گا کہ پتہ نہیں حضرت عیسیٰ کا آگے بڑھنا، رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور نائب کی حیثیت سے ہے یا مستقل شارع کی حیثیت سے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی شبہ کو دور کرنے کے لیے امام مہدی ؓ کے پیچھے مقتدی بن کر نماز پڑھیں گے تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ان کا نزول بحیثیت شارع کے نہیں، بلکہ بحیثیت شریعت محمدیہ ﷺ کے ایک تبع کے ہے، یہاں تک کہ نبی ہونے کے باوجود انھوں نے امت محمدیہ کے ایک فرد کے پیچھے نماز پڑھ لی۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان لانبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوسکتا) کی عملی تصدیق ہوگئی۔

(فتح الباری ج 6 ص 493)

لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنی تشریف آوری کے وقت صرف ایک نماز حضرت امام مہدی کی اقتداء میں پڑھ لیں گے تو اس سے تمام شکوک وشبہات رفع ہو جائیں گے اور شریعت محمدیہ ﷺ کا استقلال و دوام ثابت ہو جائے گا۔ پھر بعد میں مستقلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی تمام نمازوں کی امامت فرمائیں گے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ اس اعتبار سے تو خاتم النبیین حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوئے کیونکہ ان کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا جبکہ حضور ﷺ، خاتم النبیین نہ ہوئے کیونکہ ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کے اس اعتراض کا جواب میں پہلے بھی دے چکا ہوں، اب دوبارہ مختصراً عرض کرتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کا نزول، حضرت عیسیٰؑ کی بعثت نہ ہوگی کیونکہ حضرت عیسیٰ تو حضور ﷺ سے کئی سو سال پہلے مبعوث ہو چکے تھے۔ عقیدہ ختم نبوت کا دارومدار بھی بعثت پر ہی ہے۔ جب بعثت نہ ہوئی تو حضرت عیسیٰ کا نزول، ختم نبوت کے منافی نہ ہوا۔ اس طرح خاتم النبیین حضور ﷺ ہی رہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگوں کا اس وقت (خوشی سے) کیا حال ہوگا جب تم میں عیسیٰؑ ابن مریم (آسمان سے) اتریں گے اور تمہارا امام تمھیں میں سے ہوگا۔“ اس

خوشی کی ایک ہی شکل ہو سکتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے امت محمد یہ کا یہ اعزاز کہ امامت، امت کا ہی کوئی فرد کرے۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ، امت محمد یہ ﷺ کے ایک فرد ہوں گے جو نزول مسیح علیہ السلام کے وقت موجود ہوں گے۔ لہٰذا دونوں ایک شخصیت نہیں، دو مختلف شخصیتیں ہیں۔

ایک مختصر سے وقفے کے بعد شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اگر موجود ہیں تو وہاں کیا کھاتے پیتے ہوں گے اور رفع حاجت کہاں کرتے ہوں گے؟ اس پر میں نے عرض کیا کہ خوراک کا استعمال انسان کی زندگی کے لیے دائمی شرط نہیں ہے اور نہ علت اور سبب ہے بلکہ یہ ایک عادت عرفیہ ہے کہ انسان عموماً تین وقت کھانا کھاتا ہے، بعض لوگ دو وقت اور بعض صرف ایک وقت کھانا کھاتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ ایک وقت میں اتنی خوراک کھا کر ہضم کر لیتے ہیں جتنی کہ عام طور پر چار پانچ آدمیوں کی خوراک ہوتی ہے اور اس کے برعکس بعض لوگ بہت معمولی خوراک کھا کر بھی زندہ رہتے ہیں، اسی طرح بعض مریضوں کو خون کی نالیوں کے ذریعے مصنوعی طریقے سے غذائی اجزا پانی میں شامل کر کے استعمال کرائے جاتے ہیں اور ان کا کھانا پینا بالکل بند کر دیا جاتا ہے، اور اسی حالت میں وہ مریض کئی کئی سال تک زندہ رہتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ انسان کی زندگی کے لیے کھانا شرط دائمی نہیں بلکہ عادت عرفیہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو خرقِ عادت پر بھی قادر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کئی خرقِ عادت امور انبیا و اولیا کے ہاتھوں ظاہر فرماتا ہے۔ مثلاً: پتھر کی سنگلاخ چٹان میں سے گابھن اُونٹنی کا نکالنا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کو ٹھنڈا کرنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں عصا کا سانپ بن جانا وغیرہ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف کو کھانے پینے اور رفع حاجت کے بغیر تین سو (300) سال تک سلائے رکھا۔ اس طرح اصحابِ کہف تین صدیوں سے بھی زیادہ عرصہ کھانے کے بغیر مرے نہیں بلکہ زندہ ہی رہے۔ اسی طرح خرق عادت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو جو موت کے ڈر سے جہاد سے منہ پھیر کر گھروں سے بھاگ نکلی تھی، ان سب کو اللہ تعالیٰ نے مار دیا اور پھر زندہ کر دیا۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم

الله موتوا ثم احیاھم...... (البقرہ:243)

ترجمہ: "کیا تو نے ان لوگوں کونہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے ڈر سے گھروں سے نکل گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انھیں فرمایا کہ مرجاؤ پھران کو زندہ کر دیا۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیز علیہ السلام اوران کے گدھے کو سو سال تک مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دیا۔ اسی سورہ میں ارشاد ہوتا ہے:

او کالذی مر علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا. قال انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا. فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ قال کم لبثت. قال لبثت یوما او بعض یوم. قال بل لبثت مائۃ عام فانظر الی طعامک و شرابک لم یتسنہ. وانظر الی حمارک. ولنجعلک ایۃ للناس. وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما. فلما تبین لہ. قال اعلم ان اللہ علی کل شی قدیرo (البقرہ:259)

ترجمہ: "یا اس شخص کی مانند جو ایسی بستی کے پاس سے گزرا جس کی چھتیں گر چکی تھیں (تباہ و برباد اور ویران ہو چکی تھیں) کہنے لگا اللہ تعالیٰ کیسے اس کی (بستی والوں کی) موت کے بعد زندہ کرے گا؟ پس اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال تک موت دے دی پھر اسے زندہ کیا۔ پوچھا تو کتنی دیر (مرا) رہا؟ کہنے لگا، ایک دن یا اس کا کچھ حصہ۔ فرمایا "بلکہ تو سو برس (مرا) رہا۔ پس دیکھ اپنے کھانے اور پانی کی طرف کہ خراب نہیں ہوئے اور اپنے گدھے کی طرف دیکھ اور تجھے ہم لوگوں کے لیے نشانی بناتے ہیں اور دیکھ (گدھے کی) ہڈیوں کی طرف، کس طرح ہم انھیں جوڑتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ پس جب اس پر (موت کے بعد زندہ ہونا) واضح ہو گیا تو پکار اٹھا کہ میں نے جان لیا بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ اسی طرح خرقِ عادت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا تھا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انھیں خرقِ عادت کے طور پر اپنی قدرت کاملہ سے زندہ مع روح و جسد کے آسمان پر اُٹھا لیا، اور پھر وہاں انھیں کسی قسم کی خوراک کے بغیر بھی زندہ رکھنا اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غذا کا انتظام فرمایا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے "ازالہ ادہام" ص 232 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 332 میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کھانے اور رفع حاجت کا گستاخانہ ذکر کیا ہے، اس ناہنجار کو اتنا بھی معلوم نہیں ہو

سکا کہ اہل سما کی غذا کیا ہوتی ہے؟ سیدہ اسما بنت یزید بن السکن انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب دجال آئے گا تو سخت قحط پڑے گا اور دجال اور اس کے متبعین کے سوا کسی کے پاس سے روٹی نہ مل سکے گی۔ حضرت نبی کریم ﷺ کی معصوم زبان مبارک سے یہ بات سن کر حضرت اسما رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ ہم لوگوں کو تو جب تک روٹی نہ ملے، صبر نہیں کر سکتے، تو اس وقت کے مومن بغیر روٹی کے کس طرح زندہ رہیں گے؟ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **یجزئھم ما یجزئ اھل السماء من التسبیح و التقدیس** (مشکوٰۃ 477) یعنی تسبیح و تقدیس جو اہل سما کی غذا ہے، وہی مومنوں کو کافی ہو گی۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن (یعنی اُن دنوں میں) مومنین کے لیے صرف وہی غذا کافی رہے گی جو ملائکہ کو کافی ہوتی ہے۔ اس پر حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ فرشتے کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں بلکہ وہ تو محض اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کرتے ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اس بات پر حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بس ان دنوں مومنین کی غذا بھی صرف وہی تسبیح ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل سما کی غذا اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس ہے، جس کے لیے دنیوی کھانے کی ضرورت ہے اور نہ رفع حاجت کی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے گستاخانہ انداز میں لکھا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ صرف تسبیح و تقدیس یعنی غذائے سماوی سے انسان کا زندہ رہنا خرقِ عادت ہے۔ جس کا اظہار انبیائے کرام علیہم السلام سے ہو تو اسے معجزہ کہا جاتا ہے اور اگر اولیاء اللہ سے ظاہر ہو تو اسے کرامت، اور عام مومنین سے ظاہر ہو تو اسے معونت کہا جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی خرقِ عادت کام اگر کسی کافر سے ظاہر ہو تو اسے استدراج کہتے ہیں اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں، اس لیے ان کا آسمان پر بغیر کھائے پیے زندہ رہنا معجزہ کہلائے گا۔

میں نے عرض کیا کہ خود مرزا قادیانی نے اولیاء اللہ کے لیے روحانی غذا کا اقرار کیا ہے:

☐ ''اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے اور اس کی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہی ہوتا ہے جس سے اس کے دل کو راحت پہنچتی ہے۔''

(براہین احمدیہ ج پنجم ص 58 ضمیمہ مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 216 از مرزا قادیانی)

میں نے مزید عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر وہی کچھ کھاتے پیتے ہیں جو جنت الفردوس میں حضرت آدم علیہ السلام کھاتے تھے اور اب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں۔

ان سب دلائل کے بعد میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ جب آپ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے تو کیا کھاتے پیتے تھے اور کہاں بول و براز کرتے تھے؟ اس پر اس نے اپنے ماتھے پر تیوری چڑھائی۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا جب تک جنت میں رہے تو وہ کہاں بول و براز کرتے تھے؟ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں 3 دن تک رہے، وہ کہاں بول و براز کرتے رہے؟ اصحاف کہف غار میں 300 سال تک سوئے رہے تو وہ کیا کھاتے پیتے اور کہاں بول و براز کرتے رہے؟ اللہ آپ کو عقل سلیم اور ہدایت نصیب کرے کہ آپ کو انبیائے کرام کے بارے میں سوال کرنے کا بھی سلیقہ نہیں۔

شاہد بشیر قادیانی نے مزید استفسار کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے موت کا لفظ استعمال نہیں کیا تو کیا وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کیا ان پر کل نفس ذائقه الموت کا اطلاق نہیں ہوتا؟

میں نے عرض کیا کہ آپ کا یہ اعتراض لاعلمی پر مبنی ہے۔ اہل اسلام میں سے کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (آل عمران: 185، الانبیاء: 35) کے اٹل قانونِ الٰہی سے مستثنیٰ نہیں سمجھتا اور انھیں اس قانونِ الٰہی سے مستثنیٰ سمجھنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اس آیت کا اطلاق تو آپ پر بھی ہوتا ہے، پھر آپ کیوں زندہ ہیں؟ کہنے لگا کہ ابھی میں نے موت کا ذائقہ نہیں چکھا۔ میں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ابھی موت کا ذائقہ نہیں چکھا۔ میں نے عرض کیا کہ طویل العمر ہونے اور دوام حیات میں بہت بڑا فرق ہے، مثلاً کوئی تو شیر خوارگی کے دوران ہی مر جاتا ہے، بعض لوگ جوانی میں اور بعض بوڑھے ہو کر مرتے ہیں جبکہ بڑھاپے کی کوئی حد مقرر نہیں۔ بعض سو سال سے پہلے ہی موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں اور بعض اس سے زیادہ عمر پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حد مقرر تو کی ہے مگر اس پر کسی کو بھی مطلع نہیں فرمایا کہ تو اتنی مدت زندہ رہنے کے بعد مرے گا یا کوئی شخص اس ایک خاص مدت تک زندہ رہے گا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی طوالت عمری پر تو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں

شہادت دی ہے کہ انھوں نے اپنی قوم کے سامنے نو سو پچاس سال تک توحید باری تعالیٰ اور تردید شرک کی تبلیغ فرمائی۔ فَلَبِثَ فِيهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا (العنکبوت:14) اور اس بات میں بھی شک کی کوئی گنجائش معلوم نہیں ہوتی کہ وقتِ بعثت حضرت نوح علیہ السلام کی عمر تیس چالیس سال تو ضرور ہوگی اور پھر طوفان کے بعد بھی کچھ مدت آپ علیہ السلام بقید حیات رہے ہوں گے۔ اس بات سے انکار کرنا سراسر نادانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں کو طویل عمریں عطا فرمائی ہیں، تو پھر اگر اللہ تعالیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک لمبی مدت تک زندہ رکھے تو اس سے دوام حیات مراد لے کر کل نفس ذائقة الموت کے غیر متبدل قانونِ الٰہی سے مستثنیٰ قرار دینا بھی سراسر نادانی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ احادیث مبارکہ میں صراحت کے ساتھ آیا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، آسمان سے نازل ہونے کے بعد باقاعدہ حکومت کریں گے، وغیرہ وغیرہ، اور پھر دوسرے لوگوں کی طرح ان کو بھی موت کا مزہ چکھنا پڑے گا، پھر ان کا جنازہ پڑھا جائے گا اور ان کا جسد خاکی مدینہ منورہ میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس دفن کیا جائے گا۔

شاہد بشیر قادیانی نے پوچھا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَادُمْتُ حَيًّا (مریم:31) کی رو سے وہ نماز کیا پڑھتے ہوں گے، زکوٰۃ کہاں ادا کرتے ہوں گے؟

میں نے عرض کیا کہ اس آیت مبارکہ سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس آیت مبارکہ کا مطلب صرف اتنا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں، تب تک اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ لیکن اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب جبکہ میں ماں کی گود میں ہوں، اس وقت بھی نماز پڑھوں اور زکوٰۃ ادا کروں، حالانکہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بحکم الٰہی اپنی معصوم زبانِ مبارک سے یہ کلام فرمایا تھا، اُس وقت ان میں نماز پڑھنے کی صلاحیت ہی نہیں تھی کیونکہ دودھ پیتا، گود کا بچہ نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا، اور نہ اس عمر میں وہ دولت ہی کے مالک تھے کہ زکوٰۃ ادا کرتے۔ البتہ آپؑ کا ماں کی گود میں بولنا خرقِ عادت ہے، جو نبوت ملنے سے پہلے کسی نبی سے صادر ہو تو اسے "ارہاص" کہتے ہیں۔ خیر یہ تو اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے۔ غیر نبی و غیر رسول بھی نابالغی کے دور میں نماز کا مکلف نہیں ہوتا، بلوغت کے بعد ہی اس پر نماز فرض ہوتی ہے۔ پھر

اس کا بھی مختلف حالات میں مختلف حکم ہوتا ہے۔ مثلاً حالت اقامت میں نماز پڑھنے کا جو حکم ہے، مرض میں وہ نہیں۔ نیز اسی روئے زمین پر بعض مقامات ایسے ہیں جہاں رات نہیں ہوتی۔ جب وقت نہیں تو نماز بھی نہیں اور وقت کا تعلق سورج کے طلوع و غروب سے ہے اور جہاں سورج ہے ہی نہیں، وہاں کونسا وقت اور کونسی نماز اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں، جہاں سورج نہ ہونے کی وجہ سے دن رات بھی نہیں ہیں، وقت ہمیشہ ایک جیسا رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس حال میں وہاں تشریف لے گئے تھے، اسی حالت میں واپس تشریف لائیں گے۔ چنانچہ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پالے تو انھیں میرا سلام کہے اور پھر ان کی علامت بتلاتے ہوئے فرمایا: فانه شاب و ضیئ احمر کہ وہ جوان اور نہایت صاف ستھرے، پاکیزہ اور خوبصورت سرخ رنگ کے ہوں گے۔

بہرحال آسمان پر دن رات میں وقت کی تقسیم نہیں، اس لیے وہاں کوئی نماز نہیں۔ البتہ وہ نماز کی بجائے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل میں ضرور مشغول رہتے ہیں جیسا کہ فقہائے کرام رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ ایام حیض ونفاس میں عورت کو چاہیے کہ وہ نماز کے بدلے جائے نماز پر بیٹھ کر تسبیح وتہلیل کرتی رہا کرے تاکہ عادت قائم رہے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ قیام آسمان کے دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل ہی نمازوں کی قائم مقام ہو۔ البتہ از روئے احادیث مبارکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تسبیح وتقدیس تو بہرحال کرتے ہیں، جو ان کے لیے غذا کے قائم مقام ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ جس طرح مسافر کو دو رکعتیں معاف ہو جاتی ہیں، ایسے ہی زمینی مسافر جب آسمان پر پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نماز میں تخفیف کر کے صرف تسبیح وتہلیل کو اس کا نعم البدل کر دیا ہو۔ بہرحال یہ سب امکانی صورتیں ہیں۔ لیکن جس وقت زمانہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس زمین پر تشریف لائیں گے تو اس وقت بدستور سابق شریعت محمدیہ کے موافق پنجگانہ نمازیں ادا کیا کریں گے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق قرآن مجید میں ہے عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ لہٰذا جب وہ نازل ہوں گے تو ان کے نزول والی قرآنی آیات کا کیا بنے گا؟ یہ آیات تو پھر بھی یہ کہہ رہی ہوں گی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، کیا یہ آیات منسوخ ہو جائیں گی؟

میں نے عرض کیا کہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے حضور نبی کریم ﷺ سے بہت سے وعدے کیے جو حضور ﷺ کے زمانہ میں ہی آپ ﷺ کی ذات سے وابستہ تھے، وہ وعدے پورے ہوئے مگر آیات آج بھی موجود ہیں اور پڑھی بھی جاتی ہیں۔ مثلاً

1- الم٥ غلبت الروم (الروم:1،2)

ترجمہ: ''الم۔ (اہل) روم مغلوب ہو گئے۔''

2- اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح. (النصر:1)

ترجمہ: ''جب اللہ کی مدد آ پہنچی اور فتح (حاصل ہو گئی)''

3- تبت یدا ابی لھب و تب. (اللھب:1)

ترجمہ: ''ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور ہلاک ہو جائے۔''

4- لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ امنین محلقین رء وسکم و مقصرین لا تخافون (الفتح:27)

ترجمہ: ''اگر اللہ نے چاہا تو مسجد حرام میں اپنے سر منڈوا کر اور اپنے بال کترواکر امن وامان سے داخل ہو گے اور کسی طرح کا خوف نہ کرو گے۔''

یہ تمام وعدے پورے ہوئے اور جب بات پوری ہو جائے تو آیت بدل نہیں جاتی بلکہ اور زیادہ شان سے چمکنے لگتی ہے کہ جن کا وعدہ تھا، وہ پورا ہو گیا۔ قرآن مجید میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی "مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "انا دعوۃ ابراھیم و بشری عیسی ابن مریم" (کنز العمال، صفحہ 384) اسی طرح جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ بھی فرمائیں گے کہ میں ان آیات کا بذات خود مصداق بن کر آیا ہوں تو ان کے نزول سے ان آیات کی عملی تفسیر مکمل ہو جائے گی اور یہ آیات اور زیادہ تابدار ہو جائیں گی نہ کہ منسوخ ہو جائیں گی۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے جہاد کو قطعاً حرام قرار دیا ہے۔ جبکہ قرآن پاک میں جہاد کے حکم اور فضیلت کے بارہ میں بے شمار آیات موجود ہیں، آپ بتائیں کہ اگر آپ ہمارا یعنی مسلمانوں والا قرآن مجید پڑھتے ہیں تو ان آیات تک پہنچنے پر آپ کیا کرتے ہیں؟ کیا ان آیات کو منسوخ سمجھ کر چھوڑ دیتے یا پڑھتے ہیں؟

1- ومن یقاتل فی سبیل اللّٰہ فیقتل او یغلب فسوف نوتیہ اجرا عظیما۔
(النساء:74)

ترجمہ: ''اور جو شخص خدا کی راہ میں جنگ کرے اور پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے ہم عنقریب اس کو بڑا ثواب دیں گے۔''

2- الذین امنوا وھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللّٰہ باموالھم و انفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ھم الفائزون۔ (التوبہ:20)

ترجمہ: ''اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے اور خدا کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرتے رہے خدا کے ہاں ان کے درجے بہت بڑے ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔''

3- انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابو و جاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللّٰہ اولئک ھم الصدقون۔ (الحجرات:15)

ترجمہ: ''بیشک مؤمن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور خدا کی راہ میں مال اور جان سے لڑے۔ یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔''

میں نے عرض کیا کہ آپ حضرات جہاد کی مذکورہ آیات کے بارہ میں جو توضیح کرتے ہیں، وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں آیات کے ساتھ بھی کر لیا کریں۔

شاہد بشیر قادیانی نے اسی سے ملتا جلتا ایک اور سوال کیا کہ آیت: "انی متوفیک ورافعک الی۔" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف رفع کی خبر دے رہی ہے۔ کیا ان کے نزول کے وقت یہ منسوخ ہو جائے گی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود قرآن مجید کی اس آیت کو منسوخ قرار دے کر آسمان سے دنیا کی طرف واپسی کا راستہ صاف کر لیں گے۔ ایسا نہیں اور یقیناً نہیں۔ قرآن کریم کی کوئی آیت کبھی بھی منسوخ نہیں ہوگی۔ لہٰذا یہ آیت رافعک الی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول "من السماء" کا راستہ قیامت تک روکے رکھے گی۔

میں نے عرض کیا کہ آیت: "انی متوفیک ورافعک الی" میں ایک واقعہ کا تذکرہ ہے۔ اس واقعہ کی حیثیت سے یہ آیت آج بھی غیر منسوخ ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد بھی غیر منسوخ رہے گی جیسا کہ "انی جاعل فی الارض خلیفہ" (البقرہ:30) اور "واذقلنا للملائکۃ اسجدو الآدم (البقرہ:34) میں ہے۔ میں نے کہا

کہ آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ نسخ امر و نہی میں ہوتا ہے۔ خبر یا واقعات منسوخ نہیں ہوا کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا ایک واقعہ ہے جو ہو چکا۔ اب آسمان سے نزول دوسرا واقعہ ہے۔ اپنے وقت پر اس دوسرے واقعہ کا ظہور یقیناً ہوگا۔ لہٰذا یہ آیت بدستور انہی معنوں میں پڑھی جاتی رہے گی بلکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی پڑھیں گے، جیسا کہ شوال 10ھ میں نازل ہونے والی آیت فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ (توبہ:2) آج بھی پڑھی جارہی ہے حالانکہ اب تک تو مکہ میں وہ کافر موجود نہیں ہیں جنہیں چار ماہ کی مہلت دی گئی تھی۔ اس میں اس واقعہ کا ذکر ہے جس میں مشرکین مکہ کو اطاعت، یا عدم اطاعت کی صورت میں جنگ کی دعوت دی گئی تھی۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیروں کو قتل کریں گے؟ کیا خنزیر کو قتل کرنا ان کی شان کے خلاف نہیں؟

میں نے عرض کیا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حدیث شریف کے الفاظ ویقتل الخنزیر سے قرونِ اولیٰ سے آج تک کے مسلمانوں نے صرف اور صرف ایک ہی مطلب لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) خود خنزیروں کو قتل نہیں کریں گے بلکہ ان کی تشریف آوری کے بعد جب دنیا میں خنزیر کھانے والی اور اس کا ریوڑ پالنے والی قوم نہ رہے گی، بلکہ وہ مسلمان ہو جائیں گے تو ان کے مسلمان ہو جانے پر جو لوگ خنزیر پالنے والے تھے، وہی اس کو قتل کرنے والے ہوں گے۔ کیونکہ قتل خنزیر کا سبب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ آپؑ کے حکم سے خنزیر قتل کیے جائیں گے اور آپؑ کے نزول کے بعد یہ سب کچھ ہوگا۔ اس لیے قتل کی نسبت آپؑ کی طرف کر دی گئی۔ مثلاً

1- جنرل ایوب خان نے 65ء کی پاک بھارت جنگ میں فتح حاصل کی حالانکہ لڑنے والے فوجی تھے، جنرل ایوب کے حکم سے اس کے زمانہ میں فتح ہوئی، اس لیے فتح کی نسبت ایوب خان کی طرف کی جائے گی۔

2- سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا حالانکہ یہ تاریخی فیصلہ کرنے والی قومی اسمبلی تھی مگر بھٹو صاحب کے زمانہ میں ہوا، اس لیے ان کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔

3- ہٹلر نے لاکھوں یہودیوں کو قتل کیا۔ حالانکہ قتل کرنے والی اس کی فوج تھی۔ نہ کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے ان سب کو قتل کیا تھا۔

اسی طرح خنزیر، عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں قتل ہوں گے مگر یہ برائی آپ کے زمانہ بعد از نزول اختتام پذیر ہو گی، اس لیے اس کا کریڈٹ احادیث میں آپ کو دیا گیا تو ایک برائی کو ختم کرنا اچھا فعل ہے نہ کہ قابل ملامت و باعث اعتراض؟ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ نے کبھی یہ بھی سوچا کہ قتل تو خنزیر ہوں گے مگر پریشان آپ ہیں۔ آخر کیوں؟ اور اگر قتل خنزیر سے بقول آپ کے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین لازم آتی ہے تو پھر آپ کی جماعت کے مفتی صادق کی کتاب "ذکر حبیب" میں لکھا ہے: مرزا قادیانی کے ایک مرید نے شکایت کی کہ لوگ مجھے کتا مار پیر کہتے ہیں۔ اس پر مرزا قادیانی نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے۔ حدیث شریف میں میرا نام "سور مار" لکھا ہے۔ (ذکر حبیب صفحہ 162 از مفتی صادق قادیانی) اس طرح مرزا قادیانی نے خود کو سور مارنے والا لکھا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ 231, 232 خزائن جلد 17 صفحہ 318-317)

میں نے عرض کیا کہ ان دونوں حوالہ جات میں مرزا قادیانی نے وہی بات کہی جو آپ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باعث ملامت بتاتے ہیں۔ اگر یہ بات عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باعث ملامت ہے تو مرزا قادیانی کے لیے کیوں نہیں؟ میں نے اس سلسلہ میں ایک اور حوالہ پیش کیا کہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد کا کہنا

☐ "مسیح موعود (مرزا قادیانی) اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لیے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کے لیے گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے سانسیوں اور گنڈیلوں (حرام خور) کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے؟ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آ جاتا تھا۔"

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 292-291)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی مارے خوشی کے جس مفروضہ پر

لوٹ پوٹ ہو رہا ہے، اس مضمون کا کہیں احادیث میں ذکر نہیں۔ یہ صرف اور صرف اس کذاب کی خود ساختہ کہانی اور جھوٹ کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام میں سے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی بعض خصوصیات کے پیش نظر امتیازی مقام کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بن باپ پیدا ہونا، ایک خاص موقع پر زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور قرب قیامت میں دوبارہ دنیا میں واپسی، ایسی امتیازی خصوصیات ہیں جن میں ان کا کوئی دوسرا مقابل نہیں۔ بقول شخصے: عیسائی اور قادیانی اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت مریم علیہ السلام سے ہمیشہ جو ولولہ انگیز محبت کا اظہار کرتے آئے ہیں، اس کا منبع قرآن حکیم ہی ہے۔ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ مسلمان مسیح علیہ السلام کا نام زبان پر لانے سے پہلے حضرت اور بعد میں علیہ السلام کا اضافہ کرتے ہیں۔ اور جو مسلمان بھی حضرت مسیح علیہ السلام کا نام ان مؤدبانہ الفاظ کے بغیر ادا کرتا ہے، اسے گستاخ سمجھا جاتا ہے۔ عیسائیوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کا نام حضرت محمد ﷺ کے نام مبارک سے چھ گنا زیادہ مرتبہ مذکور ہے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کا نام (25) مرتبہ اور حضرت محمد ﷺ کا نام (4) مرتبہ۔" اگرچہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا (25) مرتبہ براہ راست نام مذکور ہے لیکن اس کے علاوہ بھی قرآن مجید میں انھیں کئی ایک مؤدبانہ القابات دیے گئے ہیں۔ مثلاً ابن مریم (بمعنی مریم کا بیٹا) مسیح علیہ السلام (عبرانی مسایا) جس کا انگریزی میں کرائسٹ ترجمہ کیا گیا۔ عبداللہ (اللہ کا بندہ یا خادم) رسول اللہ (اللہ کا پیغمبر) اس کے علاوہ قرآن مجید میں ان کو کلمۃ اللہ، خدا کی رُوح اور خدا کی نشانی جیسے کئی اور پیارے القابات سے بھی یاد کیا گیا اور جن کا ذکر قرآن مجید کی پندرہ سورتوں پر محیط ہے۔ قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کے اس جلیل القدر پیغمبر کا ذکر انتہائی مؤدبانہ انداز سے کیا ہے۔ اسی وجہ سے مسلمان پچھلے چودہ سو سال سے ان کے اس بلند پایہ مقام کی قدر و منزلت کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ان سے بھولے سے بھی اس میں کوئی کمی سرزد نہیں ہوئی ہے۔ سارے قرآن مجید میں کوئی ایک لفظ، جملہ یا مقام بھی ایسا نہیں جس سے اللہ تعالیٰ کے اس جلیل القدر پیغمبر کی تحقیر ہوتی ہو اور جسے ایک حاسد ترین عیسائی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بدترین دشمن قادیانی بھی قابل اعتراض سمجھتا ہو۔

میں نے عرض کیا کہ دنیا کی سب سے بڑی مغضوب و مردود قوم یہود نے سب سے بڑھ کر سیدنا مسیح علیہ السلام اوران کی پاک دامن وعفت ماب والدہ محترمہ سیدتنا مریم صدیقہ طاہرہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا رضوانہ، پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔۔۔انہیں اذیت پہنچائی۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کے قتل کے منصوبے بنائے اور ایذا رسانی کے حوالہ سے جو ہوسکا، انہوں نے کیا۔ صدیوں بعد اس روایت کو قادیانی دہقان مرزا قادیانی نے دُہرایا اور اپنے گستاخ و بے لگام قلم سے سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی عظیم المرتبت والدہ کے خلاف وہ بہتان طرازیاں کیں کہ یہود کی روح بھی شاید شرما اٹھی ہو۔ یہ بدزبانی اور دوں نہادی جس کا رویہ ہو، اسے شریف انسان کہنا بھی مشکل ہے۔

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی کتابوں سے میں نے مندرجہ ذیل حوالے پیش کیے اور شاہد بشیر قادیانی سے درخواست کی کہ وہ ان حوالہ جات کو سیاق وسباق کے ساتھ غور سے دیکھے اور پڑھے!!!

- ''وہ ایک عورت کے پیٹ میں نو مہینہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور انسانوں کی طرح ایک گندی راہ سے پیدا ہوا۔ اور پکڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا۔''

(ست بچن ص 146 مندرجہ روحانی خزائن ج 10 ص 265 از مرزا قادیانی)

- ''عیسیٰ بن مریم، مریم کے خون سے اور مریم کی منی سے پیدا ہوا۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 40 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 50 از مرزا قادیانی)

- ''ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پا کر (بقول عیسائیوں) وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بھر دیکھی کہ جو انسانوں میں سے وہ انسان دیکھتے ہیں کہ جو بدقسمت اور بے نصیب کہلاتے ہیں۔ اور پھر مدت تک ظلمت خانہ رحم میں قید رہ کر اور اس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدررو ہے، پیدا ہو کر ہر یک قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کر لیا اور بشری آلودگیوں اور نقصانوں میں سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی، جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہو۔''

(براہین احمدیہ ص 368 مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 440 (حاشیہ) از مرزا قادیانی)

- ''آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ

ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے نہیں روک سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔"

(انجام آتھم حاشیہ صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا قادیانی)

- "نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔"

(انجام آتھم حاشیہ صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290 از مرزا قادیانی)

- "عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا، اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔"

(انجام آتھم حاشیہ صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290 از مرزا قادیانی)

- "جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔"

(چشمہ مسیحی ص 24 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 356 از مرزا قادیانی)

- "ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں، اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔"

(اعجاز احمدی، ضمیمہ نزول المسیح ص 17 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 121 از مرزا قادیانی)

- "یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی

عادت کی وجہ سے۔

(کشتی نوح حاشیہ صفحہ 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 71 از مرزا قادیانی)

بقول مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، اس جگہ ''پیا کرتے تھے'' صیغہ ماضی استمراری کے ہیں اور ہمیشگی پر دال ہیں۔ یعنی (نعوذ باللہ) ہمیشہ پیا کرتے تھے۔ مرزا قادیانی چونکہ خود ٹانک وائن شراب پیتا تھا۔ اس لیے اس نے اپنے لیے جواز پیدا کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹا الزام لگا دیا۔

- ''ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کردی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لیے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔''

(نسیم دعوت صفحہ 69 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 434، 435 از مرزا قادیانی)

- ''یسوع اس لیے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خواری کا ایک بدنتیجہ ہے۔''

(ست بچن حاشیہ صفحہ 172 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 296 از مرزا قادیانی)

- ''مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو۔ شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔''

(نور القرآن ص 12 مندرجہ روحانی خزائن ج 9 ص 387 از مرزا قادیانی)

- ''آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان

کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔"

(انجام آتھم صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 291 از مرزا قادیانی)

□ "لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔"

(مقدمہ دافع البلاء صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 220 از مرزا قادیانی)

□ "مسیح تو خود کنجریوں سے تیل ملواتا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی...... مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب سنایا کرتے ہیں جس میں مشیعہ عورت کا اور مشیع یہودی عاشق سلومی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلومی مشیع کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لیے اس مشیع نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا۔ گویا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک نوبت پہنچائی...... ان کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت عطر ملتی ہے، تیل بالوں کو لگاتی ہے، بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ مہنت کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے سب کرواتے جاتے ہیں...... ان کو کنجریوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس کنجری نے توبہ کی تھی تو کنجری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی ہیں۔ ایک طرف پھر موڑھے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں...... پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑھ ہے۔ اس کی تخم ریزی مسیح نے کی۔"

(ملفوظات ج 4 ص 88، ملفوظات ج دوم ص 422 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

□ "اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ خدا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور راحاب جیسی حرام کار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیت کا حصہ رکھتا تھا، خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ چیچک، دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں، وہ سب اٹھائیں

اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آ گئی مگر چونکہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ تھا اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں، اس لیے دعویٰ کے ساتھ ہی پکڑا گیا۔"

(ست بچن صفحہ 173 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 297،298 از مرزا قادیانی)

☐ "یورپ جو زنا کاری سے بھر گیا، اس کا کیا سبب ہے۔ یہی تو ہے کہ نامحرم عورتوں کو بے تکلف دیکھنا عادت ہو گیا۔ اول تو نظر کی بدکاریاں ہوئیں اور پھر معانقہ بھی ایک معمولی امر ہو گیا۔ پھر اس سے ترقی ہو کر بوسہ لینے کی بھی عادت پڑی، یہاں تک کہ استاد جوان لڑکیوں کو اپنے گھروں میں لے جا کر یورپ میں بوسہ بازی کرتے ہیں، اور کوئی منع نہیں کرتا۔ شیرینیوں پر فسق و فجور کی باتیں لکھی جاتی ہیں۔ تصویروں میں نہایت درجہ کی بدکاری کا نقشہ دکھایا جاتا ہے۔ عورتیں خود چھپواتی ہیں کہ میں ایسی خوبصورت ہوں اور میری ناک ایسی اور آنکھ ایسی ہے۔ اور ان کے عاشقوں کے ناول لکھے جاتے ہیں اور بدکاری کا ایسا دریا بہہ رہا ہے کہ نہ تو کانوں کو بچا سکتے ہیں نہ آنکھوں کو نہ ہاتھوں کو۔ نہ منہ کو۔ یہ یسوع صاحب کی تعلیم ہے۔ کاش! ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا۔"

(نور القرآن ص 42 مندرجہ روحانی خزائن ج 9 ص 417 از مرزا قادیانی)

☐ "میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لیے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کے لیے گئے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کی آمد سے تو سانسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں، مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے۔ یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آ جاتا تھا۔"

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 291،292 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

☐ "سچ ہے "عیسائی باش ہر چہ خواہی بکن۔" سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں، یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اس کی حرمت

ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سوٴر بھی کھایا تھا۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ص 47 مندرجہ روحانی خزائن ج 12 ص 373 از مرزا قادیانی)

□ "آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو، شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص 6 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 290 از مرزا قادیانی)

□ "یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔"

(ست بچن ص 171 مندرجہ روحانی خزائن ج 10 ص 295 از مرزا قادیانی)

□ "مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں۔ جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔"

(نور القرآن ص 17، 18 مندرجہ روحانی خزائن ج 9 ص 392، 393 از مرزا قادیانی)

□ "خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔"

(دافع البلاء صفحہ 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 233 از مرزا قادیانی)

□ "یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس (مرزا قادیانی کے) لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔"

(تریاق القلوب صفحہ 89 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 217 از مرزا قادیانی)

□ "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے"

(دافع البلاء صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 240 از مرزا قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس قدر بھیانک اور دلخراش توہین کرنے کے بعد مرزا قادیانی کا یہ بھی کہنا ہے:

☐ ''اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔''

(براہین احمدیہ ج 1 ص 499 مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 593 از مرزا قادیانی)

☐ ''میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔''

(تحفہ قیصریہ ص 21 مندرجہ روحانی خزائن ج 12 ص 273 از مرزا قادیانی)

☐ ''خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا، یعنی ایک شخص جو عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہمرنگ ہے۔''

(کشف الغطاء ص 16 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 192 از مرزا قادیانی)

☐ ''میں نے اسے (یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو) بارہا دیکھا ہے۔ ایک بار میں نے اور مسیح نے ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ الہامات وحی مقدس طبع دوم ص 441 از مرزا قادیانی)

☐ ''اس مسیح کو ابن مریم سے ہر پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے۔''

(کشتی نوح ص 49 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 53 از مرزا قادیانی)

☐ ''مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے۔''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص 14 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 14 از مرزا قادیانی)

☐ ''حضرت مسیح کے اوتار کی سخت ضرورت تھی۔ سو میں وہی اوتار ہوں جو حضرت مسیح کی روحانی شکل اور خو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں۔''

(ضمیمہ رسالہ جہاد ص 4 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 26 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا حوالہ جات سے پتہ چلتا ہے کہ:۔

1- مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔

2- مرزا قادیانی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فطرت باہم متشابہ ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔
3- مرزا قادیانی کے جسم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح سکونت کرتی ہے۔
4- مرزا قادیانی اخلاق کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمرنگ ہے۔
5- مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حالت بیداری میں کئی دفعہ دیکھا اور ملاقات کی۔ دونوں نے ایک ہی پیالہ میں کھایا۔
6- مرزا قادیانی کو ہر پہلو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی ہے۔
7- مرزا قادیانی کو حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ پہنایا گیا۔
8- مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اوتار ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی شکل، خو اور طبیعت پر بھیجا گیا۔

لہٰذا ان حوالہ جات کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ خود:

1- مرزا قادیانی اپنی ماں کے پیٹ میں 9 ماہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور گندی راہ سے پیدا ہوا۔
2- مرزا قادیانی نے تمام عمر ذلت، رسوائی، ناتوانی اور خواری دیکھی۔
3- مرزا قادیانی نے ظلمت خانہ رحم میں قید رہ کر اس ناپاک راہ سے جو پیشاب کی بدرو ہے، پیدا ہو کر ہر قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کر لیا۔
4- مرزا قادیانی کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات پر غصہ میں آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتا تھا۔
5- مرزا قادیانی کو جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔
6- مرزا قادیانی شراب پیتا تھا۔ بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔
7- مرزا قادیانی شرابی اور کبابی تھا۔ چال چلن بھی خراب تھا۔
8- مرزا قادیانی کی 3 دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے ناپاک خون سے اس کا جنم ہوا۔
9- مرزا قادیانی فاحشہ اور کنجریوں سے میل جول رکھتا تھا۔ ان سے اپنے جسم پر تیل ملواتا تھا۔ آپ خود سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے؟

-10 کاش مرزا قادیانی دنیا میں نہ آیا ہوتا کیونکہ اس کی تعلیمات کی وجہ سے بدکاری اور زناکاری میں اضافہ ہوا۔

-11 مرزا قادیانی سور کا گوشت کھاتا تھا۔

-12 مرزا قادیانی مرگی کی وجہ سے دیوانہ ہو گیا تھا۔

-13 مرزا قادیانی مردانہ صفات سے محروم تھا۔ یعنی ہیجڑا تھا۔

میری اس گفتگو پر شاہد بشیر قادیانی بالکل خاموش، ساکت اور گنگ بیٹھا رہا۔ اسے کوئی جواب نہ آ رہا تھا۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور پھر ان کا آسمان سے نزول، اس بات کو عقل نہیں مانتی۔ میں نے عرض کیا کہ کہاوت ہے کہ ایک دفعہ قادیانیوں اور عقل میں لڑائی ہو گئی۔ معاملہ پنچایت میں گیا تو فیصلہ ہوا کہ آئندہ قادیانی، عقل کے پاس جائیں گے، نہ عقل، قادیانیوں کے پاس آئے گی۔

میں نے عرض کیا کہ قرآن مجید کی آیات، احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رضی اللہ عنہم اور اجماع امت یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور اصالتاً نزول فرمائیں گے۔ اگر یہ بات آپ کی عقلوں میں نہیں سماتی تو اس کے جواب میں ہم مرزا قادیانی کا یہ حکم آپ کو سنا دیتے ہیں کہ...... ''اگر قرآن وحدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔'' (ازالہ اوہام صفحہ 835 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 552) مزید کہا کہ ''سلف خلف کے لیے بطور وکیل کے ہوتے ہیں اور ان کی شہادتیں آنے والی ذریت کو ماننی پڑتی ہیں۔'' (ازالہ اوہام صفحہ 374 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 293) مزید کہا کہ ''عقل انسان کو خدا سے نہیں ملاتی بلکہ خدا سے انکار کراتی ہے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 293)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کا سرد ہو جانا عقل میں آتا ہے؟؟؟ جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے ''ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کا وفادار بندہ تھا۔ اس لیے ہر ایک ابتلا کے وقت خدا نے اس کی مدد کی جبکہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا۔ خدا نے آگ کو اس کے لیے سرد کر دیا۔'' (حقیقۃ الوحی صفحہ 50 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 52) کیا حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا عقل میں

آتا ہے؟؟؟ جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے: ”جیسے یونس (علیہ السلام) نبی 3 دن مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اور مرا نہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 393 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 303)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ یہ بتائیں کہ کیا حیات موسیٰ علیہ السلام ان کی عقل میں آتا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی موسیٰ علیہ السلام کی حیات کا قائل ہے۔

مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

- ”یہ وہی موسیٰ مردِ خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔“

(نور الحق صفحہ 69,68 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 69,68)

- مرزا قادیانی مزید کہتا ہے:

”بل حیاة کلیم الله ثابت بنص القرآن الکریم الاتقرء فی القرآن ماقال الله تعالیٰ عزوجل فلا تکن فی مریة من لقائه؟ وانت تعلیم ان هذه الایة نزلت فی موسی فهی دلیل صریح علی حیاة موسی علیه السلام لانه لقی رسو الله صلی الله علیه وآله وسلم والاموات لا یلاقون الاحیاء ولا تجد مثل هذه الایات فی شان عیسیٰ علیه السلام نعم جاء ذکر وفاته فی مقامات شتی.“

(حمامة البشریٰ صفحہ 56,55 روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 222,221)

ترجمہ: بلکہ حیات کلیم اللہ (موسیٰ علیہ السلام) نص قرآن کریم سے ثابت ہے کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ آپ ﷺ شک نہ کریں ان کی ملاقات سے یہ آیت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ آیت دلیل صریح ہے موسیٰ علیہ السلام کی حیات پر اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی موسیٰ علیہ السلام سے (معراج میں) ملاقات ہوئی اور (اگر موسیٰ علیہ السلام فوت شدہ ہوتے تو) مردے زندوں سے نہیں ملا کرتے۔ ایسی آیات تو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نہیں بلکہ مختلف مقامات پر ان کی وفات کا ذکر ہے۔“

میں نے عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ ہی ان کے آسمان پر جانے کا گواہ ہے۔ اگر حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر جا کر صدیوں زندہ رہنا کوئی شخص اس لیے نہیں

ماننا کہ یہ بات قانون فطرت کے خلاف ہے تو پھر اسے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا بھی انکار کر دینا چاہئے کیونکہ ان کی پیدائش بھی تو قانون فطرت کے خلاف ہوئی ہے۔ قانون فطرت تو یہ ہے کہ "اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ. (الدھر:2) تحقیق ہم نے انسان کو (عورت مرد کے) ملے جلے نطفے سے پیدا کیا ہے۔" جبکہ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا کیے گئے ہیں، دوسرے جب حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کو گود میں لے کر بستی میں گئیں تو لوگوں نے کہا: "اے مریم! یہ تو نے کیا کر دیا! نہ تو تیرا والد برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری والدہ بدچلن تھی۔" حضرت مریمؑ نے اللہ کے حکم کے مطابق بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھ لو تو کہنے لگے: کیف نکلم من کان فی المھد صبیاo (مریم: 29) یعنی گہوارے کے بچے سے بھلا کیسے کلام ہو سکتا ہے؟

ایسا انہوں نے اس لیے کہا کہ یہ بات قانون فطرت کے خلاف تھی اور ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی باتیں کرنے لگے۔ مگر اس بچے نے اللہ کی قدرت سے قانون فطرت کو توڑتے ہوئے کہا: انی عبد اللّٰہ اتنی الکتب و جعلنی نبیاo (مریم: 30) یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس نے مجھے صاحب کتاب نبی بنایا ہے۔ جب آپ کی بغیر باپ کے پیدائش، پیدا ہوتے ہی کلام کرنا اور نبوت کا اعلان کرنا جیسی (قانون فطرت کے خلاف) باتوں کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر آپ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے واقعہ کو ماننے میں بھی تامل نہیں کرنا چاہیے۔ سچ تو یہ ہے کہ جب آپ کی پیدائش عام انسانی قاعدہ سے ہٹ کر بغیر باپ کے ہوئی تھی تو اس کا تقاضا تھا کہ آپ کا انجام بھی عام انسانی دستور کے مطابق نہ ہوتا تاکہ آپ کی ابتدا و انتہا میں گہری مناسبت اور یگانگت ہوتی۔ شیطان اور فرشتے دونوں ابتدا سے زندہ ہیں اور جب تک خدا چاہے گا، زندہ رہیں گے۔ ان کے ساتھ اگر ایک انسان (حضرت عیسیٰ) کو بھی خدا زندہ رکھے تو یہ خلاف فطرت اور خلاف حس کیسے ہوا؟

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ خدا نے خود فرمایا ہے: لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً (الاحزاب:62) کہ اللہ اپنی سنت کے خلاف نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ "اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ. (الدھر:2) ترجمہ: "بلاشبہ ہم ہی نے انسان کو پیدا فرمایا ایک مخلوط نطفہ سے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قاعدہ کلیہ سے مستثنیٰ ہیں۔" اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے۔ "وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِكَ

وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً. (الرعد:38) ترجمہ: ''اور بے شک ہم نے بھیجے کئی رسول آپ ﷺ سے پہلے اور بنائیں ان کے لیے بیویاں اور اولاد۔'' یہاں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قاعدہ و قانون سے عارضی طور پر مستثنیٰ ہیں۔ ظاہری طور پر اس آیت میں انسانی پیدائش کو نطفہ میں سے ہونے میں حصر کر دیا گیا ہے لیکن آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ حالانکہ دونوں انسان ہی تھے۔ خود مرزا قادیانی کہتا ہے: ''لیکن جہاں کوئی پیچ پڑ جاتا ہے اور دین پر اعتراض وارد ہوتا ہے، وہاں تو خدا تعالیٰ اپنا قانون بھی بدل دیتا ہے اور معجزہ نمائی کرتا ہے۔'' (ملفوظات جلد 7 صفحہ 383،382) مرزا قادیانی مزید کہتا ہے کہ ''اس قدر زور سے صدق اور وفا کی راہوں پر چلتے ہیں کہ ان کے ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہو جاتی ہے گویا ان کا خدا ایک الگ خدا ہے جس سے دنیا بے خبر ہے اور ان سے خدا تعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسروں سے وہ ہرگز نہیں کرتا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام۔'' (حقیقۃ الوحی صفحہ 50 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 52)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ اپنے مقبول و برگزیدہ بندے کو جسمانی طور پر اوپر اٹھا لینا اللہ تعالیٰ کے قانون، قدرت اور منشا کے خلاف امر نہیں جیسا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّاo وَّرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّاo
(مریم:56، 57)

''اور (اس) کتاب (قرآن) میں ادریس کا ذکر فرمائیے، بے شک وہ
(بھی) نہایت سچے نبی تھے اور ہم نے اسے بلند مقام پر اُٹھا لیا۔''

اس آیت کے بارے میں مفسرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنی زندگی میں جنت کی سیر کرنے کی آرزو کی تھی جس کو پورا کرتے ہوئے آپ کو ملائکہ کے ذریعے اوپر اٹھا لیا گیا اور جنت کی سیر کرائی گئی۔ جنت کی سیر کرنے کے بعد ملائکہ نے عرض کیا کہ حضرت اب سیر ہو چکی ہے، واپس تشریف لے چلیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ مولا تیرا وعدہ ہے کہ جو جنت میں ایک دفعہ آ جاتا ہے، وہ واپس نہیں جاتا۔ مجھے اب ہمیشہ یہیں رکھ کہ تیرے قرب کی بارگاہ سے واپس نہیں جانا چاہتا۔ اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ ہمارے ادریس کو یہیں چھوڑ دو، ہم اس کو واپس نہیں بھیجتے۔ چنانچہ آج

تک آپ چوتھے آسمان پر زندہ وسلامت تشریف فرما ہیں۔شب معراج کو آپ سے حضور نبی اکرم ﷺ کی ملاقات بھی ہوئی۔لہٰذا ثابت ہوا کہ جسمانی طور پر کسی کو اُٹھا لینا قانونِ قدرت کے خلاف نہیں بلکہ ممکنات میں سے ہے جس کی وضاحت خود قرآن مجید نے کر دی ہے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین سے لے کر آسمان تک کی طویل مسافت کا چند لمحوں میں طے کر لینا کیسے ممکن ہے؟

جواباً میں نے عرض کیا، سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ روشنی ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتی ہے۔بجلی ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے اور بعض ستارے ایک لمحہ میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں۔علاوہ ازیں انسان جس وقت نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو حرکت شعاعی اس قدر تیز رفتار ہوتی ہے کہ ایک ہی آن میں آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔اگر یہ آسمان حائل نہ ہوتا تو اور دور تک بھی ممکن تھا۔نیز جس وقت آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کی روشنی ایک ہی آن میں تمام کرۂ ارض پر پھیل جاتی ہے، حالانکہ سورج سے سطح ارضی 2,03,63,636 فرسخ ہے۔جبکہ ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے لہٰذا یہ فاصلہ 6,10,90,908 میل ہوا۔آصف بن برخیا کا مہینوں کی مسافت سے بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہلے حاضر کر دینا قرآن کریم میں مذکور ہے۔ **قال الذی عندہ علم من الکتب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک فلما راہ مستقرا عندہ قال ھذا من فضل ربی.** (النمل:40) اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کا مسخر ہونا بھی قرآن کریم میں مذکور ہے کہ وہ ہوا سلیمان علیہ السلام کے تخت کو جہاں چاہے اڑا کر لے جاتی اور مہینوں کی مسافت گھنٹوں میں طے کرتی۔ **فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ.** (ص:36) نیز شیاطین اور جنات کا شرق سے لے کر غرب تک آن واحد میں اس قدر طویل مسافت کا طے کر لینا ممکن ہے تو کیا خداوند عالم اور قادر مطلق کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی خاص بندے کو چند لمحوں میں اس قدر طویل مسافت طے کرا دے؟؟؟

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کسی انسانی جسم کا آسمان پر جانا سراسر محال ہے۔اس لیے کہ ایک جسم زمین و آسمان کے درمیان سے کس طرح صحیح و سالم گزر سکتا ہے جبکہ وہاں کئی مقامات ایسے آتے ہیں کہ وہاں آکسیجن ختم ہو جاتی ہے، آگ وغیرہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

میں نے عرض کیا کہ جس طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سفر معراج میں اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کا دن رات زمین و آسمان میں سے گزرنا ممکن ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی اس سے گزرنا ممکن ہے اور جس راہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا نزول ہوا ہے، اسی راہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع و نزول بھی ممکن ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے مائدہ کا نازل ہونا قرآن کریم میں صراحۃً مذکور ہے۔ اس مائدہ کا نزول بھی طبقہ ناریہ میں ہو کر ہوا ہے۔ آپ کے خیالات کی بنا پر اگر وہ نازل ہوا ہوگا تو طبقہ ناریہ کی حرارت اور گرمی سے جل کر خاکستر ہو گیا ہوگا۔ (نعوذ باللہ)! میں نے عرض کیا کہ یہ شیطانی وسوسے ہیں اور انبیاء و مرسلین کے معجزات پر ایمان نہ لانے کے بہانے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ، عیسیٰ علیہ السلام کے لیے طبقہ ناریہ کو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ٹھنڈا اور سلامتی والا نہیں بنا سکتا؟ جبکہ اس کی شان یہ ہے: **انما امرہ اذا اراد شیا ان یقول لہ کن فیکون.**
(یٰسین:82)

میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ سکھ مذہب کے بانی گورونانک کے چولہ کے متعلق مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ یہ آسمان سے نازل ہوا تھا۔ میں نے اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل تحریر پیش کی:

□ ”بعض لوگ انگد کے جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کریں گے کہ یہ چولہ آسمان سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کی قدرتوں کی کسی نے حد بست نہیں کی۔ کون انسان کہہ سکتا ہے کہ خدا کی قدرتیں صرف اتنی ہی ہیں، اس سے آگے نہیں۔ ایسے کمزور اور تاریک ایمان تو ان لوگوں کے ہیں جو آج کل نیچری یا برہمو کے نام سے موسوم ہیں۔“
(ست بچن ص 37 مندرجہ روحانی خزائن ج 10 ص 157 از مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ گورونانک کا یہ چولہ زمین و آسمان کے درمیان سے کس طرح صحیح و سالم گزر گیا؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی یوں ہو گیا کہ سُر سے کھیلے نہ منہ بولے!

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص کبھی چاند پر گیا ہے؟ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ہاں۔ 1969ء کے لگ بھگ تین امریکی خلا باز چاند پر گئے تھے اور انھوں نے اپنا یہ سفر اپالو 11 نامی خلائی جہاز میں طے کیا۔ میں نے اس سے مزید پوچھا کہ اگر کوئی

شخص کسی بھی انسان کے چاند پر جانے سے انکاری ہو اور دعویٰ کرے کہ ایسا ناممکن ہے تو ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ایسا شخص دقیانوس، جاہل اور علم و سائنس سے ناواقف ہے بلکہ اب تو لوگ مریخ پر جانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی قیامت تک کسی بھی شخص کے چاند پر جانے سے انکاری ہے۔ اس سلسلہ میں، میں نے مرزا قادیانی کی کتاب سے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا۔

☐ ''نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرۂ زمہریر تک بھی پہنچ سکے بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت معلوم ہوئی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔ پس اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔''

(ازالہ اوہام ص 47 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 126 از مرزا قادیانی)

اس پر شاہد بشیر قادیانی سوچ کی کسی اتھاہ گہرائی میں اتر گیا۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے، وہ نبی اور رسول ہے، اس کا دعویٰ ہے، خدا اس سے گفتگو کرتا اور خزانہ خاص سے تعلیم دیتا ہے۔ (مواہب الرحمٰن ص 5 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 221 از مرزا قادیانی) اس کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے خطا پر قائم نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے۔ (نور الحق ص 86 مندرجہ روحانی خزائن ج 8 ص 272 از مرزا قادیانی) اس کا دعویٰ ہے، اس کے اندر ایک آسمانی روح بولتی ہے، (ازالہ اوہام ص 563 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 403 از مرزا قادیانی) اس کے باوجود وہ بقول آپ کے دقیانوس، جاہل اور علم و سائنس سے ناواقف ہے۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی پہلے خاموش ہو گیا اور پھر اچانک کہنے لگا کہ امریکی خلا باز تو اپالو 11 کے ساتھ گئے تھے، ایک شخص تنہا آسمان پر کیسے جا سکتا ہے اور کس طرح طبقہ ناریہ اور کرہ زمہریر سے صحیح و سالم گزر سکتا ہے؟ اس پر میں نے شاہد بشیر قادیانی کی بیوقوفی پر بے اختیار قہقہہ لگایا اور قرآن مجید کی یہ آیت میرے ذہن میں گھومنے لگی۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ٥ (البقرہ: 7) میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے سفر معراج اور رفع آسمانی کے بارے میں قرآن مجید کی واضح آیات اور

احادیث مبارکہ کے مقابلہ میں فلسفیانہ خیالات کو پیش کرنا اور اس کو ترجیح دینا زنادقہ کا کام ہے۔

میں نے عرض کیا کہ ایک شخص اپالو 11 کی مدد سے چاند پر جا سکتا ہے جو انسان کا تیار کردہ ہے، تو کیا اللہ کے پاس یہ طاقت نہیں کہ وہ کسی انسان کو آسمان پر لے جائے۔ شاہد بشیر نے کہا کہ یہ سنت اللہ نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ یہ طاقت اللہ ہے یا نہیں؟ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب کی تحریروں میں نزول کا لفظ تو ہے لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ آسمان ہی سے نازل ہوں گے۔ جس طرح کوئی مہمان آتا ہے تو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ مہمان تیرے گھر میں اترے ہیں تو اس کا مطلب کیا یہ ہے وہ آسمان سے اترے ہیں؟ اسی لیے عربی میں مہمان کے لیے نزیل لفظ بھی بولا جاتا ہے۔ اس لیے یہ بات غلط ہے کہ آسمان سے نازل ہوں گے۔ جب آسمان پر چڑھنا ممکن ہی نہیں تو اترنا کیسے ہوگا؟

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے عرض کیا کہ آپ کا یہ استدلال آپ کی جہالت کی دلیل ہے کیونکہ نزول سے مراد اس مقام پر نزول من السماء ہی ہے کہ آسمان سے اتریں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: **ینزل اخی عیسٰی بن مریم من السماء** (کنزالعمال جلد 14 ص 619) میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی نے اس روایت کو نقل کیا مگر بددیانتی کی مثال ملاحظہ کریں کہ لفظ ''سماء'' غائب کر گیا۔ (حمامۃ البشریٰ ص 146 و ص 148 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 312، 314 از مرزا قادیانی) اس کے علاوہ مرزا قادیانی کی یہ تحریر بھی دکھائی۔ **ان المسیح ینزل من السماء بجمیع علومه.** یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے کامل علوم کے ساتھ نازل ہوں گے۔ (آئینہ کمالات ص 409 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 409 از مرزا قادیانی) اس عبارت میں نزول بھی ہے اور سماء بھی۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ یہ ''سماء'' کا لفظ مرزا قادیانی کہاں سے لے آیا۔ اس طرح ازالہ اوہام میں بھی ''سماء'' یعنی آسمان سے نازل ہونا موجود ہے: ''صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔'' (ازالہ اوہام ص 81 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 142 از مرزا قادیانی) خود مرزا قادیانی کا یہ اقبالی اعتراف موجود ہے کہ ''براہین احمدیہ میں، میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔'' (حقیقۃ الوحی ص 152 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 153 از مرزا قادیانی) میں نے عرض کیا کہ ان تصریحات سے آپ کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ اس قسم کا شبہ پیش کریں اور جہاں تک آسمان پر چڑھنے اور اترنے کو

ناممکن سمجھنے کی بات ہے تو دیگر آیات واحادیث سے قطع نظر خود مرزا قادیانی کے نزدیک بھی غلط ہے۔ عقل کے ترازو پر خدائی قدرتوں کو تولنا ایمان نہیں بلکہ بے ایمانی ودیوانگی ہے۔ لیجیے خود مرزا قادیانی کی زبانی سن لیجیے!

□ ''یہ بات ہم مکرر لکھنا چاہتے ہیں کہ قدرتِ اللہ پر اعتراض کرنا خود ایک وجہ سے انکار خدائے تعالیٰ ہے کیونکہ اگر خدائے تعالیٰ کی قدرتِ مطلقہ کو نہ مانا جائے اور حسب اصول تناسخ آریہ صاحبان یہ اعتقاد رکھا جائے کہ جب تک زید نہ مرے، بکر ہرگز پیدا نہیں ہوسکتا۔ اس صورت میں تمام خدائی اس کی باطل ہو جاتی ہے بلکہ اعتقاد صحیح اور حق یہی ہے کہ پرمیشر کو سرب شکتی مان اور قادرِ مطلق تسلیم کیا جائے اور اپنے ناقص ذہن اور ناتمام تجربہ کو قدرت کے بے انتہا اسرار کا محکِ امتحان نہ بنایا جائے ورنہ ہمہ دانی کے دعویٰ پر اس قدر اعتراض وارد ہوں گے اور ایسی خجالتیں اٹھانی پڑیں گی کہ جن کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جو بات اپنی عقل سے بلند تر دیکھتا ہے اس کو خلافِ عقل سمجھ لیتا ہے حالانکہ بلند تر از عقل ہونا شئے دیگر ہے اور خلافِ عقل ہونا شئے دیگر۔''

(سرمہ چشم آریہ ص 64,63 مندرجہ روحانی خزائن ج 2 ص 111، 112 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بات بعید نہیں کہ کسی کو زندہ آسمانوں پر اٹھا لے، وہ اٹھا سکتا ہے اور اس نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ہی آسمانوں پر اٹھایا ہے۔ مرزا قادیانی کسی سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے:

□ ''ہماری طرف سے یہ جواب ہی کافی ہے کہ اول تو خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ انسان مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جائے۔''

(چشمہ معرفت ص 219 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 228 از مرزا قادیانی)

اب ہماری طرف سے بھی یہی جواب کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مع جسم عنصری ہی آسمان پر اٹھایا اور آپؑ ہی قرب قیامت دوبارہ نزول فرمائیں گے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا، پھر نزول ہونا اور اتنی زیادہ عمر پانا، کیا اس سے نبی کریم ﷺ کی ہتک نہیں ہوتی؟ اس پر میں نے عرض کیا کہ فرشتے آسمان پر رہتے ہیں جبکہ انبیائے کرام زمین میں مدفون ہیں تو کیا فرشتے انبیائے

کرام سے افضل ہیں؟ فتح مکہ کے موقع پر کعبہ شریف سے بتوں کو ہٹانے کے لیے نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ ﷺ کے شانہ مبارک پر سوار ہوئے تو کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے افضل تھے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اہل سنت کے نزدیک حضور سرور کائنات ﷺ جس مبارک مٹی پر زندہ آرام فرما رہے ہیں، اس مٹی کی شان عرش معلیٰ سے بھی زیادہ افضل ہے۔ یہاں تو فرشتے بھی بغیر اجازت نہیں آ سکتے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت آدمؑ کی عمر 930 سال اور حضرت نوحؑ کی عمر ہزار برس سے بھی زیادہ تھی جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کو ان کا دسواں حصہ بھی نہیں دیا گیا حالانکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کل عالموں کے واسطے مبعوث ہوئے تھے اور حضرت نوحؑ کو صرف اپنی قوم کی تبلیغ کے لیے ایک ہزار برس کی مہلت دی گئی۔ جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے اور حضور خاتم النبیین ﷺ کو صرف 23 برس دیے گئے، کیا نعوذ باللہ! اس میں بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہتک ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت عیسیٰؑ کنواری لڑکی حضرت مریم کے پیٹ سے بغیر نطفہ مرد کے پیدا ہوئے اور دیگر تمام انبیا علیہم السلام باپ کے نطفہ سے پیدا ہوئے، کیا اس میں بھی تمام انبیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی ہتک ہے؟ حضرت موسیٰؑ سے خدا تعالیٰ نے بلاواسطہ جبرئیل کلام کیا اور دوسرے سب انبیا علیہم السلام سے بالواسطہ فرشتہ حضرت جبرئیلؑ کلام کیا۔ کیا اس میں بھی انبیا کرام کی ہتک ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت عزیر علیہ السلام 100 سال تک زندہ رہے۔ اصحاب کہف جو عام مسلمان تھے، قرآن مجید نے ان کا 300 سال سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہنا بتایا ہے۔ کیا نعوذ باللہ! اس سے نبی کریم ﷺ کی ہتک ہوتی ہے؟ آسمان پر جانا اور وہاں رہنا یہ عظمت کی دلیل ہے تو جبرائیل علیہ السلام کے ساتویں آسمان سے بھی اوپر عرش کے قریب رہنے سے کیا ثابت ہوتا ہے کہ وہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل و اعلیٰ ہیں جبکہ ان کی تخلیق بھی حضرت آدم سے پہلے کی ہے اور وہ قیامت تک زندہ رہیں گے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں رہائش پذیر ہیں، وہاں کا ایک دن 1000 ہزار سال کے برابر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔ **وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون** (الحج:47) اس لیے وہاں کے پیمانہ وقت کے لحاظ سے ان کی ہجرت کو ابھی دو دن بھی مکمل نہیں ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت یونس علیہ السلام کو جو یہ خصوصیت ملی کہ مچھلی

کے پیٹ میں تین دن رات اور بعض روایات کے رو سے چالیس دن رات زندہ رہے اور خدا تعالیٰ نے اپنا خاص کرشمہ قدرت ان کی خاطر دکھایا جو رفع حضرت عیسیٰ سے عجیب تر ہے کہ حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں خلاف قانون قدرت زندہ رہے۔ کیا نعوذ باللہ اس میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک ہے؟ اگر متذکرہ بالا انبیا کی خصوصیات سے حضور خاتم النبیین ﷺ کی ہتک نہیں ہوتی تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہتک کیونکر ہوسکتی ہے؟ مرزا قادیانی نے اپنی دکان چلانے کی خاطر یہ ڈھکوسلا تجویز کیا کہ اگر رفع ونزول عیسیٰ تسلیم کیا جائے تو میری دکان نہ چلے گی اور نہ مسیح موعود ہوسکوں گا۔ اس واسطے آپ لوگ ہتک ہتک کر کے سیدھے سادھے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اس طرح تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے مرید خاص خواجہ کمال الدین قانون نے امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کیا جبکہ مرزا قادیانی کو مختاری کے امتحان میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ اس میں مرزا قادیانی کی ہتک ہے؟ میں نے کہا کہ آپ ناراض نہ ہوں تو عرض کروں کہ مرزا قادیانی کی نعش زمین میں ہے جبکہ جانور زمین پر پھرتے ہیں، کوے فضا میں اڑتے ہیں تو بتایئے ان میں افضل کون ہے؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی خاصا پشیمان ہوا۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضرت ابن عباس ؓ نے ''متوفی'' کی تفسیر ''ممیت'' فرمائی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے قائل تھے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ اہل حق میں سے کسی نے بھی متوفیک کے لفظ سے یہ مراد نہیں لی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوچکی ہے اور وہ آسمان پر زندہ نہیں اور یہ کہ وہ قبل از قیامت آسمان سے نازل نہیں ہوں گے بلکہ یہ باطل نظریہ صرف ملحدوں اور زندیقوں کا خانہ ساز اور اپنا گھڑا ہوا ہے۔ بے شک حضرت ابن عباس ؓ نے متوفیک کا مطلب ممیتک کیا ہے لیکن آپ کا اس سے یہ استدلال کہ حضرت ابن عباس ؓ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء، آسمان پر ان کی حیات اور زمین پر ان کے نزول کے منکر ہیں، قطعاً غلط ہے۔ اولاً تو اس لیے کہ ممیت اسم فاعل کا صیغہ ہے اور فعل مضارع کی طرح اسم فاعل میں بھی زمانہ حال یا استقبال دونوں کا معنی ہوتا ہے اور یہاں زمانہ استقبال مراد ہے یعنی میں تجھے وفات دوں گا اور قرآن کریم کے علاوہ متواتر احادیث، اجماع امت سے یہ بات باحوالہ بیان ہوچکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور چالیس سال حکمرانی کریں

گے ثم یموت و یصلی علیه المسلمون ویدفن تو اس کا کون منکر ہے۔

میں نے عرض کیا کہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ محدث ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے حوالہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما اراد اللّٰہ تعالیٰ ان یرفع عیسیٰ علیه السلام الی السماء خرج علی اصحابه الی قوله ورفع عیسیٰ علیه السلام من روزنة فی البیت الی السماء الخ وقال هذا اسناد صحیح الی ابن عباس رضی اللہ عنہ

(تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 574، ص 575)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ کیا تو وہ اپنے ساتھیوں کی طرف نکلے (پھر آگے فرمایا) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گھر کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی سند صحیح ہے۔ یعنی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے جس کی سند بالکل صحیح ہے یہ واضح ہوا کہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی بلکہ ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے۔ علامہ محمد ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 230ھ) اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں:

ان اللّٰہ تعالیٰ رفعه بجسده وانه حی وسیرجع الی الدنیا فیکون ملکا ثم یموت کما یموت الناس (طبقات ابن سعد ج 1 ص 26) انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے جسم کے ساتھ اٹھالیا ہے اور وہ یقیناً زمین کی طرف لوٹیں گے اور بادشاہ ہوں گے پھر جیسے لوگ وفات پاتے ہیں، وہ بھی وفات پائیں گے۔

میں نے عرض کیا کہ یہ تفسیر کسی طرح بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف نہیں ہے۔ اس لیے کہ درِ منثور ج 2 ص 36 میں بروایت صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہے کہ آپ اس آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں "رافعک الی ثم متوفیک فی آخر الزمان" یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں۔" کہ میں آپ کو اٹھا لینے والا ہوں اپنی طرف پھر آخر زمانہ میں (بعد نزول) آپ کو موت دینے والا ہوں۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھا:

1...... "اماتت کے حقیقی معنی صرف مارنا اور موت دینا نہیں بلکہ سلانا اور بیہوش کرنا بھی

اس میں داخل ہے۔" (ازالہ اوہام ص 943، خزائن ج 3 ص 620)

2...... "لغت کی رو سے موت کے معنی نیند اور ہر قسم کی بیہوشی بھی ہے۔"

(ازالہ اوہام ص 942، خزائن ج 3 ص 620)

3...... "لغت میں موت بمعنی نوم اور غشی بھی آتا ہے۔ دیکھو قاموس"

(ازالہ اوہام ص 665، خزائن ج 3 ص 459)

4...... "مات کے معنی لغت میں نام کے بھی ہیں۔ دیکھو قاموس"

(ازالہ اوہام ص 640، خزائن ج 3 ص 445)

میں نے عرض کیا کہ ان حوالہ جات کی رو سے "اماتت" کے معنی سلا دینا اور "ممیت" "اماتت" کا اسم فاعل ہے تو "ممیت" کے معنی سلا دینے والا۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں آپ کو سلا دینے والا ہوں پھر اپنی طرف اٹھا لینے والا ہوں۔ تفسیر خازن ج 1 ص 255 میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نیند کی حالت میں اٹھا لیا تا کہ آپ کو خوف لاحق نہ ہو۔ پس مرزا قادیانی کے بیان کی رو سے بھی اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت نہیں ہوسکتی ہے۔ قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں "توفی" کے معنی سلا دینا ہی ہے "**وھو الذی یتوفکم باللیل**" (الانعام: 60) خدا وہ ہے جو تم کو سلا دیتا ہے رات کو۔ اور جب قرآن مجید میں "توفی" کے معنی سلا دینا موجود ہے تو پھر "متوفی" کے معنی سلا دینے والا لینے میں کون سا مانع ہے؟ اس کے باوجود اگر کوئی شخص قرآن وسنت سے ہٹ کر اپنی کوئی ذاتی تفسیر کرتا ہے تو وہ اس حدیث شریف کا مصداق ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ **عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار.** (ترمذی ج 2 ص 119 ابواب تفسیر القرآن) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تفسیر محض اپنی رائے سے کرے، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے!

شاہد بشیر قادیانی نے سوال کیا کہ احادیث ظہور مہدی اور نزول مسیح میں بہت تعارض پایا جاتا ہے جس سے صحیح صورتحال الجھ کر رہ گئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت لوگ نماز کے لیے صفیں درست کر رہے ہوں گے۔ امام مہدی امامت کے فرائض انجام دیں گے اور بعض احادیث میں یہ صراحت کے ساتھ آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی امامت کریں گے۔ یعنی بعض احادیث میں مہدی کو امام بنایا گیا ہے اور

بعض احادیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ ظاہر ہے کہ اس تعارض کی وجہ سے صحیح اور غلط کی پہچان کیسے ہو یا سچ کو جھوٹ سے کیسے علیحدہ کیا جائے؟۔

میں نے عرض کیا کہ احادیث مبارکہ میں یہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پہلی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان پڑھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد پہلی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان کے پیچھے پڑھیں گے۔ اس سے آنحضرت ﷺ کی امت کی تکریم و تعظیم مقصود ہو گی اور یہ ظاہر کرنا مقصود ہو گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں دوبارہ تشریف آوری بطور امتی کے ہے۔ ہاں بعد کی تمام نمازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے اور مسلمانوں کے خلیفہ اور امام کی حیثیت سے 45 سال دنیا میں گزاریں گے۔ لہٰذا احادیث میں کوئی تعارض نہ رہا۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کے بعد حضرت مہدی نماز پڑھاتے ہی کہاں چلے جائیں گے؟ کیونکہ بعد میں جو کچھ کرنا کرانا ہے، وہ حضرت مسیح کی ذمہ داری اور ان کے کارنامے بیان کیے جاتے ہیں۔ کیا محض ایک نماز کی امامت اور وہ بھی ایک چھوٹی سی جماعت کو جن میں صرف 800 مرد اور 400 عورتیں ہوں گی۔ کیا اتنا ہی کام حضرت مہدی کے سپرد کیا جائے گا؟

میں نے عرض کیا کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان بحیثیت امام کے 9 سال دنیا میں گزاریں گے۔ 7 سال نزول عیسیٰ علیہ السلام سے قبل امام اور خلیفہ کی حیثیت سے مسلمانوں کی رہنمائی کریں گے تا آنکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہو گا تو ان کی موجودگی میں ایک نماز کی امامت کرائیں گے۔ بحیثیت امام اور خلیفہ یہ ان کی آخری امامت ہو گی۔ اس پر ان کا مشن مکمل ہو جائے گا اور پھر امامت و قیادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد ہو جائے گی۔ تب حضرت مہدی علیہ الرضوان کی حیثیت آپ کے اعوان و انصار کے ہو گی اور یہ عرصہ دو سال سے کچھ اوپر ہو گا۔ 49 سال کی عمر میں حضرت مہدی کی وفات ہو گی۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مجھے ایک بات بتائیں۔ کہنے لگا پوچھیں۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا، اس کے والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا، اس کی والدہ کا نام چراغ بی بی تھا...... لیکن وہ ’’عیسیٰ ابن مریم‘‘ کیسے بن گیا؟ کہنے لگا کہ خدا تعالیٰ کی وحی سے۔ میں نے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ کی وحی کے وہ الفاظ بتا دیں جس میں مرزا

قادیانی کو ''عیسیٰ ابن مریم'' قرار دیا گیا ہو۔ اس پر وہ ساکت ہو گیا۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے جس مضحکہ خیز اور بھونڈے طریقے سے خود کو عیسیٰ ابن مریم ثابت کیا ہے، اسے پڑھ کر ذرا سی بھی شرم و حیا رکھنے والے شخص کا سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔ اس پر میں نے مرزا قادیانی کی کتاب سے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا:

□ ''اس نے ''براہین احمدیہ'' کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ ''براہین احمدیہ'' سے ظاہر ہے، دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ ''براہین احمدیہ'' کے حصہ چہارم صفحہ 496 میں درج ہے، مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر ''براہین احمدیہ'' کے حصہ چہارم صفحہ 556 میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔''

(کشتی نوح ص 47 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 50 از مرزا قادیانی)

اس کے بعد میں نے مرزا قادیانی کی کتاب کا ایک اور حوالہ پیش کیا:

□ ''سورۂ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر پوری اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہو گیا اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا کیونکہ ایک زمانہ میرے پر صرف مریمی حالت کا گزرا۔ اور پھر جب وہ مریمی حالت خدا تعالیٰ کو پسند آ گئی تو پھر مجھ میں اُس کی طرف سے ایک روح پھونکی گئی۔ اس روح پھونکنے کے بعد میں مریمی حالت سے ترقی کر کے عیسیٰ بن گیا، جیسا کہ میری کتاب ''براہین احمدیہ'' حصصِ سابقہ میں مفصل اس بات کا تذکرہ موجود ہے کیونکہ ''براہین احمدیہ'' حصصِ سابقہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: یا مریم اسکن انت و زوجک الجنة یعنی اے مریم! تو اور وہ جو تیرا رفیق ہے، دونوں بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اور پھر اسی ''براہین احمدیہ'' میں مجھے مریم کا خطاب دے کر فرمایا ہے: نفخت فیک من روح الصدق یعنی اے مریم! میں نے تجھ میں صدق کی روح پھونک دی۔ پس

استعارہ کے رنگ میں روح کا پھونکنا اس حمل سے مشابہ تھا جو مریم صدیقہ کو ہوا تھا۔ اور پھر اس حمل کے بعد آخر کتاب میں میرا نام عیسیٰ رکھ دیا، جیسا کہ فرمایا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ. یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور مومنوں کی طرح میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے اور عیسیٰ ایک نبی ہے۔ پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ مگر وہ نبی جو اتباع کی برکت سے ظلی طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی ہے اور میرا نام عیسیٰ بن مریم ہونا وہی امر ہے جس پر نادان اعتراض کرتے ہیں کہ حدیثوں میں تو آنے والے عیسیٰ کا نام عیسیٰ بن مریم رکھا گیا ہے۔ مگر یہ شخص تو ابن مریم نہیں ہے اور اس کی والدہ کا نام مریم نہ تھا اور نہیں جانتے کہ جیسا کہ سورۂ تحریم میں وعدہ تھا، میرا نام پہلے مریم رکھا گیا اور پھر خدا کے فضل نے مجھ میں نفخِ روح کیا۔ یعنی اپنی ایک خاص تجلی سے اس مریمی حالت سے ایک دوسری حالت پیدا کی اور اس کا نام عیسیٰ رکھا۔"

(براہین احمدیہ (ضمیمہ) ص 189 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 361 از مرزا قادیانی)

شاہد بشیر قادیانی ان حوالہ جات پر بے حد شرمندہ اور لاجواب تھا۔ میں نے اسے کہا کہ افسوس کی بات یہ ہے اس سارے پراسس میں مرزا قادیانی کو وہ درد زہ بھی محسوس ہوا جو عورتوں کو بچے کی پیدائش کے وقت محسوس ہوتا ہے۔ اس پر میں نے مرزا قادیانی کی کتاب سے درج ذیل حوالہ پیش کیا۔

- "یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ درد زہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔"

(کشتی نوح ص 47 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 51 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی نے اپنے "عیسیٰ ابن مریم" ہونے کا دعویٰ کرنے کے لیے باقاعدہ ایک منصوبہ بندی کی۔ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا شوشا چھوڑا اور پھر مسیح موعود کے بجائے "مثیل مسیح موعود" ہونے کا دعویٰ کیا اور اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے اپنے خاص مرید حکیم نورالدین سے خط کتابت کے ذریعے مشورہ کیا۔ حالانکہ انبیا اور مرسلین علیہم السلام کا معاملہ کسی خارجی تحریک، مشورہ یا رہنمائی پر منحصر نہیں ہوتا۔ ان پر آسمان سے وحی ہوتی ہے اور ان کے منصب و مقام کی قطعی اور واضح طور پر خبر دی جاتی ہے۔ وہ

اس یقین سے سرشار ہوتے ہیں۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ حکیم نورالدین نے مرزا قادیانی کو جو خط لکھا، وہ تو دستیاب نہیں، البتہ اس خط کا جو جواب مرزا قادیانی نے دیا، اس میں اس مشورہ کا حوالہ ہے۔ یہ خط ''مکتوبات احمدیہ'' میں موجود ہے اور اس پر 24 جنوری 1891ء کی تاریخ درج ہے۔ اس خط سے پتہ چلتا ہے کہ کس نے مرزا قادیانی کو یہ سکیم سمجھائی۔ میں نے مرزا قادیانی کے اس تاریخی خط کا مندرجہ ذیل اقتباس پیش کیا۔

□ ''جو کچھ آنمخدوم (نورالدین) نے تحریر کیا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیلِ مسیح کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟''

(مکتوبات احمدیہ مکتوب نمبر 6 بنام حکیم نورالدین، ج 5 نمبر 2 ص 85 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ کیا آپ مرزا قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ اس نے کہا، بے شک ہم مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا مسیح موعود کا ذکر قرآن مجید میں ہے؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا، نہیں۔ میں نے عرض کیا مناظرے کے شروع میں تو آپ نے بڑے علمی تکبر سے کہا تھا کہ مناظرہ کی گفتگو قرآن مجید کے اندر رہ کر ہو گی۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی نہایت شرمندہ ہوا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ بقول مرزا قادیانی جو شخص اسے مسیح موعود یا مسیح ابن مریم مانتا ہے، وہ کم فہم، مفتری اور کذاب ہے۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے قہقہہ لگایا اور کہا یہ آپ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنی کسی کتاب میں ایسا نہیں کہا۔ اس پر میں نے مرزا قادیانی کی کتاب ''ازالہ اوہام'' نکال کر مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا:

□ ''اے برادرانِ دین و علمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں...... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے، وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔''

(ازالہ اوہام ص 190 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 192 از مرزا قادیانی)

اس حوالہ کو پڑھنے کے بعد شاہد بشیر قادیانی حیرت کی تصویر بنا ہوا تھا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی اپنی کتاب میں ایک حدیث نقل کرتا ہے:

□ ''قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله یبعث لهٰذه الامة علیٰ راس کُلّ مائة سنة من یجدد لها دینها. (رواہ ابوداؤد) یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لیے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے دین کو تازہ کرے گا۔''

(حقیقۃ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 200 از مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں۔ اور چونکہ آخری زمانہ جس میں آخری مجدد کو آنا تھا، یہی صدی ہے، اس لیے میں مسیح موعود بھی ہوں۔ لیکن اب چودہویں صدی ختم ہوکر پندرہویں صدی شروع ہوگئی ہے۔ اس لیے ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق اس صدی میں بھی کسی مجدد کا آنا ضروری ہے اور مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ چونکہ وہ چودھویں صدی کا مجدد ہے، اس لیے مسیح موعود بھی ہے، غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود تو آخری مجدد ہوگا جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔

□ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں غور کرے، آیا نئی صدی کے لیے کوئی مجدد آئے گا یا نہیں؟ اگر آئے گا اور ضرور آئے گا تو مرزا قادیانی آخری مجدد نہ ہوا؟ اور جب زمانے نے ثابت کر دیا کہ وہ آخری مجدد نہیں تو مسیح موعود بھی نہ ہوا کیونکہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

□ ''یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔''

(حقیقۃ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 201 از مرزا قادیانی)

اور ظاہر ہے جب مسیح موعود نہ ہوا تو نبی بھی نہ ہوا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا، حقیقت بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت و رسالت اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ محض انگریزوں کے کہنے پر کیا۔ شاہد بشیر قادیانی نے اس بات کو بُرا مانا اور کہا کہ اس سے انگریز کو کیا فائدہ ہوسکتا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ قرآن وسنت کی روشنی میں ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے، قربِ قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا۔ آپ کی کئی ایک بڑی بڑی نشانیوں میں ایک نشانی یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال اور اس کے ساتھیوں کو قتل کریں گے۔ پوری دنیا اسلام قبول کر لے گی۔ روئے

زمین پر ایک بھی غیر مسلم باقی نہ رہے گا۔ لہٰذا جب دنیا بھر میں کوئی بھی غیر مسلم نہ ہوگا تو جہاد ختم ہو جائے گا۔ 1857ء کی جنگ آزادی میں انگریز مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے بے حد پریشان تھا۔ اسے ہر جگہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ رہا تھا۔ بالآخر اس نے ایک بھیانک منصوبہ ترتیب دیا جس کی رو سے ایک ایسے شخص کی تلاش شروع ہوئی جو دعویٰ کرے کہ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، مسیح موعود ہوں، مہدی ہوں، میرے آنے سے ہر قسم کا جہاد ختم ہو گیا ہے۔ لہٰذا تلاشِ بسیار کے بعد غدار ابن غدار مرزا قادیانی کا انتخاب کیا گیا جس نے انگریزوں کے کہنے پر یہ دعویٰ کیا کہ میں مسیح موعود ہوں اور جس عیسیٰ ابن مریم نے آنا تھا، وہ میں ہوں اور میرے آنے سے ہر قسم کا جہاد ختم ہو گیا ہے اور جو جہاد کرتا ہے، وہ حرامی اور بدکار ہے۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ یہ سب کچھ پروپیگنڈا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ ایک حقیقت ہے اور اس کا اعتراف خود مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں کیا ہے۔ شاہد بشیر قادیانی نے اس سے بھی انکار کیا تو میں نے مرزا قادیانی کی کتاب سے مندرجہ ذیل اقتباس دکھایا جس میں مرزا قادیانی نے خود اعتراف کیا ہے کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔

❑ ''سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس **خود کاشتہ پودا** کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ 21، مجموعہ اشتہارات ج دوم ص 198 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

اس حوالہ کو دیکھنے کے بعد شاہد بشیر قادیانی کو راہِ فرار نہیں مل رہی تھی۔ میں نے مرزا قادیانی کی کتاب سے درج ذیل ایک اور حوالہ پیش کیا جس میں مرزا قادیانی نے اعتراف کیا کہ وہ اور اس کا خاندان انگریز حکومت کا شروع سے خیر خواہ ہے۔

❑ ''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہے، اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں، مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں، ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تموں کے گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔''

(کتاب البریہ صفحہ 3، 4، 5 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ء مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 4، 5، 6 از مرزا قادیانی)

مزید براں میں نے ممانعت جہاد کے سلسلہ میں مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل تحریر بھی پیش کی۔

❑ ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔''

(تریاق القلوب صفحہ 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 155، 156 از مرزا قادیانی)

یہ حوالہ دکھانے کے بعد میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ مرزا قادیانی نے تقریباً 90 کتب تحریر کی ہیں۔ لیکن اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے انگریز کی اطاعت اور ممانعت جہاد کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اس سے 50 الماریاں بھر سکتی ہیں۔ میں نے شاہد بشیر

قادیانی سے کہا کہ آپ سمیت میرا دنیا کے تمام قادیانیوں کو چیلنج ہے کہ وہ ہمیں مرزا قادیانی کی پچاس الماریوں پر مشتمل کتابوں کی فہرست فراہم کریں، میں انہیں منہ بولا انعام دوں گا۔ میرا دعویٰ ہے کہ قیامت تک کوئی قادیانی یہ چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہ کرسکے گا۔ مرزا قادیانی کے اس جھوٹ کو ثابت کرنا کسی قادیانی کے بس میں نہیں۔ آپ کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے!

انگریز کی اطاعت اور ممانعت جہاد کے سلسلہ میں مرزا قادیانی کی کتب سے میں نے درج ذیل مزید حوالے پیش کیے۔

❑ ''میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا، اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا، تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے، نہ مدینہ میں، اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔''

(تریاق القلوب صفحہ 28، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156 **از مرزا قادیانی)**

❑ ''ہم دنیا میں فروتنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے ہیں اور بنی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی جس کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقص امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لیے طیار ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا ہے۔''

(کتاب البریہ صفحہ 17 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ء، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ **18**

از مرزا قادیانی)

❑ ''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ 19، مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص 196 (طبع جدید) **از مرزا قادیانی)**

❑ ''بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست

ہے، یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔"

(شہادت القرآن صفحہ 84، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)

❑ "سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔"

(شہادت القرآن صفحہ 84، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)

❑ "اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد"

(تحفہ گولڑویہ ضمیمہ صفحہ 42، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 77، 78 از مرزا قادیانی)

شاہد بشیر قادیانی نے ان تمام حوالہ جات کو دیکھا، پڑھا، جانچا اور کہا کہ ہر شخص کو حکومت کا وفادار ہونا چاہیے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کی سوچ بہت ٹیڑھی ہے۔ آپ بتائیں اگر حکومت مشرک اور کافر ہو اور ایک ایسا شخص جو نبوت کا دعویدار ہو، خود کو مسیح موعود، مہدی، نبی اور رسول کہتا ہو، کیا اسے بھی ایسی حکومت کا وفادار ہونا چاہیے؟ چند لمحوں کے توقف کے بعد شاہد بشیر قادیانی کہنے لگا کہ ہم سب کو حکومتی قانون کا احترام کرنا چاہیے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ سب قادیانی، حکومتی قانون کا احترام کیوں نہیں کرتے؟ کہنے لگا...... کونسا قانون؟ میں نے عرض کیا کہ 7 ستمبر 1974ء کو حکومت نے آئین کے آرٹیکل کی شق نمبر 106(2) اور 260(3) کے تحت آپ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ مگر کوئی قادیانی، حکومت کے اس قانون کا

احترام نہیں کرتا۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ یہ ایک یکطرفہ فیصلہ تھا۔ میں نے کہا کہ یہ بات آپ کی لاعلمی اور تعصب پر مبنی ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جمہوری نظام حکومت میں کوئی بھی اہم فیصلہ ہمیشہ اکثریتی رائے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کا فیصلہ شاید دنیا کا واحد اور منفرد واقعہ ہے کہ حکومت نے یہ فیصلہ کرنے سے پہلے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ میں آ کر اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کے لیے بلایا۔ جہاں اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے اس پر، قادیانی کفریہ عقائد کے حوالہ سے جرح کی۔ مرزا ناصر نے اپنے تمام عقائد ونظریات کا برملا اعتراف کیا بلکہ تاویلات کے ذریعے ان کا دفاع بھی کیا۔ لہٰذا ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے 13 دن کی طویل بحث وتمحیص کے بعد آئین میں ترمیم کرتے ہوئے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا لیکن قادیانیوں نے حکومت کے اس فیصلہ کو آج تک تسلیم نہیں کیا بلکہ الٹا وہ مسلمانوں کا تمسخر اڑاتے ہیں اور انھیں سرکاری مسلمان ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ وہ خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور آئین میں دی گئی اپنی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ قومی اسمبلی میں ہمیں کافر قرار دینے والی کارروائی اگر شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان احمدی ہو جائے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ اس کارروائی کو شائع کر لیں اور پھر دیکھیں کہ آدھا پاکستان قادیانی ہوتا ہے یا لوگ آپ کو جوتے مارتے ہیں کیونکہ اس کارروائی میں آپ کے انتہائی خطرناک کفریہ عقائد بیان ہوئے ہیں۔ جس سے مسلمانوں میں شدید اشتعال پھیل سکتا ہے اور ان کفریہ عقائد کا آپ کے خلیفہ مرزا ناصر نے خود اعتراف کیا ہے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ اگر یہ کارروائی شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا۔ لیکن اس کارروائی کے نتیجہ میں قومی اسمبلی کا کوئی ایک رکن بھی قادیانی نہیں ہوا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے کارروائی کا بائیکاٹ نہیں کیا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے اجلاس سے واک آؤٹ نہیں کیا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے آپ کی حمایت نہیں کی۔ اس کے برعکس نہ صرف تمام ارکان نے متفقہ طور پر آپ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا بلکہ مرزا ناصر کی ٹیم میں شامل ایک معروف قادیانی مرزا سلیم اختر چند ہفتوں بعد قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ حکومت سے مطالبہ کیوں نہیں کرتے کہ وہ یہ کارروائی شائع کرے؟ شاہد بشیر قادیانی نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ الٹا کہا کہ ہمیں

غلط غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ قومی اسمبلی میں کیوں گئے، آپ اپنے گھر بیٹھ کر آرام کرتے، کیا آپ کو وہاں زبردستی لے جایا گیا؟ آپ کا خلیفہ مرزا ناصر پوری ٹیم کے ساتھ مکمل تیاری سے بڑی خوشی سے قومی اسمبلی گیا۔ اس کے اسمبلی کے اندر داخل ہونے کا انداز بڑا فاتحانہ، تکبرانہ اور تمسخرانہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ میں تاویلات اور شکوک وشبہات کے ذریعے اسمبلی کو قائل کر لوں گا، مگر بری طرح ناکام رہا۔ میں نے عرض کیا کہ قادیانی قیادت نے قومی اسمبلی کے تمام اراکین میں 180 صفحات پر مشتمل کتاب ''محضر نامہ'' تقسیم کی جس میں اپنے عقائد کی بھرپور ترجمانی کی۔ اس کتاب کے آخری صفحہ پر ''دعا'' کے عنوان سے لکھا ہے: ''دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے معزز ارکان اسمبلی کو ایسا نور فراست عطا فرمائے کہ وہ حق وصداقت پر مبنی ان فیصلوں تک پہنچ جائیں جو قرآن وسنت کے تقاضوں کے عین مطابق ہوں۔'' میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ اگر آپ کی دعا قبول ہوئی تو آپ قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ قبول کیوں نہیں کرتے؟ اور اگر دعا قبول نہیں ہوئی تو آپ جھوٹے ہیں۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ اگر قادیانی جماعت کی دعا قبول نہیں ہوئی تو کیا ہوا، صلیب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا **ایلی ایلی لما سبقتنی**. اے اللہ تو نے مجھے (بے یار و مددگار) کیوں چھوڑ دیا، بھی قبول نہیں ہوئی۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب دیے جانے کی تردید کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: **وما قتلوہ وما صلبوہ** یعنی نہ انھیں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) قتل کیا گیا اور نہ وہ صلیب دیے گئے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب ہی نہیں دیے گئے تو پھر دعا کیسی؟ اس کے برعکس مرزا قادیانی یہودیوں اور عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دیے جانے کی تائید کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل حوالہ پیش کیا گیا۔

☐ ''حضرت مسیح علیہ السلام وہ انسان تھے جو مخلوق کی بھلائی کے لیے صلیب پر چڑھے۔ گو خدا کے رحم نے ان کو بچا لیا اور مرہم عیسیٰ نے ان کے زخموں کو اچھا کر کے آخر کشمیر جنت نظیر میں ان کو پہنچا دیا۔ سو انھوں نے سچائی کے لیے صلیب سے پیار کیا۔ اور اس طرح اس پر چڑھ گئے جیسا کہ ایک بہادر سوار خوش عنان گھوڑے پر چڑھتا ہے۔ سو ایسا ہی میں بھی مخلوق کی بھلائی کے لیے صلیب سے پیار کرتا ہوں۔''

(تریاق القلوب ص 371 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 498، 499 از مرزا قادیانی)

شاہد بشیر قادیانی پر سکتے کی کیفیت طاری تھی۔ پھر اس نے کہا کہ اس وقت اراکین اسمبلی کی اکثریت زانی اور شرابی تھی۔ انھیں کوئی حق حاصل نہ تھا کہ وہ ایسا فیصلہ کرتے۔ میں نے عرض کیا کہ پھر آپ نے اسمبلی کا بائیکاٹ کیوں نہ کیا؟ آپ وہاں کیوں آئے؟ آپ تو وہاں گئے ہی اس لیے تھے کہ قومی اسمبلی جو بھی فیصلہ کرے گی، ہمیں قبول ہوگا۔ کیا آپ کو زبردستی لایا گیا؟ میں نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ اگر آپ کو پارلیمنٹ غیر مسلم اقلیت قرار دے تو وہ زانی اور شرابی، اگر سپریم کورٹ آپ کو کافر قرار دے تو یہ کہنا کہ یہ تو انگریزی قانون پڑھے ہوئے ہیں، انھیں شریعت کا کیا علم؟ اور اگر علمائے کرام آپ کو غیر مسلم کہیں تو یہ اعتراض کہ ان کا تو کام ہی یہی ہے۔

شاہد بشیر قادیانی نے میرے کسی سوال کا معقول جواب نہ دیا بلکہ یہ کہا کہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 20 کے تحت ہر شہری کو مذہبی طور پر آزادی اظہار ہے۔ آپ کسی پر پابندی نہیں لگا سکتے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ قرآن مجید میں نئے حالات کے مطابق تبدیلی کر دی گئی ہے۔ اس میں سے کئی آیات خارج کر دی گئی ہیں اور کئی آیات شامل کر دی گئی ہیں اور پھر وہ اس نئے قرآن کی تبلیغ و تشہیر بھی کرے تو کیا اس شخص پر پابندی لگنی چاہیے یا نہیں؟ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ضرور لگنی چاہیے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ یہ کہے کہ مجھے آئین کے تحت آزادی اظہار ہے تو؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی ایک بار پھر چپ کی غار میں پناہ ڈھونڈنے لگا۔ میں نے مزید ایک مثال دے کر سمجھایا کہ پاکستان بلکہ دنیا بھر میں ہر شخص کو کاروبار کی مکمل آزادی ہے مگر ہیروئن اور منشیات وغیرہ فروخت کرنا سختی سے منع ہے۔ کیا یہ آزادی پر پابندی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آزادی چند حدود و قیود کے تابع ہوا کرتی ہے۔ آپ اپنا ہاتھ ہلانے میں آزاد ہیں، جب اور جس طرح چاہیں، اسے ہلا سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کے ہاتھ ہلانے سے میرا چہرہ زخمی ہوتا ہے تو پھر میری آزادی کہاں گئی؟ لہٰذا آپ کی آزادی ایک حد تک ہے۔ آزادی بے لگام یا شتر بے مہار ہو جائے تو معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں آپ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود آپ لوگ مسلسل شعائر اسلامی استعمال کرتے رہے۔ غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنی عبادت گاہ کو مسجد، مرزا قادیانی کو نبی اور رسول، مرزا کی بیوی کو ام المومنین، مرزا قادیانی کے دوستوں کو صحابہ کرام، قادیان کو مکہ

مکرمہ، ربوہ کو مدینہ، مرزا قادیانی کی باتوں کو احادیث مبارکہ، مرزا قادیانی پر اترنے والی نام نہاد وحی کو قرآن مجید، محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ 1984ء میں مسلمانوں کے پُرزور مطالبہ پر ایک آرڈیننس جاری کیا گیا جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے قانوناً روکا گیا۔ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا، اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے مذہب کی تبلیغ و تشہیر نہیں کر سکتا، شعائر اسلامی استعمال نہیں کر سکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ 3 سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ قادیانیوں نے اپنے خلیفہ مرزا طاہر کے حکم پر آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پورے ملک میں شعائر اسلامی کی توہین کی اور آرڈیننس کے خلاف ایک بھرپور مہم چلائی۔

پھر میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ قادیانی قیادت نے اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا کہ قادیانیوں پر پابندی بالکل درست ہے۔ اس کے بعد قادیانیوں نے چاروں صوبوں کی ہائی کورٹس میں چیلنج کیا، یہاں پر بھی عدالتوں نے دونوں طرف کے دلائل سننے کے بعد قرار دیا کہ آرڈیننس بالکل قانون کے مطابق ہے۔ قادیانیوں کو آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم کرتے ہوئے شعائر اسلامی استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ آخر میں قادیانیوں نے ان تمام فیصلوں کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ ہمیں آئین کے مطابق آزادی کا حق حاصل ہے، لیکن ہمیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا عدالت تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کو کالعدم قرار دے۔

سپریم کورٹ کے فل بنچ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں طرف سے دلائل دیے گئے۔ قادیانیوں کی اصل کتابوں سے متنازعہ ترین حوالہ جات پیش کیے گئے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار (1993 SCMR 1718) میں قرار دیا کہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ اپنے مذہب ہی کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا جناب! یہ بھی یاد رہے کہ یہ جج صاحبان کسی دینی مدرسہ یا اسلامی دارالعلوم کے استاد نہیں تھے بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے۔ ان کا کام آئین و قانون کے تحت انصاف

مہیا کرنا ہوتا ہے۔ فاضل جج صاحبان کا یہ بھی کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جبکہ دھوکہ دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ اس سے کسی کے حقوق یا آزادی ہی سلب ہوتی ہے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی کو سپریم کورٹ کے متعلقہ فیصلہ کے مندرجہ ذیل دو اقتباس پڑھ کر سنائے:

"Again, as for the Holy Prophet Muhammad (ﷺ) is concerned:

"Every Muslim who is firm in his faith, must love him more than his children, family, parents and much more than any one else in the world."

(See Al-Bukhari, Kitabul Eeman, Bab Hubbul Rasool Min-al Eeman)

Can then anyone blame a Muslim if he loses control of himself on hearing, reading or seeing such blasphemous material as has been produced by Mirza Sahib?

It is in this background that one should visualise the public conduct of Ahmadis, at the centenary celebrations and imagine the reaction that it might have attracted from the Muslims. So, if an Ahmadi is allowed by the administration or the law to display or chant in public, the 'Shaa'ire Islam' it is like creating a Rushdi' out of him. Can the administration in that case guarantee his life, liberty and property and if so at what cost? Again, if this permission is given to a procession or assembly, on the streets or a public place, it is like permitting civil war. It is

not a mere guesswork. It has happened, in fact many a time, in the past, and had been checked at cost of colossal loss of life and property (For details, Munir's report may be seen). The reason is that when an Ahmadi or Ahmadis display in public, on a playcard, a badge or a poster or write on walls or ceremonial gates or buntings, the "Kalma", or chant other 'Shaa'ire Islam' it would amount to publically difiling the name of Holy Prophet (ﷺ) and also other Prophets, and exalting the name of Mirza Sahib, thus infuriating and instigating the Muslims so that there may be a serious cause for disturbance of the public peace, order and tranquility and it may result in loss of life and property. The preventive actions in such situations are imperative in order to maintain law and order and save loss or damage to life and property particularly of Ahmadis.

''ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔'' (''صحیح بخاری'' ''کتاب الایمان''، ''باب حب الرسول من الایمان'') کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو موردِ الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

''ہمیں اس پس منظر میں قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر قادیانیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہوسکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائرِ اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام

اس کی شکل میں ایک اور "رشدی" (یعنی رسوائے زمانہ گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی جس نے شیطانی آیات نامی کتاب میں حضور ﷺ کی شان میں بے حد توہین کی) تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقض امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے جان و مال کا نقصان ہوسکتا ہے۔"

(ظہیرالدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء)

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا:

"We also do not think that the Ahmadis will face and difficulty in coining new names, epithets, titles and descriptions for their personages, places and practices. After all Hindus, Christians, Sikhs and other communities have their own epithets etc. and are celebrating their festivals peacefully and without any law and order problem and trouble."

"ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں اور وہ اپنے تہوار امن و امان کا کوئی مسئلہ یا الجھن پیدا کیے بغیر پُرامن طور پر مناتے ہیں۔"

- جناب جسٹس عبدالقدیر چوہدری صاحب
- جناب جسٹس محمد افضل لون صاحب

- جناب جسٹس سلیم اختر صاحب
- جناب جسٹس ولی محمد خاں صاحب

(ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء)

اس ساری گفتگو کے بعد میں نے شاہد بشیر قادیانی سے عرض کیا کہ آپ لوگ آئین کو مانتے ہیں، نہ قانون کو مانتے ہیں اور نہ سپریم کورٹ ہی کے فیصلوں کا احترام کرتے ہیں۔ آپ آئین شکن اور قانون شکن ہیں۔ آپ غیر مسلم حکومتوں کے قوانین کا تو احترام کرتے ہیں لیکن حکومت پاکستان کے آئینی اور قانونی فیصلوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے عرض کیا کہ آپ کا نبی الگ، قرآن الگ، شریعت الگ اور کلمہ الگ ہے۔ اس کے باوجود آپ مسلمانوں کے شعائر استعمال کرتے ہیں۔ اس پر میں نے قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کا اعترافی بیان پیش کیا۔

- ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریمؐ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔''

(خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان، ج 19، نمبر 13، مورخہ 30 جولائی 1931ء)

مزید کہا:

- ''حضرت مسیح موعود نے تو فرمایا ہے کہ ان کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا خدا اور ہے، ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور۔ اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان 21 اگست 1917ء جلد 5 نمبر 15 ص 8)

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے کا کہنا ہے:

- ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے۔ مرزا کا کلمہ یہ ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔''

(سیرت المہدی ج سوئم ص 305 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

میں نے شاہد قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ”خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ یَلَاشُ خدا کا ہی نام ہے۔ یہ ایک نیا الہامی لفظ ہے کہ اب تک میں نے اس کو اس صورت پر قرآن اور حدیث میں نہیں پایا اور نہ کسی لغت کی کتاب میں دیکھا۔“ (تحفہ گولڑویہ ص 117 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 203 از مرزا قادیانی) اس کے باوجود مرزا قادیانی کے بیٹوں اور خلیفوں سمیت اس کے کسی پیروکار نے اپنی کسی کتاب، مضمون، دعا، تحریر یا تقریر میں اس لفظ کو کبھی استعمال نہیں کیا۔ آخر کیا وجہ ہے؟ اس پر شاہد بشیر لاجواب ہو کر میرا منہ تکنے لگا۔ میں نے اسے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق مرزا قادیانی کا نظریہ بالکل عجیب و غریب ہے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حوالہ جات پیش کیے:

☐ ”قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔“

(توضیح مرام، صفحہ 42، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 90 از مرزا قادیانی)

☐ ”کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر بعد اس کے یہ سوال ہوا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا (اس کی) زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 144 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 312 از مرزا قادیانی)

☐ ”وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے، اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔“

(تجلیات الٰہیہ صفحہ 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 396 از مرزا قادیانی)

☐ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

”انت منی بمنزلة اولادی“

”(اے مرزا) تو میرے نزدیک میری اولاد کی طرح ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی و الہامات طبع چہارم ص 345 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کو الہام ہوا:

☐ ”ورایتنی فی المنام عین اللہ و تیقنت اننی ہو“

ترجمہ: ''میں (مرزا قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 564، مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 564 از مرزا قادیانی)

❑ ''میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔''

(کتاب البریہ صفحہ 85، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 103 از مرزا قادیانی)

❑ "انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہٗ کن فیکون"

(ترجمہ مرزا قادیانی) ''تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے، وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ج چہارم طبع جدید ص 560 از مرزا قادیانی)

❑ ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔''

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34، از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے:

❑ **ولایتم اسمی یا احمد یتم اسمک.** ''اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا اور میرا نام پورا نہیں ہوگا۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 40 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد قادیانی سے کہا کہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے؟ میں نے اس سے کہا کہ جب آپ کسی مسلمان کو اسلام سے برگشتہ کر کے قادیانی مذہب میں شامل کرتے ہیں تو اسے بتاتے ہیں کہ مرزا قادیانی صرف مہدی اور مسیح موعود ہے اور یہی آپ کے بیعت فارم پر لکھا ہوتا ہے۔ حالانکہ آپ مرزا قادیانی کو نبی اور رسول مانتے ہیں، اس سے انکار کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں اور اسی پر مسلمانوں سے بحث و مباحثہ کرتے ہیں تو کیا یہ دھوکہ دہی نہیں ہے؟ اس پر شاہد بشیر پھر بے بسی کا نقش بن گیا۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ بعض بزرگوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے، ان پر تو کوئی فتویٰ صادر نہیں ہوتا؟ اس پر میں نے عرض کیا کہ بزرگوں کی باتوں کو نبیوں

کی باتوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ بڑے سے بڑے بزرگ کی بات میں بھی (خدا نہ کرے) غلطی کا امکان ہوسکتا ہے لیکن انبیاء کرام علیہم السلام ہر قسم کی غلطی اور برائی سے پاک اور محفوظ ہوتے ہیں۔ ان میں غلطی تسلیم کرنا، منصب نبوت کی توہین اور کفر ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کسی بزرگ کا خواب یا جذب کی حالت میں کوئی قول، شریعت کے خلاف ہو تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ اگر وہ بزرگ مغلوب الحال یا کیفیت جذب میں بے اختیار کوئی خلاف شریعت بات کہہ دیں تو لازماً وہ معذور ہوں گے یا انھوں نے ایسا جان بوجھ کر کہا۔ اگر وہ معذور ہیں تو ان پر شرعی احکامات لاگو نہ ہوں گے اور اگر انھوں نے جان بوجھ کر ایسا کہا تو ان پر لازماً کفر کا فتویٰ لگے گا۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ اب آپ بتائیں کہ مرزا قادیانی معذور تھا یا کافر؟ اگر معذور تھا تو نبی، رسول، مسیح موعود یا مجدد نہیں ہوسکتا اور اگر کافر تھا تو پھر سارا مسئلہ ہی حل ہو گیا۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ہم ''اہل قبلہ'' ہیں اور اہل قبلہ کو کافر کہنا جائز نہیں کیونکہ بخاری شریف میں نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ ''جس نے ہماری نماز پڑھی، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا، پس وہ مسلمان ہے۔'' علاوہ ازیں اس حدیث کی روشنی میں بعض فقہا کا کہنا ہے کہ اگر کسی میں 99 وجوہ کفر کے پائے جائیں اور ایک وجہ اسلام کی پائی جائے، تو اس کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔

میں نے عرض کیا کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے پورے دین کو مانتے ہوں اور ''ضروریات دین'' کی دل و جان سے تصدیق کرتے ہوں اور ان میں سے کسی چیز کے منکر نہ ہوں بلکہ اس میں ادنی سے ادنی شک و شبہ اور تردد کی گنجائش نہیں۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ اس کی خواہش میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائے اور یہی بات قرآن مجید کی سورۃ البقرہ: 385، النساء: 65 اور الاحزاب: 36 میں موجود ہے۔ ضروریات دین سے مراد وہ عقائد و احکامات ہیں جو قرآن مجید میں منصوص ہوں، جو احادیث متواترہ سے ثابت ہوں اور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک امت کے اجماع اور مسلسل عمل سے ثابت ہوں۔ الغرض ''ضروریات دین'' دین اسلام کے ایسے بنیادی امور ہیں جن کا تسلیم کرنا شرط اسلام ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا موجب کفر ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، توحید،

رسالت، ختم نبوت، حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام، قرآن مجید، قیامت، قبر، حشر، فرشتوں وغیرہ پر ایمان ضروریات دین میں سے ہے، ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار یا غلط تاویل کفر ہے۔ اس طرح کسی ایسی چیز کا انکار جو حضور نبی کریم ﷺ سے تواتر کے ساتھ منقول ہو اور اس پر امت کا مسلسل اجماع چلا آ رہا ہو۔ خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ "ومن زاد علی هذه الشریعة مثقال ذرة او نقص منها او کفر بعقیدة اجماعیة. فعلیه لعنة الله والملائكة والناس اجمعین."

(انجام آتھم ص 144 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 144، از مرزا قادیانی)

ترجمہ: "جو شخص اس شریعت میں ایک ذرہ کی کمی بیشی کرے، یا کسی اجماعی عقیدے کا انکار کرے، اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت۔"

مزید اپنی کتاب "ایام الصلح" میں لکھتا ہے:

□ "وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں، ان سب کا ماننا فرض ہے۔"

(ایام الصلح ص 87 روحانی خزائن جلد 14 ص 323 از مرزا قادیانی)

الغرض ضروریات دین میں اجماعی اور متواتر مفہوم کے خلاف کوئی تاویل کرنا بھی درحقیقت "ضروریات دین" کا انکار ہے اور ضروریات دین میں ایسی تاویل کرنا الحاد و زندقہ کہلاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص اہل قبلہ ہو، لیکن قرآن مجید کی کسی آیت کا منکر ہو، اسلام کے احکامات کی توہین و تحقیر کرتا ہو، ختم نبوت اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرتا ہو، اپنے اوپر نازل ہونے والی نام نہاد وحی کو قرآن کا درجہ دیتا ہو، خود کو "محمد رسول اللہ" کہتا ہو، کیا کوئی عقل مند اس کو مسلمان کہہ سکتا ہے؟ لہٰذا اہل قبلہ کے یہ معنی نہیں کہ جو قبلہ کی طرف منہ کرے، وہ مسلمان ہے، چاہے سارے عقائد اسلامیہ کا منکر ہو۔ قرآن نے منافقین کو تمام کفار سے زیادہ بدتر کافر ٹھہرایا، حالانکہ وہ نہ صرف قبلہ کی طرف منہ کرتے بلکہ تمام ظاہر احکام کو ادا کرتے تھے۔

باقی فقہا کی بات کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی ایسا فقرہ کہا جس کے ننانوے مطلب کفر کے ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایک تاویل اس کی ایسی بھی ہو سکتی ہے جو اسلام کے مطابق ہو، تو ہم ایک مسلمان سے حسن ظن رکھتے ہوئے ان 99 وجوہ کو نہیں لیں گے بلکہ وہی

مطلب لیں گے جو اسلام کے مطابق ہے، اور یہ بات بالکل صحیح ہے اور اہل علم ہمیشہ اس کا لحاظ بھی رکھتے ہیں، لیکن اگر کوئی شخص اپنے قول کی خود تشریح کر دے اور بہانگ دہل اعلان کرے کہ میرا مطلب یہ نہیں بلکہ یہ ہے (جو موجب کفر ہے) تو ہم اس کے حق میں کفر کا فیصلہ دینے پر مجبور ہوں گے اور اس صورت میں اس پر فقہا کا قول چسپاں نہیں ہوتا، اسی طرح اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ جو شخص ننانوے باتیں کفر کی بکے اور ایک بات اسلام کی کر دیا کرے، اس کو بھی مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔ اسلام، مسلمانوں اور خود مرزا قادیانی کا یہ طے شدہ اصول ہے کہ ''جس طرح 14 سو سال سے یہ قرآن امت مسلمہ کے ہاتھوں میں ہے، اس طرح اس کا فہم بھی امت کے ہاتھوں میں موجود ہے۔''

(ایام الصلح ص 55 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 288 از مرزا قادیانی)

شاہد بشیر قادیانی نے ترپ کے پتے کے طور پر کہا کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے؟ مسلمان کسے کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ، حضور نبی کریم ﷺ، انبیائے کرام، قرآن مجید، فرشتوں، آسمانی کتابوں، ختم نبوت اور ضروریات دین پر مکمل ایمان رکھے، وہ مسلمان کہلواتا ہے۔ بات یاد رہے کہ مسلمان ہونے کے لیے پورے دین اسلام کو ماننا ضروری ہے اور کافر بننے کے لیے پورے دین اسلام کا انکار ضروری نہیں بلکہ اس کے کسی ایک حکم کا انکار بھی ایک مسلمان کو کافر بنا دیتا ہے۔ مثلاً ایک شخص پورے دین اسلام کو مانتا اور عمل کرتا ہے مگر قرآن مجید کی کسی ایک آیت کا انکار کرتا ہے یا کسی ایک نماز کا منکر ہے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن مجید میں ہے:

کل امن باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ (البقرہ:285)

ترجمہ: یہ سب دل سے مانتے ہیں اللہ کو، اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو۔

شاہد قادیانی نے کہا کہ ان چیزوں پر تو ہم بھی ایمان رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کے اور ہمارے اللہ تعالیٰ، فرشتوں، کتابوں اور رسولوں میں فرق ہے۔ شاہد قادیانی نے حیرانی سے پوچھا، وہ کیسے؟ میں نے عرض کیا کہ ہمارا اللہ "لم یلد و لم یولد" (نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا) ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے:

- انت منی بمنزلۃ اولادی.

(اے مرزا) تو میرے نزدیک میری اولاد کی طرح ہے۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 436 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

- انت منی بمنزلۃ ولدی.

(اے مرزا) تو مجھ سے بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 442 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

- اسمع ولدی.

اے میرے بیٹے سن۔

(البشریٰ مجموعہ الہامات ومکاشفات مرزا قادیانی ج اوّل ص 49 مرتبہ محمد منظور الٰہی قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ ہمارے مسلمانوں کے 4 بڑے فرشتے ہیں جن کے نام ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام جبکہ آپ کے فرشتے ٹیچی ٹیچی، خیراتی، شیر علی، مٹھن لال، حفیظ اور درشنی وغیرہ ہیں جو مرزا قادیانی پر نام نہاد وحی لے کر آتے تھے۔ ہمارے مسلمانوں کی 4 مشہور الہامی کتابیں ہیں۔ زبور، توریت، انجیل اور قرآن مجید۔ جبکہ آپ کی الہامی کتاب کا نام ہے **تذکرہ** جو مرزا قادیانی کی نام نہاد وحیوں اور الہامات پر مبنی ہے۔ مرزا قادیانی نے اسے قرآن کا نام اور درجہ دیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ ہمارے مسلمانوں کے سچے انبیاء و رسولوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ اس میں مرزا قادیانی شامل نہیں کیونکہ وہ جھوٹا اور کذاب تھا جبکہ آپ کے نزدیک مرزا قادیانی نبی اور رسول ہے اور جو اسے نبی یا رسول نہیں مانتا، وہ مرزا قادیانی کے مطابق جہنمی اور کافر ہے۔

میں نے عرض کیا کہ آپ اکثر و بیشتر مسلمانوں پر یہ پھبتی بھی کستے ہیں کہ 1953ء کی منیر انکوائری میں ان کے رہنما ''مسلمان کی تعریف'' پر متفق نہ تھے۔ یہ انتہائی مضحکہ خیز اور لغویات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام راہنما اور اکابرین ''مسلمان کی تعریف'' پر متفق تھے۔ ہر شخص کا انداز بیان مختلف اور منفرد تھا مگر روح اور مفہوم ایک ہی تھا۔ یہ حساب یا الجبرا کا کوئی سوال نہ تھا کہ ہر آدمی کے الفاظ اور جملے ایک جیسے ہوتے۔ آپ دنیا کے تمام جید

اور معروف دانشوروں اور سکالر کو جمع کر لیں اور انہیں خوشبو یا سچائی کی تعریف کے لیے کہیں۔ ہر شخص کی تعریف ایک دوسرے سے مختلف ہوگی۔ کیا ہم اس سے یہ اخذ کر سکتے ہیں، چونکہ یہ لوگ ایک تعریف پر متفق نہ تھے، اس لیے خوشبو یا سچائی متنازعہ ہے۔ اور اس خود ساختہ دلیل پر ہم ان دانشوروں کو مطعون ٹھہرائیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اپنی جماعت کے چوٹی کے 100 پڑھے لکھے مبلغین کو ایک جگہ اکٹھا کریں اور ان سے باری باری پوچھیں کہ قادیانیت کیا ہے؟ میں پورے چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان میں سے کسی ایک کی تعریف بھی آپس میں نہ ملتی ہوگی۔ کیا اس سے ہم فرض کر لیں کہ قادیانی ایک تعریف پر متفق نہیں ہیں؟

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ لوگ مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ کوئی بریلوی ہے، کوئی دیوبندی ہے، کوئی اہلحدیث ہے اور ہر کوئی ایک دوسرے کے خلاف کفر کا فتویٰ لگاتا ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں فرقے نہیں بلکہ مسالک ہیں۔ تمام مسالک کے مسلمان اللہ تعالیٰ، حضور نبی کریم ﷺ، قرآن مجید، ختم نبوت، قیامت، فرشتوں، گذشتہ انبیاء و رسل، حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر ضروریات دین پر مکمل ایمان رکھتے ہیں اور اس پر پوری طرح متفق اور متحد ہیں۔ ان میں چھوٹے چھوٹے فروعی اختلافات ہیں جن کے ماننے یا نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پاکستان کی پہلی تحریک ختم نبوت 1953ء میں تمام مسالک نے مولانا سیّد ابوالحسنات شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کو اور دوسری تحریک ختم نبوت 1974ء میں مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا قائد چنا تھا۔ ان مسالک کے بعض علمائے کرام کے درمیان خوب گرما گرمی ہوتی ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ان مسالک کے مابین آج تک کوئی نکاح، اختلاف عقیدہ کی وجہ سے کسی عدالت میں فسخ نہیں ہوا۔ نماز جنازہ، تعزیت اور ایصال ثواب میں لوگ ایک دوسرے کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں لیکن مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان نکاح نہ صرف پاکستان کی عدالتوں میں فسخ ہوئے بلکہ متحدہ ہندوستان میں بھی۔ جبکہ وہاں انگریزوں کی حکومت تھی جو قادیانیوں کے مربی اور سرپرست تھے، ایسے نکاح فسخ ہوتے رہے کیونکہ اسلام اور قادیانیت ایک دوسرے کی ضد ہیں اور جہاں تک آپ لوگوں کا تعلق ہے، ربوائی فرقہ کہتا ہے کہ مرزا قادیانی نبی تھا جبکہ لاہوری فرقہ کہتا ہے کہ مرزا قادیانی نبی نہیں تھا اور سب جانتے ہیں کہ نبی کو نبی نہ ماننا کفر ہے اور غیر نبی کو نبی ماننا بھی کفر ہے۔ اب ربوائی فرقہ کے نزدیک لاہوری فرقہ کافر ہے اور لاہوری فرقہ کے

نزدیک ربوائی فرقہ کافر ہے۔ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے پر (جو سب کے سب مرزا قادیانی کے ساتھی اور صحبت یافتہ تھے) سنگین الزامات کی جو بوچھار کی، وہ تفصیل نہایت چشم کشا اور ہوش ربا ہے۔ ان میں اخلاقی اعتبار سے زنا، لواطت، چوری، بدکاری، قتل و غارت، تعلّی و تکبر، حرام خوری، خود غرضی، فریب کاری، مغالطہ اندازی اور بد دیانتی کے الزامات اور دینی لحاظ سے کفر و شرک، ارتداد و نفاق اور تحریف و تلبیس وغیرہ کے الزامات سرفہرست ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ ''مباحثہ راولپنڈی'' ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ اس دستاویز میں دونوں فرقوں کے بنیادی اختلافات پوری طرح کھل کر سامنے آگئے ہیں۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ہم بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو آپ پڑھتے ہیں۔ ایک دفعہ معروف صحابی رسول ﷺ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر ایک جنگ میں بھیجا گیا تھا۔ جب گھمسان کا رن پڑا تو ایک کافر ان کی زد میں آ گیا۔ انھوں نے حملہ کا قصد کیا تو وہ کافر لا الہ الا اللہ پکار اٹھا۔ مگر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کافر کے اس کلمہ پڑھنے کو اس کی جان بچانے کے فریب پر محمول کر کے اس کا کچھ خیال نہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے سخت آزردہ ہوئے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! اس نے صرف تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے اسامہ رضی اللہ عنہ! کیا تو نے اس کا دل چیر کا دیکھ لیا تھا؟ اس طرح میں کہتا ہوں کہ کیا آپ نے ہمارے دل چیر کر دیکھ لیے ہیں کہ ہم ''محمد رسول اللہ'' سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں؟

میں نے عرض کیا کہ آپ کا اس روایت سے اپنے لیے استدلال پکڑنا غلط ہے کیونکہ اس کافر نے اگر کلمہ پڑھا تھا تو اس کے نزدیک ''محمد رسول اللہ'' سے مراد ''محمد رسول اللہ'' ہی تھے۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ مگر آپ سب قادیانی جب کلمہ پڑھتے ہیں تو ''محمد رسول اللہ'' سے مراد ''مرزا قادیانی'' لیتے ہیں کیونکہ آپ جس شخص کو مہدی، مسیح موعود، نبی اور رسول مانتے ہیں، اس نے اپنی کتابوں میں صراحتاً خود کو ''محمد رسول اللہ'' کہا ہے۔ مزید ستم ظریفی یہ ہے کہ اس کے اس کفریہ دعویٰ کو اس کے بیٹوں اور اس کے خاص عقیدت مندوں نے (جنھیں نعوذ باللہ ''صحابی'' بھی کہا جاتا ہے) تقریر و تحریر کے ذریعے خوب پھیلایا اور کسی قادیانی نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ ہمیں آپ کے

دل چیرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ آپ کی کتب اور لٹریچر ایسے گستاخانہ عقائد و نظریات سے بھرا پڑا ہے۔اس پر میں پہلے ہی آپ سے تفصیلاً بات کر چکا ہوں اور مرزا قادیانی کی کتب سے حوالہ جات بھی دکھا چکا ہوں۔ مزید ایک شخص جب کلمہ پڑھتا ہے تو اسے موقع ملنا چاہیے کہ وہ اپنے افعال اور طرز عمل سے یہ ثابت کرے کہ اس نے یہ کلمہ دل سے پڑھا ہے یا زبان سے، اس لیے کہ دل کی ترجمان زبان ہے۔ اس آدمی کا طرز عمل بتائے گا کہ اس کا دل اور زبان ایک ہے یا نہیں، بخلاف اس واقعہ کے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو موقع نہیں دیا تھا کہ وہ اپنے عمل سے ثابت کرتا کہ آیا اس نے کلمہ دل سے پڑھا ہے یا زبان سے۔ اس لیے حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے اس پر نکیر فرمائی لیکن آپ اس حدیث سے اس لیے استدلال نہیں کر سکتے، اس لیے کہ مسلمانوں نے آپ کو موقع فراہم کیا، آپ اپنے طرز عمل سے بتلائیں کہ آپ کے دل میں کیا ہے، آیا آپ کی زبان اور دل ایک ہے؟ آپ کے لٹریچر اور آپ کے روزمرہ کے معمولات نے یہ بتا دیا کہ زبانی طور پر کلمہ پڑھنے کے باوجود آپ کے دل میں عقیدہ ختم نبوت کا انکار اور اجرائے نبوت کا عقیدہ ہے۔ آپ انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کرتے ہیں اور ایک مدعی نبوت مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے بعد وحی نبوت کے جاری ہونے کے قائل ہیں تو آپ کے اس طرز عمل نے بتا دیا کہ آپ کلمہ پڑھنے کے باوجود کافرانہ عقائد رکھتے ہیں، جس کے باعث آپ کے کلمہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس لیے حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ سے آپ کا استدلال بالکل باطل ہے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک بنی اسرائیل میں بہتر (72) فرقے ہوئے تھے، پس میری امت تہتر (73) فرقوں میں بٹے گی اور ماسوائے ایک کے سب کے سب جہنمی ہوں گے۔ لہٰذا آپ لوگ مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں جبکہ ہم متحد ہیں۔ آپ جہنمی ہیں اور ہم جنتی ہیں۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ نے اپنی عادت اور روایت کے مطابق دجل و تلبیس سے کام لیتے ہوئے آدھی حدیث بیان کی ہے۔ آخر جو فرقہ جنتی ہے، آپ ﷺ نے اس کی کوئی نشانی بھی تو بیان کی ہو گی۔ میں نے عرض کیا کہ اس حدیث کا آخری حصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ یا رسول ﷺ! وہ (جنتی) فرقہ کونسا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ یعنی ''جو میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے

طریقے پر ہو۔" میں نے عرض کیا کہ آپ تو مسلمان فرقوں میں شامل ہی نہیں کیونکہ اس حدیث میں واضح طور پر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کا ذکر فرمایا ہے نہ کہ کافروں کا۔ آپ تو امت مسلمہ کا حصہ ہی نہیں کیونکہ آپ ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں، مرزا قادیانی کو نبی اور رسول مانتے ہیں، حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں، معراج جسمانی کے منکر ہیں، مرزا قادیانی کی وحی پر قرآن کی طرح ایمان رکھتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرنے والے کو مجدد اور مسیح کہتے ہیں۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ کون سے صحابہ کے طریقے پر ہیں جبکہ مرزا قادیانی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق لکھتا ہے:

- "بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 285 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 285 از مرزا قادیانی)

- "جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا"۔

(اعجاز احمدی صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 127 از مرزا قادیانی)

- "جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہیے کہ ابوہریرہ کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 410 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 410 از مرزا قادیانی)

- "بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابوہریرہ)"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 34 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 36 از مرزا قادیانی)

- "میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درجہ پر ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا، وہ تو بعض انبیا سے بہتر ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 278، مجموعہ اشتہارات ج دوم ص 396 (طبع جدید) از مرزا غلام احمد قادیانی)

- "ابوبکر و عمر کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد (قادیانی) کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق نہ تھے"۔

(ماہنامہ المہدی بابت جنوری، فروری 1915ء 3/2- صفحہ 57 احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

- "پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔"

(ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ 400 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

☐ ''میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین سو تیرہ اصحاب کی فہرست تیار کی تو بعض دوستوں نے خطوط لکھے کہ حضور ہمارا نام بھی اس فہرست میں درج کیا جائے۔ یہ دیکھ کر ہم کو بھی خیال پیدا ہوا کہ حضور علیہ السلام سے دریافت کریں کہ آیا ہمارا نام درج ہوگیا ہے یا کہ نہیں۔ تب ہم تینوں برادران مع منشی عبدالعزیز صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ میں نے آپ کے نام پہلے ہی درج کیے ہوئے ہیں۔ مگر ہمارے ناموں کے آگے ''مع اہل بیت'' کے الفاظ بھی زائد کیے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 97-1896ء میں تیار کی تھی اور اسے ضمیمہ انجام آتھم میں درج کیا تھا۔ احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے بھی ایک دفعہ اسی طرح اپنے اصحاب کی ایک فہرست تیار کروائی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ تین سو تیرہ کا عدد اصحاب بدر کی نسبت سے چنا گیا تھا۔ کیونکہ ایک حدیث میں ذکر آیا ہے کہ مہدی کے ساتھ اصحاب بدر کی تعداد کے مطابق 313 اصحاب ہوں گے جن کے اسماء ایک مطبوعہ کتاب میں درج ہوں گے۔ (دیکھو ضمیمہ انجام آتھم صفحہ 40 تا 45)''

(سیرت المہدی جلد سوئم صفحہ 128 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے:

☐ **"اتبعو السواد الاعظم فانه من شذشذ فی النار." (مشکوٰۃ)**

(ترجمہ) ''بڑی جماعت کی پیروی کرو! اس لیے کہ جو جماعت سے الگ ہوا، وہ تنہا آگ میں ڈالا جائے گا۔''

☐ **ان امتی لا تجتمع علی ضلالة فاذا رأیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم.**

(ابن ماجہ)

ترجمہ: یقیناً میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ جب تم ان کے درمیان (بڑے) اختلافات دیکھو تو بڑی جماعت کے ساتھ منسلک رہو۔

ان احادیث مبارکہ میں مسلمانوں کا ذکر ہے اور مسلمانوں ہی میں بڑی جماعت اور سواد اعظم کے اتباع کا حکم ہے۔ معلوم ہوا کہ بڑی جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی۔ آج بھی چودہ سو سال گزرنے کے باوجود دنیا بھر کے مسلمانوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتباع کرنے

والوں کی کثرت ہے۔ یہی اہلسنت والجماعت ہیں۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ جس طرح عیسائیوں میں بے شمار فرقے ہیں، اس طرح قادیانیوں میں بھی کئی فرقے ہیں۔ مثلاً قادیانی فرقہ، لاہوری فرقہ، حقیقت پسند پارٹی، محی الدین گروپ، عبدالغفار جنبہ پارٹی وغیرہ۔

میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے انگریزوں کے اشارہ پر دعویٰ نبوت کرنے کے بعد اپنا الگ اور نیا فرقہ بنایا۔ میں نے اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی کتب سے درج ذیل حوالے پیش کیے:

□ ''میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ **فرقہ جدیدہ** جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں، گورنمنٹ کے لیے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلح کاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی۔ جو ہدایتیں اس فرقہ کے لیے میں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ ان کو اپنا دستور العمل رکھے۔ وہ ہدایتیں میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں جو 12 جنوری 1889ء میں چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے...... میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات ج 3 ص 18، 19، مجموعہ اشتہارات ج دوم ص 195، 196 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

□ ''میں زور سے کہتا ہوں اور میں دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اوّل درجہ کا وفادار اور جان نثار یہی نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لیے خطرناک نہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات ج 3 ص 15، مجموعہ اشتہارات ج دوم ص 193 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

ان حوالہ جات پر شاہد بشیر قادیانی کی حالت دیکھنے والی تھی!!!

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ آپ اپنی جماعت کو چندہ کیوں دیتے ہیں؟

کہنے لگا کہ اس کے بغیر کوئی بھی تنظیم چل نہیں سکتی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کتنا چندہ دیتے ہیں؟ کہنے لگا کہ کل آمدنی کا 10 فیصد، میں نے عرض کیا کہ اس کے علاوہ بھی کوئی چندہ ادا کرتے ہیں؟ کہنے لگا ہاں، چندہ سالانہ جلسہ، میں نے کہا کہ آپ کا سالانہ جلسہ تو ہوتا ہی نہیں تو پھر چندہ کس بات کا؟ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہنے لگا کہ یہ لندن میں ہونے والے جلسہ سالانہ کا چندہ ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس کے علاوہ بھی چندے ہیں جو آپ ادا کرتے ہیں؟ کہنے لگا کہ ہاں 12,10 قسم کے اور بھی چندے ہیں مثلاً...... میں نے پوچھا کہ کیا تم یہ سب چندے ادا کرتے ہو؟ کہنے لگا کہ ہاں! اپنے خلیفہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے تقریباً سب چندے ادا کرتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ پھر آپ کے پاس آمدن میں سے کیا بچتا ہوگا؟ کہنے لگا کہ یہ ضروری ہے۔ میں نے پوچھا کہ اگر آپ چندہ ادا نہ کریں تو کیا ہوتا ہے؟ کہنے لگا کہ جماعت سے نکال دیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا کبھی کسی قادیانی کو چندہ ادا نہ کرنے پر جماعت سے نکالا گیا ہے۔ کہنے لگا ہاں اس کی کئی مثالیں ہیں کیونکہ مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ جو چندہ نہیں دیتا، اس کا نام سلسلہ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا اور وہ جماعت میں نہیں رہ سکے گا جبکہ ہمارے خلیفہ صاحب کا کہنا ہے کہ جو چندہ نہیں دے سکتا، ہمیں اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا قادیانی جماعت میں اس کی کوئی مثال موجود ہے کہ کوئی نماز نہ پڑھتا ہو، روزہ نہ رکھتا ہو، زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو اور اس بناء پر اسے جماعت سے نکال دیا گیا ہو؟ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد شاہد قادیانی نے کہا کہ میرے علم میں نہیں۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ کے نزدیک قادیان ایک متبرک شہر ہے۔ قادیان کے بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے۔

□ ''مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت ''براہین احمدیہ'' میں خدا کا کلام یہ ہے۔ مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ۔ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا، قرآن شریف کی آیت بارکنا حولہ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ''

(خطبہ الہامیہ حاشیہ صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 21 از مرزا قادیانی)

□ ''لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان میں آنا-ناقل) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر، کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 352 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 352 از مرزا قادیانی)

□ ''زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے''

(درثمین صفحہ 52 از مرزا قادیانی)

اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے قادیانی کی اہمیت و فضیلت بیان کرتے ہوئے اپنے خاص مرید برہان الدین جہلمی سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ ''تم باقی ایام زندگی اس جگہ قادیان میں گزارو اور یہاں آ کر ڈیرہ لگا لو کیونکہ یہاں رہنا ایک قسم کا آستانہ ایزدی پر رہنا ہے۔ اس حوض کوثر سے وہ آب حیات ملتا ہے کہ جس کے پینے سے حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے جس پر ابدلآباد تک موت ہرگز نہیں آ سکتی...... اپنے گھروں، وطنوں اور املاک کو چھوڑ کر میری ہمسائیگی کے لیے قادیان میں بود و باش کرنا ''اصحاب الصفہ'' کا مصداق بننا ہے۔''

(ملفوظات ج سوم ص 462 تا 464 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے سوال کیا کہ ان ساری باتوں کے باوجود آپ کا خلیفہ مرزا مسرور لندن میں رہائش پذیر ہے۔ حالانکہ اس شہر کی اکثریت عیسائیوں کی ہے۔ یہاں ایک کثیر تعداد میں عیسائی پادری رہتے ہیں جنھیں مرزا قادیانی نے ''دجال'' کہا ہے۔ گویا یہ دجال کا شہر ہے۔ مگر پھر بھی آپ کا خلیفہ مرزا مسرور قادیان کے بجائے لندن میں رہنا پسند کرتا ہے۔ اس طرح آپ کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر نے بھی قادیان کے بجائے لندن میں رہنے کو ترجیح دی اور یہیں مرنا اور دفن ہونا پسند کیا، آخر کیوں؟ شاہد بشیر قادیانی سراپا استعجاب بنا کسی سوال کا جواب نہ دے سکا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ ہر رسول کو اس کی اپنی زبان میں کتاب یا صحیفہ نازل فرماتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه. (ابراہیم:4)

ترجمہ: ہم نے کسی رسول کو مبعوث نہیں کیا جو اپنی قوم کی زبان نہ جانتا ہو۔

خود مرزا قادیانی اس حقیقت کی تائید میں لکھتا ہے:

□ ''یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔''

(چشمۂ معرفت ص 209 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 218 از مرزا قادیانی)

میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی ہندوستان میں پیدا ہوا اور وہیں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس لیے ضروری تھا کہ اسے اردو یا پنجابی میں وحی ہوتی لیکن اس پر عربی، فارسی، انگریزی، اردو، پنجابی اور کچھ ایسی زبانوں میں وحی و الہام ہوئے جس کو بیچارہ خود بھی سمجھنے یا سمجھانے سے قاصر تھا۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب انٹرنیشنل نبی تھے، اس لیے ان پر متعدد زبانوں میں وحی نازل ہوئی۔ شاہد بشیر قادیانی کی اس بات پر محفل میں موجود ہر شخص نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ انٹرنیشنل نبی تھے، ان پر متعدد زبانوں میں وحی کیوں نہ آئی؟ جبکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ ''محمد رسول اللہ'' کا بروز ہے۔ عجیب بات ہے کہ بروز اصل سے بڑھ جائے۔ میں نے عرض کیا کہ اس وقت دنیا میں تقریباً 4 ہزار سے زائد زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اگر مرزا قادیانی ''انٹرنیشنل نبی'' تھا تو پھر اس کو 4 ہزار زبانوں میں وحی ہونی چاہیے تھی۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی کو ایسی زبانوں میں بھی وحی ہوتی تھی، جو اسے سمجھ بھی نہ آتی تھی۔ وہ اس کا ترجمہ دوسروں سے پوچھتا تھا بلکہ اس نے اس کام کے لیے ایک ہندو لڑکا رکھا ہوا تھا۔ (مکتوبات احمدیہ ج اوّل ص 583 مکتوب نمبر 36 طبع جدید از شیخ یعقوب علی عرفانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ سچے نبیوں (تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار) کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کی وحی لے کر آتے تھے اور اس کام کے لیے صرف وہی مخصوص تھے لیکن حیرانی ہے کہ مرزا قادیانی کے لیے جو فرشتہ وحی لے کر آتا تھا، اس کا نام ''ٹیچی ٹیچی'' ہے۔ (حقیقت الوحی ص 332، مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 346 از مرزا قادیانی) آخر یہ ٹیچی ٹیچی کون ہے؟ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ٹیچی، ٹچ سے بنا ہے اور اس کا

مطلب ہے تیز رفتار۔ یعنی وہ ٹچ کر کے جاتا ہے اور ٹچ کر کے آتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جب ہم کسی قادیانی کو دیکھ کر باآواز بلند ٹیچی ٹیچی کہتے ہیں، تو وہ اس پر آگ بگولہ ہو جاتا ہے، گویا وہ لفظ ٹیچی ٹیچی کو گالی سمجھتا ہے، آخر کیوں؟ کیا یہ آپ کی چڑ ہے؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ اگر کوئی آپ کو جبرائیل جبرائیل کہے تو آپ کیا کہیں گے؟ میں نے کہا کہ ہم اس پر ''سبحان اللہ''!! کہیں گے، کیونکہ یہ ایک عظیم الشان فرشتے کا نام ہے۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی کی بولتی بند ہوگئی۔

ایک موقع پر شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ہم لوگ پوری دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ مبالغہ آمیزی ہے۔ بالکل مرزا قادیانی کی طرح جس نے انگریزوں کو خوش کرنے کے لیے کہا تھا کہ میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی حمایت میں اتنا لکھا ہے کہ ان کتابوں سے 50 الماریاں بھر جائیں۔ یہ سستی شہرت، خودستائی، مدح سرائی اور مبالغہ آرائی کی انتہا تھی۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی کل کتب کی تعداد تقریباً (83 ہے۔ مجموعہ اشتہارات، ملفوظات، تذکرہ، درثمین وغیرہ شامل کر کے) 100 کے قریب ہے جس سے آدھی الماری بھی نہیں بھرتی۔ اسی طرح آپ لوگ بھی اپنی تعداد کے حوالہ سے مبالغہ آمیزی کرتے ہیں۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ ہماری تعداد سے پریشان ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہمیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر دعویٰ کریں کہ پوری دنیا میں قادیانی اربوں کی تعداد میں ہیں تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ اگر میں آپ سے یہ عرض کروں کہ آپ کا موجودہ خلیفہ مرزا مسرور احمد قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا ہے، لیکن وہ خوف سے کھلم کھلا اعلان کرنے سے گریزاں ہے تو آپ اس پر کیا کہیں گے؟ شاہد بشیر قادیانی نے جھٹ کہا کہ میں اس پر آپ سے ثبوت طلب کروں گا۔ میں نے کہا کہ یہی بات میں آپ سے عرض کرنے لگا تھا کہ اگر آپ واقعی کروڑوں میں ہیں تو اس کا کیا ثبوت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ دنیا بھر کی تمام حکومتوں کی اپنی اپنی مردم شماری میں آپ اپنی تعداد دیکھ لیں تو آپ کو اس سلسلہ میں خود اندازہ ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ مردم شماری کے موقع پر آپ لوگ جان بوجھ کر اپنا مذہب نہیں لکھواتے، مبادا کہیں آپ کی تعداد آشکارا نہ ہو جائے۔ اگر آپ لوگوں کی تعداد کا تعین ہو

جائے تو ظاہر ہے اس تعداد کے حوالہ سے آپ کو ملازمتوں اور دیگر حکومتی امور میں حصہ ملے گا جبکہ اس وقت آپ اپنی تعداد سے بہت زیادہ اعلیٰ حکومتی عہدوں پر فائز ہیں جو اکثریت اور دیگر اقلیتوں کے ساتھ ناانصافی ہے۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ہمارے سالانہ جلسہ منعقدہ برطانیہ میں ہر سال لاکھوں افراد شرکت کرتے اور نئے افراد احمدیت قبول کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہی جھوٹ ہے اور اس جھوٹ کی ابتدا قادیانی خلیفہ مرزا طاہر کے دور میں ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے سالانہ جلسوں میں 25 سے 30 ہزار افراد شرکت کرتے ہیں۔ قادیانی ٹی وی چینل پر دکھائی جانے والی براہ راست کارروائی اس کا بین ثبوت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا طاہر نے 1993ء کے جلسہ سالانہ میں اعلان کیا کہ اس سال 2 لاکھ 4 ہزار 3 سو آٹھ نئے افراد قادیانی مذہب میں داخل ہوئے جبکہ 1994ء میں 4 لاکھ 21 ہزار 7 سو 53 افراد، 1995ء میں 8 لاکھ 47 ہزار 7 سو پچیس افراد، 1996ء میں 16 لاکھ 2 ہزار 7 سو 21 افراد، 1997ء میں 30 لاکھ 4 ہزار 5 سو 85 افراد، 1998ء میں 50 لاکھ 4 ہزار 5 سو 91 افراد، 1999ء میں ایک کروڑ 8 لاکھ 20 ہزار 2 سو 26 افراد، 2000ء میں 4 کروڑ 13 لاکھ 8 ہزار 9 سو 75 افراد، 2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار سات سو اکیس افراد، 2002ء میں 2 کروڑ 6 لاکھ 54 ہزار گویا مرزا طاہر کے دور میں 1993ء سے لے کر 2002ء تک 10 سالوں میں 16 کروڑ 48 لاکھ 75 ہزار 6 سو پانچ نئے افراد قادیانیت میں داخل ہوئے۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ یہ اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ اگر قادیانی جماعت اس طرح غلو سے کام لیتی رہی تو ممکن ہے یہ تعداد دنیا کی اصل آبادی کی تعداد سے زیادہ ہو جائے۔ اس تعداد کے حوالہ سے جماعت کے پاس کوئی ریکارڈ یا ثبوت نہیں ہے جبکہ قادیانی جماعت کے پاس دنیا بھر کے ایک ایک قادیانی کا مکمل ریکارڈ موجود ہوتا ہے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ بقول قادیانی جماعت 2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار 7 سو اکیس نئے افراد قادیانیت میں داخل ہوئے۔ اس سال تو قادیانی جماعت کو پوری دنیا میں جشن منانا چاہیے تھا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ جس خلیفہ کے ہاتھ پر 10 سالوں میں 16 کروڑ 48 لاکھ 75 ہزار 6 سو پانچ نئے افراد قادیانیت

میں داخل ہوئے، اپریل 2003ء میں اس کی آخری رسومات میں دنیا بھر سے صرف 3 ہزار افراد نے شرکت کی۔ اس سے مرزا طاہر کے دور میں 16 کروڑ 48 لاکھ نئے افراد کا قادیانیت میں داخل ہونے کا تاریخی جھوٹ پکڑا گیا۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ بعدازاں کسی نے قادیانیوں کے نئے سربراہ مرزا مسرور کو سمجھایا تو یہ تعداد 2003ء میں زبردست کم ہو کر 8 لاکھ 92 ہزار 4 سو تین ہو گئی اور ہر سال مسلسل کم ہو رہی ہے۔ (یعنی 2009ء میں 4 لاکھ 16 ہزار 10 ہو گئی) میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ کہاں 2001ء میں 8 کروڑ اور کہاں 2003ء میں 8 لاکھ...... میرے خیال میں تو قادیانیوں کو اس نقصان پر مرزا مسرور کو قادیانی سربراہی سے معزول کر دینا چاہیے تھا۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ آپ لوگ ہمیں مرزائی، قادیانی کہتے اور لکھتے ہیں جبکہ ہم احمدی ہیں۔ آپ ہمیں ہمارے نام سے مخاطب کیوں نہیں کرتے؟ کیا ہمیں یہ حق بھی حاصل نہیں کہ ہم خود کو احمدی کہلوائیں؟

میں نے عرض کیا کہ آپ کس بنا پر خود کو احمدی کہلواتے ہیں؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو دنیا میں احمد بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے کہا کہ کہاں لکھا ہے؟ کہنے لگا سورۃ الصف کی آیت نمبر 6 ہے۔ **ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد.** اس آیت میں احمد سے مراد مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کی یہ بات انتہائی گستاخی کے زمرے میں آتی ہے۔ اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس عظیم الشان رسول ﷺ کی خوشخبری دے رہے ہیں، وہ از روئے قرآن و حدیث، سیرت و تاریخ و تفاسیر اور بائبل، حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ حضور خاتم الانبیاء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے: ”میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں۔“ (مشکوٰۃ ص 513) مزید ارشاد فرمایا: ”بلاشبہ میری بشارت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے دی کہ تمھارے پاس ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔“ (تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 331) مزید ارشاد فرمایا: ”میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں۔ یعنی وہ ہستی کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا۔ یعنی میرے بعد قیامت آ جائے گی اور میرے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نیا نبی نہ آئے گا اور میں عاقب ہوں یعنی میرے کوئی نبی نہ

ہوگا۔" (مسلم ج 2 ص 261) مزید ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ شان دی ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملی۔ میرا نام احمد رکھا گیا۔"

میں نے عرض کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ان ارشادات کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصداق ہیں۔ آپ ﷺ ہی احمد ہیں۔ عہد رسالت سے لے کر آج تک تمام صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین، مجددین، فقہائے کرام، جملہ محدثین، مفسرین، متکلمین، اولیائے عظام، علمائے کرام بلکہ پوری امت مسلمہ اس بات پر متفق ہیں کہ اسمہ احمد کے مصداق صرف اور صرف حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کے سوا کوئی بھی دوسری شخصیت اس کا مصداق نہیں اور نہ ہو سکتی ہے۔

میں نے عرض کیا کہ ہر مذہب وملت کے افراد اپنا نام یا اس کا جزو اپنے کسی بڑے راہنما کے نام کی نسبت سے رکھتے ہیں اور اسے اپنی شناخت اور پہچان قرار دیتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔ جیسے ہندو اپنے نام کے ساتھ رام لگاتے ہیں۔ سکھوں کے نام کے ساتھ سنگھ کا لفظ ہوتا ہے۔ عیسائی اپنے نام کے ساتھ مسیح استعمال کرتے ہیں۔ ایسے ہی ہم اہل اسلام اپنے ناموں کے ساتھ محمد اور احمد ایسے مبارک نام لگا کر اپنے پیارے نبی ﷺ کے ساتھ اپنی والہانہ عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اس قدر وضاحت کے بعد آپ کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی "احمد" ہے، دجل وفریب اور خلط وتلبیس کا نمونہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہم مسلمان اپنے نبی مکرم ﷺ کے نام کی نسبت سے محمدی اور احمدی ہیں۔ آپ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے نام کی مناسب سے مرزائی، قادیانی، غلمدی یا مسیلمی ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی ہر کتاب کے ٹائٹل اور اشتہارات پر اپنا نام "مرزا غلام احمد قادیانی" ہی لکھا ہے۔ خود مرزا قادیانی کی زندگی میں قادیانی جماعت کے سالانہ جلسہ کے موقع پر سیکڑوں کے مجمع میں مرزا قادیانی کے نام نہاد "صحابی" میر قاسم علی قادیانی نے ایک قصیدہ پڑھا۔ جس میں مرزا قادیانی کے مریدوں کی مبالغہ آمیز تعریفیں کی گئیں۔ اس قصیدہ کا یہ شعر بہت مشہور ہوا۔

کیا ہے راز طشت ازبام جس نے عیسویت کا
یہی وہ ہیں، یہی وہ ہیں، یہی ہیں پکے مرزائی

(اخبار بدر قادیان 17 جنوری 1907ء)

اس شعر پر مرزا قادیانی نے کسی قسم کا کوئی اظہار ناراضگی نہ کیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے مرید اس نام کو پسند کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ جب آپ خود کو احمدی کہلواتے ہیں، تو یہ شریعت، قانون اور آئین کی خلاف ورزی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث بھی بنتا ہے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ کیا کوئی عام فوجی اپنے گھر کے باہر چیف آف آرمی سٹاف کی نیم پلیٹ لگوا سکتا ہے؟ کیا کوئی ایس ایچ او خود کو آئی جی پولیس کہلوا سکتا ہے؟ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر یہ سب جرم ہے تو آپ لوگوں کا خود کو احمدی کہنا یا کہلوانا بھی جرم ہے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی کو ایک حوالہ دکھایا کہ مرزا قادیانی اپنے نام ''غلام احمد قادیانی'' پر فخر محسوس کرتے ہوئے لکھتا ہے:

❑ ''مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی۔ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو 1300 ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔''

(ازالہ اوہام ص 185 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 189، 190 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ جب مرزا قادیانی اپنے نام کے ساتھ لفظ قادیانی لکھتا ہے تو پھر آپ اس نسبت سے اپنے آپ کو قادیانی کہلوانے میں کیا عار محسوس کرتے ہیں؟ اگر یہ لفظ منحوس یا نجس ہے تو اس سے احتراز آپ کا حق ہے ورنہ یہ نام آپ کو اپنے نام کا حصہ بنانا چاہیے اور اس مناسبت پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ کیا آپ اس نام سے نفرت کرتے ہیں؟ شاہد بشیر نے کہا کس نام سے؟ میں نے عرض کیا، مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے۔ کہنے لگے! نہیں ایسی کوئی بات نہیں، میں نے کہا کہ میری معلومات کے مطابق پوری دنیا میں ایک بھی قادیانی ایسا نہیں ہے جس کا نام غلام احمد قادیانی کے نام پر بلکہ کوئی بھی قادیانی حتیٰ کہ مرزا قادیانی کے خاندان کے لوگ بھی اپنے بچوں کا نام غلام احمد قادیانی رکھنے میں ہتک محسوس کرتے ہیں۔ اس پر شاہد بشیر قادیانی خاموش ہو گیا۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ اگر ہم اپنے مذہب کی تبلیغ کریں تو آپ ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور بُرا بھلا کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مخالفین کو گالیاں دینا آپ کے مذہب کا حصہ ہے۔ شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ہم کسی کو گالی نہیں دیتے، بلکہ ہمارا نعرہ ہے **Love for all, hatred for none**، یعنی محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں، میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ آپ کا یہ نعرہ ظاہری طور پر دل کو موہ لینے والا، لیکن درحقیقت منافقت پر مبنی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ لوگوں کی عملی زندگی میں یہ بات کہیں بھی نظر نہیں آتی کہ آپ کسی سے نفرت نہ کرتے ہوں اور سب سے محبت کرتے ہوں۔ میں نے اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی تحریر کا مندرجہ ذیل اقتباس شاہد بشیر قادیانی کی خدمت میں پیش کیا اور کہا کہ آپ خود فیصلہ کریں کہ قادیانی جماعت اپنے نعرہ ''محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں'' میں کس قدر مخلص ہے؟

☐ ''میں عیسائیوں کے خود ساختہ خدا کی نسبت تمام مسلمانوں سے زیادہ کراہت اور نفرت رکھتا ہوں۔ یہاں تک کہ اگر کل مسلمانوں کی نفرت عیسائیوں کے خدا کی نسبت ترازو کے ایک پلہ میں رکھ دی جائے اور میری نفرت ایک طرف تو میرا پلہ اس سے بھاری ہوگا۔''

(ملفوظات ج 2 ص 251 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی کتاب سے میں نے ایک اور حوالہ پیش کیا۔

☐ ''شکر کی بات ہے کہ ایک مرتبہ خود مجھے بھی ایسی حالت پیش آئی۔ سردی کا موسم تھا۔ مجھے غسل کی حاجت ہوگئی۔ پانی گرم کرنے کے لیے کوئی سامان اس جگہ نہ تھا۔ ایک پادری کی لکھی ہوئی کتاب میزان الحق میرے پاس تھی، اس وقت وہ کام آئی۔ میں نے اس کو جلا کر پانی گرم کر لیا اور خدا تعالیٰ کا شکر کیا۔ اس وقت میری سمجھ میں آیا کہ بعض وقت شیطان بھی کام آ جاتا ہے۔''

(ملفوظات ج 4 ص 608 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ مرزا قادیانی کی یہ تحریر نفرت و حقارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک رات اُسے غسل کی حاجت ہوئی اور اس نے پانی گرم کرنے کے لیے ایک پادری کی کتاب ''میزان الحق'' کو چولہے میں رکھ کر آگ لگا کر پانی

گرم کیا۔ حالانکہ یہ قوی امکان ہے کہ کتاب میزان الحق میں حوالہ کے طور پر قرآن مجید کی آیات بھی ہوں گی۔ احادیث مبارکہ بھی درج ہوں گی۔ لیکن مرزا قادیانی نے کمال گستاخی کرتے ہوئے اسے نذر آتش کر دیا اور وہ بھی کس مقصد کے لیے؟ بجائے اس پر شرمندہ ہونے کے مرزا قادیانی اپنے اس کارنامے پر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا، ایمانداری سے بتائیں کہ کیا یہ محبت والا کام ہے یا نفرت والا؟ کیا آپ لوگ کسی شخص کو اجازت دیں گے کہ وہ حاجت غسل کے لیے مرزا قادیانی کی کتابیں جلا کر اس سے پانی گرم کرے اور بعد میں یہ کہے: ''محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں۔''

اس کے بعد میں نے شاہد بشیر قادیانی کو مسلمانوں کے خلاف مرزا قادیانی کی نفرت وحقارت پر مبنی مندرجہ ذیل اقتباس پیش کیے:۔

- ''اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔''

(انوار اسلام ص 30 مندرجہ روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا قادیانی)

- **''تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ و ینتفع من معارفھا و یقبلنی و یصدق دعوتی. الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللّٰہ علٰی قلوبھم فھم لا یقبلون.''**

(ترجمہ) ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص 547، 548 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 547، 548 از مرزا قادیانی)

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ذریۃ البغایا کا ترجمہ بدکار عورتوں کی اولاد نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''خطبہ الہامیہ'' ص 49 مندرجہ روحانی خزائن ج 16 ص 49 پر لفظ بغایا کا ترجمہ بازاری عورتیں کیا ہے۔ اس طرح اپنی کتاب ''انجام آتھم'' کے ص 282 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 282 اور نور الحق حصہ اوّل ص 123 مندرجہ روحانی خزائن ج 8 ص 163 میں لفظ بغایا کا ترجمہ نسل بدکاراں، زناکار اور زن بدکار کیا ہے۔

میرے پیش کردہ ان حوالوں سے شاہد بشیر قادیانی کی حالت اس کی جہالت سے بھی بدتر تھی۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ دنیا کی سوا ارب آبادی میں سے کتنے لوگ مرزا قادیانی کی کتابوں کو محبت ومودت کی نظر سے دیکھتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ خود مرزا قادیانی کے پہلے دونوں بیٹوں مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے ہمیشہ اپنے باپ کی مخالفت کی۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا باپ نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کے شرعی حقوق پورے نہیں کرتا۔ مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے فضل احمد کو اپنی تمام جائیداد سے عاق کیا۔ (باوجود یہ کہ عاق کرنے والے پر حضور نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے) اور ان کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات نیکی، بدی، خوشی، غمی وغیرہ میں شرکت ختم کر دی۔ مرزا قادیانی نے اپنے پہلے دونوں بیٹوں کے بارے میں ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا:

❑ ''سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔''

(مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص 221، مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص 187 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا فضل احمد، مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا تھا (اسی لیے مرزا قادیانی نے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا۔ بحوالہ انوار خلافت ص 91 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 149 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی) وہ مرزا قادیانی کی کتابوں کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتا تھا اور اس کی دعوت کی تصدیق بھی نہیں کرتا تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ بھی مرزا قادیانی کے فتویٰ ''ذریۃ البغایا'' کی زد میں آتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم نے بھی مرزا قادیانی کی بیعت نہیں کی تھی۔ میں نے اس سلسلہ میں درج ذیل حوالہ پیش کیا:

❑ ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بیعت لدھیانہ میں لی تھی۔ پہلے دن چالیس آدمیوں نے بیعت کی تھی، پھر جب آپ گھر میں آئے تو بعض عورتوں نے بیعت کی۔ سب سے پہلے مولوی صاحب (حضرت مولوی نور الدین صاحب) نے بیعت کی تھی۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ آپ نے کب بیعت کی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ میرے متعلق مشہور ہے کہ میں نے بیعت سے توقف کیا اور کئی سال بعد بیعت کی۔ یہ غلط ہے بلکہ میں کبھی بھی آپ سے الگ نہیں ہوئی۔ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہی اور شروع سے

ہی اپنے آپ کو بیعت میں سمجھا اور اپنے لیے باقاعدہ الگ بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی۔"
(سیرت المہدی ج اوّل ص 18، 19 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے پوچھا کہ کیا نصرت جہاں بیگم بھی "ذریۃ البغایا" کی زد میں آتی ہے یا نہیں؟ اس پر وہ نہایت پریشان ہوا۔

"محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں" کے سلسلہ میں شاہد بشیر کی خدمت میں درج ذیل حوالہ جات بھی پیش کیے۔

- "چھپکے چھپکے حرام کروانا
آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں
جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ
سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے
وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے
ساری شہوت کی بے قراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط
یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن
پاک دامن ابھی بچاری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو
ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لیے
سرِ بازار ان کی باری ہے

ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
خوب جورد کی حق گذاری ہے"

(آریہ دھرم صفحہ 75، 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 75، 76 از مرزا قادیانی)

☐ "اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔۔۔۔۔۔۔اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔"

(انجام آتھم صفحہ 311، 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311، 317 از مرزا قادیانی)

☐ "خدا تعالیٰ نے اس (عبدالحق غزنوی) کی بیوی کے رحم پر مُہر لگا دی"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 444 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 444 از مرزا قادیانی)

☐ "حضرت مسیح موعود کے قریباً ہم عمر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی تھے۔ ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا، اگر ان کو حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ ﷺ کے ظل اور بروز کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں ابوجہل نے کیا تھا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔"

(مرزا بشیر الدین محمود کا خطبہ نکاح۔ روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 2 نومبر 1922ء جلد 10 شمارہ 35)

☐ "جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے، وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔"

(حیات احمد، حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات جلد دوئم نمبر اول صفحہ 25 از یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان)

میں نے شاہد بشیر قادیانی سے کہا کہ اس قسم کی سیکڑوں گالیاں ہیں جو مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین کو دیں، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو مرزا قادیانی کی کتب سے دکھا سکتا ہوں۔ اس کے باوجود مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے:

☐ "ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔"

(ست بچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 133 از مرزا قادیانی)

مزید لکھا:

- ''بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے''

(قادیان کے آریہ اور ہم، از مرزا قادیانی ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 458)

دلچسپ بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا چھوٹے سے فقرے اور شعر میں بھی 7 عدد گالیاں تیر رہی ہیں۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب کی تعلیم ہے:

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ، آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

میں نے عرض کیا کہ اپنے نہ ماننے والوں کو ولد الحرام اور کنجریوں کی اولاد کہنا کونسی دعائیں ہیں؟ ہندوؤں کے خدا کو اپنی ناف سے دس انگل نیچے قرار دینا، مخالفین کی بیویوں کے رحم پر مہریں لگانا، کہاں کا انکسار ہے؟ اس پر شاہد قادیانی ''طویلے کی بلا بندر کے سر'' محسوس کر رہا تھا۔

میں نے شاہد بشیر قادیانی کو بتایا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے:

- ''لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 660 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 456 از مرزا قادیانی)

لیکن مرزا قادیانی کی خوش اخلاقی اور دوسروں سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اس نے کسی پر لعنت ڈالی تو بجائے یہ کہنے کے کہ تجھ پر 1000 بار لعنت ہو یا تحریری طور پر اسے اس طرح لکھ دیتا مگر اس نے باقاعدہ لعنت نمبر 1 لعنت نمبر 2، لعنت نمبر 3......لعنت نمبر 1000 تک لکھ دیا۔

(نور الحق ص 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 158 تا 162 از مرزا قادیانی)

میں نے یہ حوالہ خاص طور پر شاہد بشیر قادیانی کو دکھایا۔

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۸

نور الحق ہر دو حصّہ۔ اتمام الحجۃ

سر الخلافۃ

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ۔

الحمد لله الموفق انی کتبت هذه الرسالة والصحيفة الجمالة لعلاج مرض المتنصرين الذی امتدّ مَداه وعرّقتهم مُداه واكلتهم نار انكار الفرقان۔ والصول على كتاب الله القرآن۔ واردنا ان ننجيهم من مخلب الحمام۔ ونريهم سوء داءهم ونهديهم الى دواء السقام۔ فالّفنا هذا الكتاب مع انعام كثير لمن اجاب۔ وهو خمسة الاف من الدراهم لكلّ من اتى بمثله واری العجائب۔ وهو بفضل الله حسن وطيب والطف وادق۔ وسميته الحصة الاولىٰ من

نور الحقّ

"عسٰى ربّكم ان يّرحمكم
وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم
للكافرين حصيرا ان هذا القرآن
يهدی للتی هی اقوم ويبشر المؤمنين
الذين يعملون الصالحات ان لهم
اجرًا كبيرًا ٥"

قد طبع فی المطبع المصطفائی پریس فی لاهور سنه ١٣١١ هجری

بار اول جلد ١٢٠٠

المهلة منا ثلثة اشهر للمعارضين فان لم يبارزوا ولن يبارزوا فاعلموا

تین مہینہ مُہلت ہے اور اگر مقابل پر نہ آویں اور ہرگز نہ آوینگے پس یقیناً جانو

انهم كانوا من الكاذبين۔

کہ وہ جھوٹے ہیں۔

واعلموا ان هذا الانعام في صورة اذا اتوا برسالة كمثل رسالتنا وعجالة

اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ انعام اِس صورت میں ہے کہ جب بالمقابل رسالہ بعینہٖ ہمارے اِس رسالہ کے

كمثل عجالتنا واثبتوا انفسهم كمماثلين ومشابهين۔ واما اذا ابوا وولوا

مشابہ ہو اور مماثلت اور مشابہت کو ثابت کریں۔ لیکن اگر بتلانے سے انکار کریں

الدبر كالثعالب ما استطاعوا على هذه المطالب وما تركوا اعادة توهين القرآن

اور لومڑیوں کی طرح پیٹھیں دکھلادیں اور ان مطالب پر قدرت نہ پاسکیں اور نہ توہین قرآن شریف کی

وما امتنحوا من قدح كتاب الله الفرقان وما تابوا من ان يسموا انفسهم مولويين

عادت کو چھوڑیں اور کتاب اللہ کی جرح و قدح سے باز نہ آویں

وما ازدجروا من سبّ رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين وما ازدجروا

اور نہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دُشنام دہی سے رکیں اور نہ اِس بیہودگی سے اپنے تئیں

من قولهم ان القرآن ليس بفصيح وما تركوا سبيل التحقير والتوهين فعليهم

روکیں کہ قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ توہین اور تحقیر کے طریق کو چھوڑیں پس اُن پر خدا تعالیٰ

من الله الف لعنة فليقل القوم كلهم آمين۔

کی طرف سے ہزار لعنت ہے پس چاہیئے کہ تمام قوم کہے کہ آمین۔

۱ لعنت ۲ لعنت ۳ لعنت ۴ لعنت ۵ لعنت ۶ لعنت

۷ لعنت ۸ لعنت ۹ لعنت ۱۰ لعنت ۱۱ لعنت ۱۲ لعنت

۱۳ لعنت ۱۴ لعنت ۱۵ لعنت ۱۶ لعنت ۱۷ لعنت ۱۸ لعنت

۱۹ لعنت ۲۰ لعنت ۲۱ لعنت ۲۲ لعنت ۲۳ لعنت ۲۴ لعنت

۲۵ لعنت ۲۶ لعنت ۲۷ لعنت ۲۸ لعنت ۲۹ لعنت ۳۰ لعنت ۳۱ لعنت
۳۲ لعنت ۳۳ لعنت ۳۴ لعنت ۳۵ لعنت ۳۶ لعنت ۳۷ لعنت ۳۸ لعنت
۳۹ لعنت ۴۰ لعنت ۴۱ لعنت ۴۲ لعنت ۴۳ لعنت ۴۴ لعنت ۴۵ لعنت
۴۶ لعنت ۴۷ لعنت ۴۸ لعنت ۴۹ لعنت ۵۰ لعنت ۵۱ لعنت ۵۲ لعنت
۵۳ لعنت ۵۴ لعنت ۵۵ لعنت ۵۶ لعنت ۵۷ لعنت ۵۸ لعنت ۵۹ لعنت
۶۰ لعنت ۶۱ لعنت ۶۲ لعنت ۶۳ لعنت ۶۴ لعنت ۶۵ لعنت ۶۶ لعنت
۶۷ لعنت ۶۸ لعنت ۶۹ لعنت ۷۰ لعنت ۷۱ لعنت ۷۲ لعنت ۷۳ لعنت
۷۴ لعنت ۷۵ لعنت ۷۶ لعنت ۷۷ لعنت ۷۸ لعنت ۷۹ لعنت ۸۰ لعنت
۸۱ لعنت ۸۲ لعنت ۸۳ لعنت ۸۴ لعنت ۸۵ لعنت ۸۶ لعنت ۸۷ لعنت
۸۸ لعنت ۸۹ لعنت ۹۰ لعنت ۹۱ لعنت ۹۲ لعنت ۹۳ لعنت ۹۴ لعنت
۹۵ لعنت ۹۶ لعنت ۹۷ لعنت ۹۸ لعنت ۹۹ لعنت ۱۰۰ لعنت ۱۰۱ لعنت
۱۰۲ لعنت ۱۰۳ لعنت ۱۰۴ لعنت ۱۰۵ لعنت ۱۰۶ لعنت ۱۰۷ لعنت ۱۰۸ لعنت
۱۰۹ لعنت ۱۱۰ لعنت ۱۱۱ لعنت ۱۱۲ لعنت ۱۱۳ لعنت ۱۱۴ لعنت ۱۱۵ لعنت
۱۱۶ لعنت ۱۱۷ لعنت ۱۱۸ لعنت ۱۱۹ لعنت ۱۲۰ لعنت ۱۲۱ لعنت ۱۲۲ لعنت
۱۲۳ لعنت ۱۲۴ لعنت ۱۲۵ لعنت ۱۲۶ لعنت ۱۲۷ لعنت ۱۲۸ لعنت ۱۲۹ لعنت
۱۳۰ لعنت ۱۳۱ لعنت ۱۳۲ لعنت ۱۳۳ لعنت ۱۳۴ لعنت ۱۳۵ لعنت ۱۳۶ لعنت
۱۳۷ لعنت ۱۳۸ لعنت ۱۳۹ لعنت ۱۴۰ لعنت ۱۴۱ لعنت ۱۴۲ لعنت ۱۴۳ لعنت
۱۴۴ لعنت ۱۴۵ لعنت ۱۴۶ لعنت ۱۴۷ لعنت ۱۴۸ لعنت ۱۴۹ لعنت ۱۵۰ لعنت
۱۵۱ لعنت ۱۵۲ لعنت ۱۵۳ لعنت ۱۵۴ لعنت ۱۵۵ لعنت ۱۵۶ لعنت ۱۵۷ لعنت
۱۵۸ لعنت ۱۵۹ لعنت ۱۶۰ لعنت ۱۶۱ لعنت ۱۶۲ لعنت ۱۶۳ لعنت ۱۶۴ لعنت
۱۶۵ لعنت ۱۶۶ لعنت ۱۶۷ لعنت ۱۶۸ لعنت ۱۶۹ لعنت ۱۷۰ لعنت ۱۷۱ لعنت
۱۷۲ لعنت ۱۷۳ لعنت ۱۷۴ لعنت ۱۷۵ لعنت ۱۷۶ لعنت ۱۷۷ لعنت ۱۷۸ لعنت
۱۷۹ لعنت ۱۸۰ لعنت ۱۸۱ لعنت ۱۸۲ لعنت ۱۸۳ لعنت ۱۸۴ لعنت ۱۸۵ لعنت
۱۸۶ لعنت ۱۸۷ لعنت ۱۸۸ لعنت ۱۸۹ لعنت ۱۹۰ لعنت ۱۹۱ لعنت ۱۹۲ لعنت
۱۹۳ لعنت ۱۹۴ لعنت ۱۹۵ لعنت ۱۹۶ لعنت ۱۹۷ لعنت ۱۹۸ لعنت ۱۹۹ لعنت
۲۰۰ لعنت ۲۰۱ لعنت ۲۰۲ لعنت ۲۰۳ لعنت ۲۰۴ لعنت ۲۰۵ لعنت ۲۰۶ لعنت
۲۰۷ لعنت ۲۰۸ لعنت ۲۰۹ لعنت ۲۱۰ لعنت ۲۱۱ لعنت ۲۱۲ لعنت ۲۱۳ لعنت
۲۱۴ لعنت ۲۱۵ لعنت ۲۱۶ لعنت ۲۱۷ لعنت ۲۱۸ لعنت ۲۱۹ لعنت ۲۲۰ لعنت
۲۲۱ لعنت ۲۲۲ لعنت ۲۲۳ لعنت ۲۲۴ لعنت ۲۲۵ لعنت ۲۲۶ لعنت ۲۲۷ لعنت
۲۲۸ لعنت ۲۲۹ لعنت ۲۳۰ لعنت ۲۳۱ لعنت ۲۳۲ لعنت ۲۳۳ لعنت ۲۳۴ لعنت
۲۳۵ لعنت ۲۳۶ لعنت ۲۳۷ لعنت ۲۳۸ لعنت ۲۳۹ لعنت ۲۴۰ لعنت ۲۴۱ لعنت
۲۴۲ لعنت ۲۴۳ لعنت ۲۴۴ لعنت ۲۴۵ لعنت ۲۴۶ لعنت ۲۴۷ لعنت ۲۴۸ لعنت
۲۴۹ لعنت ۲۵۰ لعنت ۲۵۱ لعنت ۲۵۲ لعنت ۲۵۳ لعنت ۲۵۴ لعنت ۲۵۵ لعنت
۲۵۶ لعنت ۲۵۷ لعنت ۲۵۸ لعنت ۲۵۹ لعنت ۲۶۰ لعنت ۲۶۱ لعنت ۲۶۲ لعنت

١٣٠

٢٦٣ لعنت ٢٦٤ لعنت ٢٦٥ لعنت ٢٦٦ لعنت ٢٦٧ لعنت ٢٦٨ لعنت ٢٦٩ لعنت
٢٧٠ لعنت ٢٧١ لعنت ٢٧٢ لعنت ٢٧٣ لعنت ٢٧٤ لعنت ٢٧٥ لعنت ٢٧٦ لعنت
٢٧٧ لعنت ٢٧٨ لعنت ٢٧٩ لعنت ٢٨٠ لعنت ٢٨١ لعنت ٢٨٢ لعنت ٢٨٣ لعنت
٢٨٤ لعنت ٢٨٥ لعنت ٢٨٦ لعنت ٢٨٧ لعنت ٢٨٨ لعنت ٢٨٩ لعنت ٢٩٠ لعنت
٢٩١ لعنت ٢٩٢ لعنت ٢٩٣ لعنت ٢٩٤ لعنت ٢٩٥ لعنت ٢٩٦ لعنت ٢٩٧ لعنت
٢٩٨ لعنت ٢٩٩ لعنت ٣٠٠ لعنت ٣٠١ لعنت ٣٠٢ لعنت ٣٠٣ لعنت ٣٠٤ لعنت
٣٠٥ اللعنة ٣٠٦ اللعنة ٣٠٧ اللعنة ٣٠٨ اللعنة ٣٠٩ اللعنة ٣١٠ اللعنة ٣١١ اللعنة
٣١٢ اللعنة ٣١٣ اللعنة ٣١٤ اللعنة ٣١٥ اللعنة ٣١٦ اللعنة ٣١٧ اللعنة ٣١٨ اللعنة
٣١٩ اللعنة ٣٢٠ اللعنة ٣٢١ اللعنة ٣٢٢ اللعنة ٣٢٣ اللعنة ٣٢٤ اللعنة ٣٢٥ اللعنة
٣٢٦ اللعنة ٣٢٧ اللعنة ٣٢٨ اللعنة ٣٢٩ اللعنة ٣٣٠ اللعنة ٣٣١ اللعنة ٣٣٢ اللعنة
٣٣٣ اللعنة ٣٣٤ اللعنة ٣٣٥ اللعنة ٣٣٦ اللعنة ٣٣٧ اللعنة ٣٣٨ اللعنة ٣٣٩ اللعنة
٣٤٠ اللعنة ٣٤١ اللعنة ٣٤٢ اللعنة ٣٤٣ اللعنة ٣٤٤ اللعنة ٣٤٥ اللعنة ٣٤٦ اللعنة
٣٤٧ اللعنة ٣٤٨ اللعنة ٣٤٩ اللعنة ٣٥٠ اللعنة ٣٥١ اللعنة ٣٥٢ اللعنة ٣٥٣ اللعنة
٣٥٤ اللعنة ٣٥٥ اللعنة ٣٥٦ اللعنة ٣٥٧ اللعنة ٣٥٨ اللعنة ٣٥٩ اللعنة ٣٦٠ اللعنة
٣٦١ اللعنة ٣٦٢ اللعنة ٣٦٣ اللعنة ٣٦٤ اللعنة ٣٦٥ اللعنة ٣٦٦ اللعنة ٣٦٧ اللعنة
٣٦٨ اللعنة ٣٦٩ اللعنة ٣٧٠ اللعنة ٣٧١ اللعنة ٣٧٢ اللعنة ٣٧٣ اللعنة ٣٧٤ اللعنة
٣٧٥ اللعنة ٣٧٦ اللعنة ٣٧٧ اللعنة ٣٧٨ اللعنة ٣٧٩ اللعنة ٣٨٠ اللعنة ٣٨١ اللعنة
٣٨٢ اللعنة ٣٨٣ اللعنة ٣٨٤ اللعنة ٣٨٥ اللعنة ٣٨٦ اللعنة ٣٨٧ اللعنة ٣٨٨ اللعنة
٣٨٩ اللعنة ٣٩٠ اللعنة ٣٩١ اللعنة ٣٩٢ اللعنة ٣٩٣ اللعنة ٣٩٤ اللعنة ٣٩٥ اللعنة
٣٩٦ اللعنة ٣٩٧ اللعنة ٣٩٨ اللعنة ٣٩٩ اللعنة ٤٠٠ اللعنة ٤٠١ اللعنة ٤٠٢ اللعنة
٤٠٣ اللعنة ٤٠٤ اللعنة ٤٠٥ اللعنة ٤٠٦ اللعنة ٤٠٧ اللعنة ٤٠٨ اللعنة ٤٠٩ اللعنة
٤١٠ اللعنة ٤١١ اللعنة ٤١٢ اللعنة ٤١٣ اللعنة ٤١٤ اللعنة ٤١٥ اللعنة ٤١٦ اللعنة
٤١٧ اللعنة ٤١٨ اللعنة ٤١٩ اللعنة ٤٢٠ اللعنة ٤٢١ اللعنة ٤٢٢ اللعنة ٤٢٣ اللعنة
٤٢٤ اللعنة ٤٢٥ اللعنة ٤٢٦ اللعنة ٤٢٧ اللعنة ٤٢٨ اللعنة ٤٢٩ اللعنة ٤٣٠ اللعنة
٤٣١ اللعنة ٤٣٢ اللعنة ٤٣٣ اللعنة ٤٣٤ اللعنة ٤٣٥ اللعنة ٤٣٦ اللعنة ٤٣٧ اللعنة
٤٣٨ اللعنة ٤٣٩ اللعنة ٤٤٠ اللعنة ٤٤١ اللعنة ٤٤٢ اللعنة ٤٤٣ اللعنة ٤٤٤ اللعنة
٤٤٥ اللعنة ٤٤٦ اللعنة ٤٤٧ اللعنة ٤٤٨ اللعنة ٤٤٩ اللعنة ٤٥٠ اللعنة ٤٥١ اللعنة
٤٥٢ اللعنة ٤٥٣ اللعنة ٤٥٤ اللعنة ٤٥٥ اللعنة ٤٥٦ اللعنة ٤٥٧ اللعنة ٤٥٨ اللعنة
٤٥٩ اللعنة ٤٦٠ اللعنة ٤٦١ اللعنة ٤٦٢ اللعنة ٤٦٣ اللعنة ٤٦٤ اللعنة ٤٦٥ اللعنة
٤٦٦ اللعنة ٤٦٧ اللعنة ٤٦٨ اللعنة ٤٦٩ اللعنة ٤٧٠ اللعنة ٤٧١ اللعنة ٤٧٢ اللعنة
٤٧٣ اللعنة ٤٧٤ اللعنة ٤٧٥ اللعنة ٤٧٦ اللعنة ٤٧٧ اللعنة ٤٧٨ اللعنة ٤٧٩ اللعنة
٤٨٠ اللعنة ٤٨١ اللعنة ٤٨٢ اللعنة ٤٨٣ اللعنة ٤٨٤ اللعنة ٤٨٥ اللعنة ٤٨٦ اللعنة
٤٨٧ اللعنة ٤٨٨ اللعنة ٤٨٩ اللعنة ٤٩٠ اللعنة ٤٩١ اللعنة ٤٩٢ اللعنة ٤٩٣ اللعنة
٤٩٤ اللعنة ٤٩٥ اللعنة ٤٩٦ اللعنة ٤٩٧ اللعنة ٤٩٨ اللعنة ٤٩٩ اللعنة ٥٠٠ اللعنة

١٢١ اللعنة ٥٠١ | اللعنة ٥٠٢ | اللعنة ٥٠٣ | اللعنة ٥٠٤ | اللعنة ٥٠٥ | اللعنة ٥٠٦ | اللعنة ٥٠٧
اللعنة ٥٠٨ | اللعنة ٥٠٩ | اللعنة ٥١٠ | اللعنة ٥١١ | اللعنة ٥١٢ | اللعنة ٥١٣ | اللعنة ٥١٤
اللعنة ٥١٥ | اللعنة ٥١٦ | اللعنة ٥١٧ | اللعنة ٥١٨ | اللعنة ٥١٩ | اللعنة ٥٢٠ | اللعنة ٥٢١
اللعنة ٥٢٢ | اللعنة ٥٢٣ | اللعنة ٥٢٤ | اللعنة ٥٢٥ | اللعنة ٥٢٦ | اللعنة ٥٢٧ | اللعنة ٥٢٨
اللعنة ٥٢٩ | اللعنة ٥٣٠ | اللعنة ٥٣١ | اللعنة ٥٣٢ | اللعنة ٥٣٣ | اللعنة ٥٣٤ | اللعنة ٥٣٥
اللعنة ٥٣٦ | اللعنة ٥٣٧ | اللعنة ٥٣٨ | اللعنة ٥٣٩ | اللعنة ٥٤٠ | اللعنة ٥٤١ | اللعنة ٥٤٢
اللعنة ٥٤٣ | اللعنة ٥٤٤ | اللعنة ٥٤٥ | اللعنة ٥٤٦ | اللعنة ٥٤٧ | اللعنة ٥٤٨ | اللعنة ٥٤٩
اللعنة ٥٥٠ | اللعنة ٥٥١ | اللعنة ٥٥٢ | اللعنة ٥٥٣ | اللعنة ٥٥٤ | اللعنة ٥٥٥ | اللعنة ٥٥٦
اللعنة ٥٥٧ | اللعنة ٥٥٨ | اللعنة ٥٥٩ | اللعنة ٥٦٠ | اللعنة ٥٦١ | اللعنة ٥٦٢ | اللعنة ٥٦٣
اللعنة ٥٦٤ | اللعنة ٥٦٥ | اللعنة ٥٦٦ | اللعنة ٥٦٧ | اللعنة ٥٦٨ | اللعنة ٥٦٩ | اللعنة ٥٧٠
اللعنة ٥٧١ | اللعنة ٥٧٢ | اللعنة ٥٧٣ | اللعنة ٥٧٤ | اللعنة ٥٧٥ | اللعنة ٥٧٦ | اللعنة ٥٧٧
اللعنة ٥٧٨ | اللعنة ٥٧٩ | اللعنة ٥٨٠ | اللعنة ٥٨١ | اللعنة ٥٨٢ | اللعنة ٥٨٣ | اللعنة ٥٨٤
اللعنة ٥٨٥ | اللعنة ٥٨٦ | اللعنة ٥٨٧ | اللعنة ٥٨٨ | اللعنة ٥٨٩ | اللعنة ٥٩٠ | اللعنة ٥٩١
اللعنة ٥٩٢ | اللعنة ٥٩٣ | اللعنة ٥٩٤ | اللعنة ٥٩٥ | اللعنة ٥٩٦ | اللعنة ٥٩٧ | اللعنة ٥٩٨
اللعنة ٥٩٩ | اللعنة ٦٠٠ | اللعنة ٦٠١ | اللعنة ٦٠٢ | اللعنة ٦٠٣ | اللعنة ٦٠٤ | اللعنة ٦٠٥
اللعنة ٦٠٦ | اللعنة ٦٠٧ | اللعنة ٦٠٨ | اللعنة ٦٠٩ | اللعنة ٦١٠ | اللعنة ٦١١ | اللعنة ٦١٢
اللعنة ٦١٣ | اللعنة ٦١٤ | اللعنة ٦١٥ | اللعنة ٦١٦ | اللعنة ٦١٧ | اللعنة ٦١٨ | اللعنة ٦١٩
اللعنة ٦٢٠ | اللعنة ٦٢١ | اللعنة ٦٢٢ | اللعنة ٦٢٣ | اللعنة ٦٢٤ | اللعنة ٦٢٥ | اللعنة ٦٢٦
اللعنة ٦٢٧ | اللعنة ٦٢٨ | اللعنة ٦٢٩ | اللعنة ٦٣٠ | اللعنة ٦٣١ | اللعنة ٦٣٢ | اللعنة ٦٣٣
اللعنة ٦٣٤ | اللعنة ٦٣٥ | اللعنة ٦٣٦ | اللعنة ٦٣٧ | اللعنة ٦٣٨ | اللعنة ٦٣٩ | اللعنة ٦٤٠
اللعنة ٦٤١ | اللعنة ٦٤٢ | اللعنة ٦٤٣ | اللعنة ٦٤٤ | اللعنة ٦٤٥ | اللعنة ٦٤٦ | اللعنة ٦٤٧
اللعنة ٦٤٨ | اللعنة ٦٤٩ | اللعنة ٦٥٠ | اللعنة ٦٥١ | اللعنة ٦٥٢ | اللعنة ٦٥٣ | اللعنة ٦٥٤
اللعنة ٦٥٥ | اللعنة ٦٥٦ | اللعنة ٦٥٧ | اللعنة ٦٥٨ | اللعنة ٦٥٩ | اللعنة ٦٦٠ | اللعنة ٦٦١
اللعنة ٦٦٢ | اللعنة ٦٦٣ | اللعنة ٦٦٤ | اللعنة ٦٦٥ | اللعنة ٦٦٦ | اللعنة ٦٦٧ | اللعنة ٦٦٨
اللعنة ٦٦٩ | اللعنة ٦٧٠ | اللعنة ٦٧١ | اللعنة ٦٧٢ | اللعنة ٦٧٣ | اللعنة ٦٧٤ | اللعنة ٦٧٥
اللعنة ٦٧٦ | اللعنة ٦٧٧ | اللعنة ٦٧٨ | اللعنة ٦٧٩ | اللعنة ٦٨٠ | اللعنة ٦٨١ | اللعنة ٦٨٢
اللعنة ٦٨٣ | اللعنة ٦٨٤ | اللعنة ٦٨٥ | اللعنة ٦٨٦ | اللعنة ٦٨٧ | اللعنة ٦٨٨ | اللعنة ٦٨٩
اللعنة ٦٩٠ | اللعنة ٦٩١ | اللعنة ٦٩٢ | اللعنة ٦٩٣ | اللعنة ٦٩٤ | اللعنة ٦٩٥ | اللعنة ٦٩٦
اللعنة ٦٩٧ | اللعنة ٦٩٨ | اللعنة ٦٩٩ | اللعنة ٧٠٠ | اللعنة ٧٠١ | اللعنة ٧٠٢ | اللعنة ٧٠٣
اللعنة ٧٠٤ | اللعنة ٧٠٥ | اللعنة ٧٠٦ | اللعنة ٧٠٧ | اللعنة ٧٠٨ | اللعنة ٧٠٩ | اللعنة ٧١٠
اللعنة ٧١١ | اللعنة ٧١٢ | اللعنة ٧١٣ | اللعنة ٧١٤ | اللعنة ٧١٥ | اللعنة ٧١٦ | اللعنة ٧١٧
اللعنة ٧١٨ | اللعنة ٧١٩ | اللعنة ٧٢٠ | اللعنة ٧٢١ | اللعنة ٧٢٢ | اللعنة ٧٢٣ | اللعنة ٧٢٤
١٢٢ اللعنة ٧٢٥ | اللعنة ٧٢٦ | اللعنة ٧٢٧ | اللعنة ٧٢٨ | اللعنة ٧٢٩ | اللعنة ٧٣٠ | اللعنة ٧٣١
اللعنة ٧٣٢ | اللعنة ٧٣٣ | اللعنة ٧٣٤ | اللعنة ٧٣٥ | اللعنة ٧٣٦ | اللعنة ٧٣٧ | اللعنة ٧٣٨

السنة ٤٢٩ السنة ٤٣٠ السنة ٤٣١ السنة ٤٣٢ السنة ٤٣٣ السنة ٤٣٤ السنة ٤٣٥ السنة ٤٣٦
السنة ٤٣٧ السنة ٤٣٨ السنة ٤٣٩ السنة ٤٥٠ السنة ٤٥١ السنة ٤٥٢ السنة ٤٥٣ السنة ٤٥٤
السنة ٤٥٥ السنة ٤٥٦ السنة ٤٥٧ السنة ٤٥٨ السنة ٤٥٩ السنة ٤٦٠ السنة ٤٦١ السنة ٤٦٢
السنة ٤٦٣ السنة ٤٦٤ السنة ٤٦٥ السنة ٤٦٦ السنة ٤٦٧ السنة ٤٦٨ السنة ٤٦٩ السنة ٤٧٠
السنة ٤٧١ السنة ٤٧٢ السنة ٤٧٣ السنة ٤٧٤ السنة ٤٧٥ السنة ٤٧٦ السنة ٤٧٧ السنة ٤٧٨
السنة ٤٧٩ السنة ٤٨٠ السنة ٤٨١ السنة ٤٨٢ السنة ٤٨٣ السنة ٤٨٤ السنة ٤٨٥ السنة ٤٨٦
السنة ٤٨٧ السنة ٤٨٨ السنة ٤٨٩ السنة ٤٩٠ السنة ٤٩١ السنة ٤٩٢ السنة ٤٩٣ السنة ٤٩٤
السنة ٤٩٥ السنة ٤٩٦ السنة ٤٩٧ السنة ٤٩٨ السنة ٤٩٩ السنة ٨٠٠ السنة ٨٠١ السنة ٨٠٢
السنة ٨٠٣ السنة ٨٠٤ السنة ٨٠٥ السنة ٨٠٦ السنة ٨٠٧ السنة ٨٠٨ السنة ٨٠٩ السنة ٨١٠
السنة ٨١١ السنة ٨١٢ السنة ٨١٣ السنة ٨١٤ السنة ٨١٥ السنة ٨١٦ السنة ٨١٧ السنة ٨١٨
السنة ٨١٩ السنة ٨٢٠ السنة ٨٢١ السنة ٨٢٢ السنة ٨٢٣ السنة ٨٢٤ السنة ٨٢٥ السنة ٨٢٦
السنة ٨٢٧ السنة ٨٢٨ السنة ٨٢٩ السنة ٨٣٠ السنة ٨٣١ السنة ٨٣٢ السنة ٨٣٣ السنة ٨٣٤
السنة ٨٣٥ السنة ٨٣٦ السنة ٨٣٧ السنة ٨٣٨ السنة ٨٣٩ السنة ٨٤٠ السنة ٨٤١ السنة ٨٤٢
السنة ٨٤٣ السنة ٨٤٤ السنة ٨٤٥ السنة ٨٤٦ السنة ٨٤٧ السنة ٨٤٨ السنة ٨٤٩ السنة ٨٥٠
السنة ٨٥١ السنة ٨٥٢ السنة ٨٥٣ السنة ٨٥٤ السنة ٨٥٥ السنة ٨٥٦ السنة ٨٥٧ السنة ٨٥٨
السنة ٨٥٩ السنة ٨٦٠ السنة ٨٦١ السنة ٨٦٢ السنة ٨٦٣ السنة ٨٦٤ السنة ٨٦٥ السنة ٨٦٦
السنة ٨٦٧ السنة ٨٦٨ السنة ٨٦٩ السنة ٨٧٠ السنة ٨٧١ السنة ٨٧٢ السنة ٨٧٣ السنة ٨٧٤
السنة ٨٧٥ السنة ٨٧٦ السنة ٨٧٧ السنة ٨٧٨ السنة ٨٧٩ السنة ٨٨٠ السنة ٨٨١ السنة ٨٨٢
السنة ٨٨٣ السنة ٨٨٤ السنة ٨٨٥ السنة ٨٨٦ السنة ٨٨٧ السنة ٨٨٨ السنة ٨٨٩ السنة ٨٩٠
السنة ٨٩١ السنة ٨٩٢ السنة ٨٩٣ السنة ٨٩٤ السنة ٨٩٥ السنة ٨٩٦ السنة ٨٩٧ السنة ٨٩٨
السنة ٨٩٩ السنة ٩٠٠ السنة ٩٠١ السنة ٩٠٢ السنة ٩٠٣ السنة ٩٠٤ السنة ٩٠٥ السنة ٩٠٦
السنة ٩٠٧ السنة ٩٠٨ السنة ٩٠٩ السنة ٩١٠ السنة ٩١١ السنة ٩١٢ السنة ٩١٣ السنة ٩١٤
السنة ٩١٥ السنة ٩١٦ السنة ٩١٧ السنة ٩١٨ السنة ٩١٩ السنة ٩٢٠ السنة ٩٢١ السنة ٩٢٢
السنة ٩٢٣ السنة ٩٢٤ السنة ٩٢٥ السنة ٩٢٦ السنة ٩٢٧ السنة ٩٢٨ السنة ٩٢٩ السنة ٩٣٠
السنة ٩٣١ السنة ٩٣٢ السنة ٩٣٣ السنة ٩٣٤ السنة ٩٣٥ السنة ٩٣٦ السنة ٩٣٧ السنة ٩٣٨
السنة ٩٣٩ السنة ٩٤٠ السنة ٩٤١ السنة ٩٤٢ السنة ٩٤٣ السنة ٩٤٤ السنة ٩٤٥ السنة ٩٤٦
السنة ٩٤٧ السنة ٩٤٨ السنة ٩٤٩ السنة ٩٥٠ السنة ٩٥١ السنة ٩٥٢ السنة ٩٥٣ السنة ٩٥٤
السنة ٩٥٥ السنة ٩٥٦ السنة ٩٥٧ السنة ٩٥٨ السنة ٩٥٩ السنة ٩٦٠ السنة ٩٦١ السنة ٩٦٢
السنة ٩٦٣ السنة ٩٦٤ السنة ٩٦٥ السنة ٩٦٦ السنة ٩٦٧ السنة ٩٦٨ السنة ٩٦٩ السنة ٩٧٠
السنة ٩٧١ السنة ٩٧٢ السنة ٩٧٣ السنة ٩٧٤ السنة ٩٧٥ السنة ٩٧٦ السنة ٩٧٧ السنة ٩٧٨
السنة ٩٧٩ السنة ٩٨٠ السنة ٩٨١ السنة ٩٨٢ السنة ٩٨٣ السنة ٩٨٤ السنة ٩٨٥ السنة ٩٨٦
السنة ٩٨٧ السنة ٩٨٨ السنة ٩٨٩ السنة ٩٩٠ السنة ٩٩١ السنة ٩٩٢ السنة ٩٩٣ السنة ٩٩٤
السنة ٩٩٥ السنة ٩٩٦ السنة ٩٩٧ السنة ٩٩٨ السنة ٩٩٩ السنة ١٠٠٠

ان تمام اقتباسات کو دیکھنے اور پڑھنے کے بعد شاہد بشیر قادیانی کے حواس گم ہو گئے اور اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

شاہد قادیانی نے کہا کہ قرآن مجید میں ہے:

ولو تقول علینا بعض الاقاویلo لاخذنا منه بالیمینo ثم لقطعنا منه الوتینo (الحاقہ: 45 تا 47) ''کہ اگر یہ کوئی جھوٹا الہام بنا کر میری طرف منسوب کرتا (اور کہتا کہ یہ الہام مجھے خدا کی طرف سے ہوا ہے) تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اس کی شاہ رگ کاٹ دیتے۔'' گویا اگر کوئی شخص جھوٹا الہام بنا کر خدا کی طرف منسوب کرے تو وہ قتل ہو جاتا ہے اور چونکہ آنحضرت ﷺ جو صداقت کی کسوٹی ہیں، آپ ﷺ 23 سال دعویٰ وحی و الہام کے بعد زندہ رہے، اس لیے کوئی جھوٹا مدعی الہام و وحی نبوت اتنا عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ جتنا عرصہ کہ آنحضرت ﷺ رہے۔ قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کے ماتحت میرا دعویٰ ہے کہ آج تک جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے، کسی جھوٹے مدعی نبوت و الہام کو دعویٰ کے بعد 23 سال کی مہلت نہیں ملی۔ لہٰذا اگر مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ پر افترا کیا ہوتا تو انہیں 23 سال کے اندر اندر ہلاک کر دیا جاتا اور اس کی شاہ رگ کاٹ دی جاتی۔

میں نے عرض کیا کہ ان آیات سے مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرنا جہالت اور تلبیس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں نے کہا کہ اس سے قبل آیات میں کفار مکہ کے اس بے ہودہ خیال اور الزام کا رد کیا گیا کہ کوئی آپ ﷺ کو شاعر اور کوئی آپ ﷺ کو کاہن کہتا تھا۔ یعنی وہ آپ ﷺ پر الزام لگاتے کہ (نعوذ باللہ) آپ ﷺ جو کلام سناتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں بلکہ آپ ﷺ خود کچھ کلمات جمع کر لیتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ لہٰذا ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کے اس خیال باطل کو بڑی شدت کے ساتھ رد کیا اور کہا کہ جس کی نبوت کو ہم معجزات اور دلائل سے ثابت کر دیں، وہ ہرگز ہرگز اپنے رب کے کلام میں اپنی طرف سے کوئی ملاوٹ نہیں کرتا۔ بفرضِ محال اگر وہ اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر ہماری طرف منسوب کر دے تو یہ کوئی معمولی سا جرم نہیں جس کا نوٹس نہ لیا جائے یا جس سے اغماض برتا جائے، بلکہ یہ تو اتنا بڑا گناہ اور سنگین جرم ہے کہ اگر اسے گوارا کر لیا جائے تو سلسلۂ نبوت کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا اور کسی کو نبی کی بات پر وثوق اور اعتماد ہی نہیں رہے گا۔ اس لیے بفرضِ محال اگر ہمارا کوئی پیارا ایسی حرکت کرے، تو ادنیٰ توقف کے

بغیر ہمارے انتقام کی تلوار بے نیام ہو جائے گی اور آنِ واحد میں اس کی رگِ دل کاٹ کر رکھ دی جائے گی تا کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی خدا کا بھیجا ہوا نبی بھی ایسی قبیح حرکت کرے تو عذابِ الٰہی ایک لحظہ بھی اسے مہلت نہیں دیتا، فوراً اسے فنا کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ اس آیت کا مضمون صرف نبی رحمت ﷺ کے متعلق ہے اور وہ بھی اس بنا پر کہ بائبل میں موجود تھا: ''اگر آنے والا پیغمبر اپنی طرف سے کوئی جھوٹا الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جلد مارا جائے گا۔'' میں نے بائبل سے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا:

☐ ''میں ان کے لیے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا، وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔ لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔''

(بائبل عہد نامہ قدیم، کتاب استثناء باب 18 فقرہ نمبر 18 تا 21)

میں نے عرض کیا کہ اس آیت سے آپ کا یہ استدلال کہ ''اگر مرزا سچا نبی نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتا تو اس ارشادِ الٰہی کے مطابق اس کی رگِ دل کاٹ دی جاتی اور اسے اسی وقت ہلاک کر دیا جاتا۔ لیکن کیونکہ ایسا نہیں کیا گیا، اس لیے ثابت ہوا کہ وہ (معاذ اللہ) سچا نبی تھا۔'' میں نے عرض کیا کہ اگر آپ اس آیت میں ذرا غور کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ یہ سزا اس جھوٹے شخص کے لیے نہیں جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہو، بلکہ اُس کے لیے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا نبی بنا کر بھیجا ہو، پھر معجزات اور دلائل قطعیہ سے اس کی نبوت کی صداقت کو ثابت کیا ہو۔ اگر ایسا نبی یعنی سچا نبی، کوئی غلط بات، اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے گا تو اس کو یہ سزا ملے گی۔ اور ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ مرزا قادیانی پہلا شخص تو نہیں جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہو۔ ان سے پہلے بھی کئی طالع آزما لوگوں نے نبوت کا سوانگ رچایا۔ میں نے شاہد بشیر سے پوچھا کہ آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ کیا ایسے لوگوں کی رگِ جان کاٹ کر انھیں ہلاک کر دیا گیا؟ کیا ان کے ساتھ ایسا معاملہ نہ ہونا ان کی نبوت کی دلیل بن سکتا ہے؟ لوگ تو خدا بننے کا بھی دعویٰ کرتے رہے ہیں اور بڑے ٹھاٹھ سے انھوں نے اپنی زندگیاں گزاری ہیں۔ فرعون نمرود وغیرہ کی بیسیوں مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ یہ خاص کلیہ و قانون صرف سچے نبی کے لیے ہے۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا اس قانون سے مستثنیٰ ہے۔ ظاہر بات ہے کہ سرکاری ملازموں کے لیے حکومت نے جو قانون بنایا ہو، اس کا اطلاق صرف انہی لوگوں پر ہوگا جو واقعی سرکاری ملازم ہوں اور وہ لوگ جو جعلی طور پر اپنے آپ کو ایک سرکاری عہدہ دار کی حیثیت سے پیش کریں تو ان پر ضابطہ ملازمت کا نفاذ نہ ہوگا بلکہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو ضابطہ فوجداری کے تحت عام بدمعاشوں اور مجرموں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کسی نبی کے صادق یا کاذب ہونے کی جانچ اس کی سیرت، کردار، اس کا کام، اس کی دعوت و تبلیغ، اس کا کلام سب سے بڑی کسوٹی ہے جبکہ مرزا قادیانی کی سیرت، اس کا کردار، اس کا کام، اس کی دعوت تبلیغ، اس کا کلام وغیرہ سب جھوٹا ثابت ہو چکا ہے۔

میں نے شاہد قادیانی سے کہا اگر مرزا قادیانی کے اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو کئی سچے نبی نعوذ باللہ جھوٹے بن جائیں گے۔ مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کے علاوہ کئی اور اسرائیلی پیغمبر بھی بہت تھوڑی عمر میں دعویٰ نبوت کے بعد شہید کر دیے گئے۔ مرزا کے اصول کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو گویا یہ انبیا سچے نہ ٹھہرے۔ اس کے برخلاف بہاء اللہ ایرانی (جو صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا) دعویٰ نبوت کے بعد چالیس سال زندہ رہا۔ مرزا قادیانی کے اس اصول کے مطابق وہ سچا ٹھہرے گا۔ حالانکہ آپ اس کو جھوٹا مانتے ہیں (بہاء اللہ ایرانی کے چالیس سال تک زندہ رہنے کا حوالہ دیکھئے قادیانی اخبار الحکم ص 24,4 اکتوبر 1904ء) ''بہاء اللہ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ 1269ھ میں کیا تھا اور 1309ھ تک زندہ رہا۔'' یہ بعد نبوت کی زندگی چالیس سال بنتی ہے۔ یہ 23 سال سے کہیں زیادہ کی مدت ہے۔

مرزا قادیانی پر جب علمائے کرام نے یہ اعتراض کیا کہ اگر آپ کا یہ قانون عام اور صحیح ہے تو پھر 23 سال کے اندر اندر یہ جھوٹے مدعیانِ نبوت کیوں نہ قتل کر دیے گئے؟ اتنی زیادہ ان کو مہلت کیوں ملی؟ تو مرزا قادیانی نے یہ جواب دیا کہ آپ لوگ یہ ثابت کریں کہ انھوں نے نبوت کے دعوے کے ساتھ ساتھ اپنے اوپر وحی نازل ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہو، پھر بھی وہ 23 سال تک زندہ رہے ہوں کیونکہ ہماری تمام تر بحث وحی نبوت میں ہے۔ محض دعویٰ نبوت میں نہیں۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

- ''اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں

کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا روشن دین جالندھری نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے، یہ ایک دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے۔ بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کیے اور تئیس برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہیے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیے جو الہام انھوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔"

(اربعین ص 135 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 477 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر سے کہا کہ یہ عبارت ہمارے موقف کی تائید میں ہے کیونکہ اس بات کے کامل ثبوت میں کہ "مرزا قادیانی خدا کا رسول ہے" آپ 1901ء یا اس کے بعد کی تحریر پیش کرتے ہیں اور صحیح یہ بات ہے کہ مرزا قادیانی نے 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور 1908ء میں منہ مانگا خدائی عذاب یعنی ہیضہ کی موت سے واصل بہ جہنم ہوا۔ لہٰذا مرزا قادیانی کی اپنی تحریر سے اس کے کذب پر پختہ مہر لگ گئی۔ گویا مرزا قادیانی دعوائے نبوت کے بعد صرف 7 سال تک زندہ رہا۔ اگر وہ سچا تھا تو لازم تھا کہ وہ دعویٰ نبوت کے بعد 23 سال تک زندہ رہتا۔ جیسا کہ اس کا کہنا ہے:

- "اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تئیس برس تک مہلت پا سکے، ضرور ہلاک ہوگا۔"

(اربعین نمبر 4 ص 5 مندرجہ روحانی خزائن 17 ص 434 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد قادیانی کو بتایا کہ ایک پہلو یہ بھی ہے کہ مرزا قادیانی تو اپنی نبوت کا انکاری ہے۔ اس لیے اس پر یہ قانون لاگو ہی نہیں ہوتا۔ میں نے اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی کتب سے درج ذیل حوالے پیش کیے۔

- "میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں، یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے۔ میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ و رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کے

رو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ ورسول ﷺ کی پیروی سے دیے جاتے ہیں۔"

(جنگِ مقدس ص 74 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 156 از مرزا قادیانی)

□ "ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 297، مجموعہ اشتہارات ج دوم ص 2 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

□ "وما كان لى ان ادعى النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم كافرين. (ترجمہ:) میرا کیا حق ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کردں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کفار سے جا ملوں۔"

(حمامتہ البشریٰ ص 131 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 297 از مرزا قادیانی)

□ "خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہلسنّت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا اله الا الله محمد رسول الله کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں۔ اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

(آسمانی فیصلہ ص 3 مندرجہ روحانی خزائن ج 4 ص 313 از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد بشیر سے کہا کہ آپ نے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو سچا ثابت کرنے کے لیے جو آیات پیش کی ہیں، ان کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہر وہ شخص جو پرلے درجے کا دجال وکذاب ہو اور خدا کی رحمت سے ہزار ہا کوس دور، زمرۂ شیاطین کا سرتاج جس پر خدا نے اپنی رحمت وانعامات روحانیہ کا قطرہ بلکہ قطرے کا ہزارواں حصہ بھی نہ ڈالا ہو، وہ اگر اپنی خباثت طبعی کے زیر اثر خدا پر افترا کرے تو خدا اسے ہلاک کر دے گا۔ خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اکثر طور ضلالت وگمراہی کے بدترین رذیلوں کو جو مفتری علی اللہ اور روحانیت سے کورے، دنیا کے طالب اور مدعیان کاذب ہوں، ان کو کبھی کبھی ڈھیل دیتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی کئی آیات سے ثابت ہے۔ خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ "خدا تعالیٰ شریروں کو اس لیے مہلت دیتا ہے کہ شاید باز آ جاویں اور ہدایت ہو۔"

(ملفوظات احمدیہ ج 3 ص 139 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

میں نے شاہد قادیانی کو بتایا کہ مرزا قادیانی ایسے جھوٹے مدعیان نبوت کے لیے

قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

ومن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا اوقال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء ومن قال سانزل مثل ما انزل اللّٰہ۔ ولو تری اذ الظلمون فی غمرت الموت والملئکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم۔ الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللّٰہ غیر الحق وکنتم عن ایتہ تستکبرونo (الانعام:93)

ترجمہ: اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا کہے کہ وحی کی گئی ہے میری طرف۔ حالانکہ نہیں وحی کی گئی اس کی طرف کچھ بھی۔ اور (کون زیادہ ظالم ہے اس سے) جو کہے میں (بھی) نازل کروں گا ایسا ہی (کلام) جیسے نازل کیا ہے اللہ نے، کاش تم دیکھو جب ظالم (جھوٹا مدعی نبوت) موت کی سختیوں میں (گرفتار) ہوں اور فرشتے بڑھا رہے ہوں (ان کی طرف) اپنے ہاتھ (اور انھیں کہیں کہ) نکالو اپنی جانوں کو۔ آج تمھیں دیا جائے گا ذلت کا عذاب اس وجہ سے کہ تم بہتان لگاتے تھے اللہ تعالیٰ پر ناحق اور تم اس کی آیتوں (کے ماننے) سے تکبر کیا کرتے تھے۔

روزنامہ الفضل مرزا قادیانی کی اہم تحریروں میں سے درج ذیل اقتباس نقل کرتا ہے جو ہر قادیانی کے لیے دعوتِ فکر ہے:

❑ ''اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ وہ نہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے، وہ بہت بری موت مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان جلد 28، نمبر 50، ص 1 مورخہ 2 مارچ 1940ء)

میں نے شاہد قادیانی سے کہا کہ اب اس معیار پر مرزا قادیانی کو جانچ لیتے ہیں۔ یعنی اگر مرزا قادیانی اپنے دعوؤں میں سچا تھا تو اس کا انجام اچھا ہونا چاہیے تھا، اور اگر اپنے دعوؤں میں جھوٹا تھا تو ''نہایت ہی بد اور قابل عبرت انجام'' ہونا چاہیے تھا۔

''مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ'' میں اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے لکھوایا تھا:

❑ بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ **السلام علی من اتبع الھدی۔** مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ

اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور دجال اور کذاب ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں...... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے، تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک!...... اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے، تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی ہی میں ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین!

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے...... تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص (مرزا قادیانی) درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے...... میں دیکھتا ہوں مولوی ثناء اللہ ان ہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے، اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک، تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

(مرزا قادیانی کا اشتہار مورخہ 15 اپریل 1907ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات، جلد سوئم، ص 578 تا 580، مجموعہ اشتہارات ج دوم ص 705، 706 طبع جدید)

اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی 25 اپریل 1907ء کو اخبار بدر قادیان میں مرزا قادیانی کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا:

❑ ''ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا قادیانی کی) طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔''

(ملفوظات ج 5 ص 206، (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

اس پیش گوئی کے تقریباً ایک سال بعد مرزا قادیانی کی موت نے ''آخری فیصلہ'' کر دیا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں تھا کیونکہ اس کی موت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بقول اس کے ''خدائی ہاتھوں کی سزا'' سے ہوئی۔ ہر شخص دم بخود رہ گیا کہ خود مرزا قادیانی کی دعا پر قدرت حق نے عجب فیصلہ کیا۔

25 مئی 1908ء کو شام کھانے کے بعد اس کی حالت اچانک بگڑنے لگی۔ اسے مسلسل اسہال شروع ہو گئے۔ ایک دو دفعہ رفع حاجت کے لیے لیٹرین گیا، بعد ازاں ضعف کی وجہ سے نڈھال ہو گیا۔ اس کے جسم کا پانی اور نمک ختم ہو گیا تھا۔ بلڈ پریشر کم ہونے سے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ آنکھیں اندر کو دھنس گئیں اور نبض اتنی کمزور ہو گئی کہ اسے محسوس کرنا مشکل ہو گیا۔ پھر دست آیا تو چارپائی سے بڑی مشکل سے اٹھا مگر دوبارہ چارپائی پر گر گیا۔ ضعف اتنا تھا کہ وہ پشت کے بل لڑکھڑا کر چارپائی پر یوں ڈھے گیا کہ اس کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ بعد ازاں ایک اور دست آیا تو بستر پر ہی نکل گیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے قے ہونا شروع ہو گئیں۔ بقول حکیم نورالدین ''معدہ کے اندر کی تمام سوزشیں، آنتوں کی سوزشیں اور پیٹ کی جھلیوں کی سوزشیں قے کا باعث بنتی ہیں۔ ہیضہ کی صورت میں جب آنتیں متاثر ہوتی ہیں تو قے کے ساتھ اسہال ہوتے ہیں۔ قے کا آنا بذاتِ خود کوئی بیماری نہیں بلکہ یہ متعدد بیماریوں کی علامت ہے۔ آنتوں کے فالج اور رکاوٹ میں غذا ہی قے کا باعث بنتی ہے۔ کھانے کے فوراً بعد شراب یا افیون کے استعمال سے بھی قے ہوتی ہے۔ اگر اسہال کے ساتھ قے بھی شامل ہو تو مرض اسہال کے بجائے ہیضہ بن جاتا ہے۔'' (بیاض نورالدین ص 209) مسلسل اسہال اور قے کی وجہ سے مرزا قادیانی کے جسم، بستر اور کمرے میں سخت بدبو اور تعفن پھیل گیا تھا۔ اس کی حالت دگرگوں ہو گئی اور نورالدین کو بلانے کے لیے کہا۔ حکیم نورالدین آیا تو مرزا قادیانی نے اسے کہا ''مجھے اسہال کا دورہ ہو گیا ہے۔ آپ کوئی دوائی تجویز کریں۔'' (ضمیمہ الحکم 28 مئی 1908ء) حکیم نورالدین نے چند مقوی ادویات کھانے کو دیں مگر مرزا قادیانی نے قے کے ذریعے اگل دیں۔ اس کے بعد اس کی نبض ڈوبنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ایک انگریز ڈاکٹر آیا مگر وہ نہایت عبرتناک حالت دیکھتے ہی چلا گیا۔

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب کو ہیضہ نہیں ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ موت کے وقت ہیضہ کی تمام علامات مرزا قادیانی میں موجود تھیں۔ آپ اس سے کس طرح انکار کر سکتے ہیں؟ میں نے اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی موت کے عینی شاہد، اس کے نام نہاد ''مقدس صحابی'' اور خسر میر نواب ناصر کی کتاب سے مندرجہ ذیل ناقابل تردید حوالہ پیش کیا:

- ''حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے۔ اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو

چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ ''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔'' اس کے بعد آپ نے کوئی صاف بات میرے خیال میں تو نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔''

(حیات ناصر ص14 مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ ایک انگریز ڈاکٹر نے اپنی رپورٹ میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب کی موت ہیضہ سے نہیں ہوئی تھی۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ کیا آپ کے نزدیک انگریز ڈاکٹروں کی رپورٹ درست اور قابل اعتبار ہے جبکہ مرزا قادیانی کی بات اور اس کے خسر میر نواب ناصر کی گواہی جھوٹ اور نا قابل اعتبار ہے؟ اس پر شاہد بشیر قادیانی پریشان ہو گیا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا اشتہار اور دعا کی اشاعت کے ٹھیک ایک سال ایک ماہ اور گیارہ دن بعد یعنی 26 مئی 1908ء بروز منگل مرزا قادیانی لاہور میں بمرض ہیضہ ہلاک ہوا۔ جبکہ مولانا ثناء اللہ، مرزا قادیانی کی موت کے چالیس سال بعد 15 مارچ 1948ء کو اللہ کو پیارے ہوئے۔

رات تقریباً 2 بجے مناظرہ ختم ہوا تو شاہد بشیر قادیانی کے اوسان خطا ہو چکے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آج کی گفتگو کے بارے میں اس کی کیا رائے ہے؟ شاہد بشیر نے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ آپ لوگ جنونی، جھگڑالو اور بداخلاق ہیں۔ لیکن آج کی گفتگو نے مجھے بہت کچھ سیکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس نے کہا کہ اندرون اور بیرون ممالک میرے بے شمار مناظرے ہوئے ہیں لیکن آپ نے جس طرح مدلل، جامع، باحوالہ اور ٹھنڈے دل سے گفتگو کی ہے، اس کی کوئی مثال نہیں۔ اس پر میں نے شاہد بشیر کا شکریہ ادا کیا۔ پھر اس نے سب کے سامنے اعتراف کیا کہ آج کے مناظرہ نے اس کی آنکھیں کھول دی ہیں اور اس کے علم میں بے حد اضافہ ہوا ہے۔ شاہد بشیر نے وعدہ کیا کہ اس نے آج کی گفتگو میں بیان کردہ تمام اہم اور متنازعہ حوالہ جات کو نوٹ کر لیا ہے۔ اور چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی خلافت لائبریری میں جا کر انھیں مکمل سیاق و سباق کے ساتھ چیک کروں گا۔ میں نے شاہد بشیر سے عرض کیا کہ آپ صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفا نہ کیجئے کہ مرزا قادیانی آپ کا نبی یا مجدد ہے۔ اس لئے

اس کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، بے تعصبی، خالی ذہن، ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا قادیانی کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراط مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: "**العقل اصل دینی**" عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔'' مزید ارشاد فرمایا: ''عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گھمنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔'' قرآن مجید میں ہے: ''یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گونگے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔'' ''اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔'' میں نے شاہد بشیر سے کہا کہ از راہ کرم قادیانی عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شان کریمی آپ کے آنسو موتی سمجھ کر چن لے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **احق ان ایتبع** (یونس:35) مطلب یہ کہ حق ہی اس لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، باطل تو ترک کر دینے ہی کے لائق ہے۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ میں نے بڑے سوز اور درد دل کے ساتھ عرض کیا کہ آپ مسلمانوں کی متاع گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بدقسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ قادیانیت کو ''اسلام'' سمجھ کر اس کے دامِ فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمت خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھیے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آ جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے ''جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔'' انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا حاصل؟ ایمان دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور باطل عقاید و گمراہ کن نظریات کی بنا پر اپنی

عاقبت خراب نہ کریں۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے عفو و کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ، اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

میں نے شاہد بشیر سے کہا کہ میں آپ کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے میری درد مندانہ، ہمدردانہ اور مخلصانہ گزارشات نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے آپ مذکورہ بالا تمام حقائق و واقعات پر غور و فکر فرمائیں گے۔ کسی بھی مزید سوال کے لیے میں ہمہ وقت حاضر ہوں۔ اس سلسلہ میں آپ مجھے کسی بھی وقت موبائل پر فون کر سکتے ہیں، ای میل کر سکتے ہیں، میں آپ کی مکمل تسلی و تشفی کے لیے ہر ممکن کوشش کروں گا۔ مزید آپ سے درخواست ہے کہ آپ کسی دن چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی خلافت لائبریری میں جا کر آج کی گفتگو کے تمام حوالہ جات کو سیاق و سباق کے ساتھ چیک کریں اور پھر اس تحریر کے غلط یا درست ہونے کا فیصلہ بغیر کسی تعصب کے اپنے ضمیر سے لیں۔ کیونکہ بقول مرزا قادیانی ''تعصب ایک ایسی بلا ہے جو غور کرنے نہیں دیتا۔'' (چشمہ معرفت ص 68 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 436) ان شاء اللہ آپ صحیح فیصلہ پر پہنچیں گے۔ لہٰذا جان بوجھ کر اپنی عاقبت تباہ نہ کریں اور مناظرہ میں بیان کردہ اور نوٹ کردہ تمام حوالہ جات کو غور سے دیکھیں، جہاں آپ کو کوئی شبہ پیش آئے، اس کی بابت خاکسار سے دریافت کریں، جواب دینے کے لیے میں حاضر ہوں، جو حضرات آپ کو ان حوالہ جات کے دیکھنے سے منع کریں، انہیں اپنا دشمن سمجھیں اور یقین کر لیں کہ وہ آپ کو راہِ حق دیکھنے سے روکتے ہیں اور اندھا بنا کر جہنم میں گرانا چاہتے ہیں، جبکہ ہم خلوصِ دل سے آپ کے ایمان کی خیر خواہی چاہتے ہیں۔ یہاں ایک بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ وہ بدنصیب جس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے کہ اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔ لیکن ایک صاحب ایمان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، سچی توبہ سے اس کی مغفرت یقینی ہے۔ دوران مناظرہ اگر کسی لفظ سے آپ کی کوئی دل آزاری ہوئی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ میں آپ کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم پر چلنے اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے! آمین! بعدازاں بڑے احترام کے ساتھ شاہد بشیر صاحب کو الوداع کیا گیا۔

تقریباً 2 ماہ بعد جناب شاہد بشیر کا فون آیا کہ اس نے گفتگو کے دوران نوٹ کردہ تمام حوالہ جات کو سیاق وسباق کے ساتھ چیک کیا ہے۔ ختم نبوت اور حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر آپ کا عقیدہ درست ہے، مزید براں مرزا قادیانی کا کردار بھی مشکوک ہے۔ خلافت لائبریری کے لائبریرین نے بعض متنازعہ کتابیں دکھانے سے انکار کیا جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ انھوں نے مزید بتایا کہ ان موضوعات پر اس کی دیگر قادیانی مبلغین سے بھی بات ہوئی ہے مگر کسی نے تسلی بخش جواب نہیں دیا بلکہ مجھے شک کی نظروں سے دیکھتے رہے پھر میں نے گھر آ کر مرزا قادیانی کی تمام کتابوں کا انتہائی غیر جانبداری اور بے تعصبی کے ساتھ مکمل مطالعہ کیا۔ میں جوں جوں مرزا قادیانی کی کتب پڑھتا گیا، مجھ پر حقیقت منکشف ہوتی گئی۔ لہٰذا آپ کا بہت بہت شکریہ، کہ آپ نے مجھے جہنم سے نکالا، میں قادیانیت سے تائب ہونا چاہتا ہوں۔ یہ سنتے ہی خوشی سے میری آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔ میں نے شاہد بشیر صاحب سے کہا کہ آپ اس وقت کہاں ہیں؟ انھوں نے بتایا انھوں نے بتایا کہ میں اس وقت جھنگ اپنے گھر میں ہوں۔ میں کل دوپہر آپ کے پاس مرکز سراجیہ آؤں گا۔ چنانچہ 14 مارچ 2009ء کو سہ پہر تقریباً 3 بجے وہ مرکز سراجیہ پہنچ گئے جہاں ان کے اعزاز میں باقاعدہ ایک چھوٹی سی تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں کارکنان تحفظ ختم نبوت کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مرکز سراجیہ کے مہتمم جناب صاحبزادہ رشید احمد مدظلہٗ نے شاہد بشیر صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ کسی لالچ، دباؤ، ترغیب، دھمکی یا کسی اور وجہ سے اسلام قبول کر رہے ہیں یا واقعتاً قادیانیت کو ایک باطل مذہب سمجھ کر اسے چھوڑ رہے ہیں؟ شاہد بشیر صاحب نے کہا کہ وہ کسی دباؤ یا لالچ کی وجہ سے قادیانیت نہیں چھوڑ رہے بلکہ محض اپنی عاقبت کی خاطر، اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر رہے ہیں۔ اس پر صاحبزادہ رشید احمد صاحب نے شاہد بشیر صاحب کو کلمہ پڑھوایا اور انھیں مندرجہ ذیل الفاظ بھی دہرانے کو کہا:

''میں شاہد بشیر ولد بشیر احمد سکنہ جھنگ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ اقرار کرتا ہوں کہ میں حضور نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا آخری نبی اور رسول مانتا ہوں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی یا نیا نبی نہیں۔ آپ ﷺ کے بعد جو بھی شخص نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر، کذاب، مرتد اور دائرہ

اسلام سے خارج ہے۔ جھوٹا مدعی نبوت مسیلمہ پنجاب آنجہانی مرزا قادیانی اور اس کے تمام پیروکار قادیانیوں جو خود کو احمدی یا لاہوری کہلواتے ہیں، کو کافر، کاذب، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں جو شخص ان کے کفر میں شک کرے، اسے بھی کافر یقین کرتا ہوں۔

1974ء میں پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے والی آئینی ترمیم کو درست قرار دیتا ہوں۔ 1984ء میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال اور خود کو مسلمان کہلوانے سے روکنے والے امتناع قادیانیت آرڈیننس، تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B، 298/C اور قانون توہین رسالت ﷺ کی دفعہ 295/C کو دل و جان سے تسلیم کرتا ہوں۔ قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا احترام کرتا ہوں۔ میں یہ بھی ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قربِ قیامت آسمان سے ان کا نزول ہوگا اور وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ان کی معاونت حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کریں گے جو اس امت میں حضور نبی کریم ﷺ کی اولاد سے پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ موجود ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے پوری دنیا اسلام قبول کر لے گی۔ میں اپنے رویے سے ثابت کروں گا کہ آئندہ میرا قادیانیوں سے مذہب یا عقیدہ کے لحاظ سے کسی قسم کا معاشی یا معاشرتی کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے دین اسلام پر استقامت بخشتے ہوئے فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاد کرنے اور تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے!''

اس کے بعد صاحبزادہ رشید احمد صاحب نے سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی نہایت رقت آمیز دعا کرائی۔ دعا کے بعد تقریب میں موجود تمام مسلمانوں نے جناب شاہد بشیر کو مبارک باد پیش کی اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ مکرم وقار احمد صاحب نے شاہد بشیر کو کتابوں کا ایک سیٹ پیش کیا۔ مرکز سراجیہ کی طرف سے نومسلم شاہد بشیر صاحب کے اعزاز میں ایک پرتکلف چائے کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ نماز عصر شاہد بشیر صاحب نے ہمارے ساتھ ادا کی اور مغرب کے بعد واپس جھنگ کے لیے رخصت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انھیں دین اسلام پر استقامت عطا فرمائے! (آمین)! بے شک، ''اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے دیتا ہے۔'' (البقرہ:213)

گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے والے حق کے متلاشی قادیانیوں کے لیے ایک رہنما کتاب

کامیاب مُناظرہ

محمد متین خالد

ایک قادیانی سے فیصلہ کن مناظرہ جس کے نتیجہ میں
وہ قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام کی آغوش میں آ گیا

ایسی علمی، تحقیقی اور دلچسپ کتاب جو اپنے اندر لیے ہوئے ہے

- قادیانی مناظر کی عبرتناک شکست
- قرآن و حدیث کے فولادی دلائل و براہین کی طوفان خیزی
- قادیانی باطل تاویلات اور شکوک وشبہات کا خاتمہ
- قادیانی دجل و تلبیس کی نقاب کشائی
- قادیانی اعتراضات کے دندان شکن جوابات
- ہر صفحہ نئی کتاب...... ہر سطر نیا انکشاف...... ہر لفظ نئی معلومات

مستند حوالہ جات سے مزین یہ کتاب تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے تمام مجاہدین کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کے تمام افراد کے لیے بے حد اہمیت کی حامل ہے جو دلائل و براہین کی روشنی میں ''قادیانیت کا اصل چہرہ'' دیکھنا چاہتے ہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کوئی قادیانی آپ سے کبھی مناظرہ نہ کر سکے گا۔ (ان شاءاللہ)

علم و عرفان پبلشرز
الحمد مارکیٹ، 40- اُردو بازار، لاہور۔
فون: 7352332، 7232336 فیکس: 7223584